LYTTON LIBRARY, ALIGARH.

DATE SLIP

This book may be kept

FOURTEEN DAYS

A fine of **one anna** will be charged for
each day the book is kept over time

بالله العلی العظیم

نئے رنگ ڈھنگ کا معنی خیز ناول

یعنی

URDU STACK

میٹھی چھری

بیرون ملک کی قرضداری و بربادی ہوا اور اسکے عشق و گرفتاری
کو سلیس عبارت میں بیان کیا گیا ہے پڑھیے اور سبق
حاصل کیجیے - نہایت پر مذاق ہے

مصنفہ

مولوی محمد سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ و مصنف حاجی بغلول
و احمق الذین - طرحدار لونڈی - و مترجم دھوکا طلسمی فانوس وغیرہ

حسب فرمایش

لالہ اس بھیا گو منیجر بہار گو اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ امین آباد پارک لکھنؤ

مطبع نشام اودھ لکھنؤ باہتمام محمد ...

اگر آپکا کتبخانہ ان کتابوں سے خالی ہو تو جلد منگایئے

اورنگ زیب و چھیل کماری - ایک بالکل نیا نادل راجپوت کا تاریخی قصہ حسن و عشق کے نیرنگ اورنگ زیب جوش اسلام اور اودیپور کے رانا راجسنگھ کی قومی حمیت کا دلکش مرقع نہایت ہی ساف بلا کا حسرت خیز فسانہ ہی قیمت ۸

نشتر - ایک بالکل نئی فارسی زبان کے قصہ کا ترجمہ بہت ہی حسرت خیز دپرُاثر فسانہ نہایت فصیح بیحد دلچسپ اور لیس قابل دید ہی قیمت عہ

فریب حسن نفاست و دلچسپی میں یہ نادل ایسا ہی لاثانی ہی جیسا نتیجہ خیز ہونے میں بے نظیر جسمیں محبت کا بے نظیر نقشہ جگر سوز آہین شوق و درد سچائی اور نیکی غرضکہ ان کا مجموعہ عجیب دلکش پیرایہ میں دکھایا ہو کہ اسکی مطالعہ کرنیوالی آنکھیں اسکی تعریف نہیں کرسکتی ہیں قیمت عہ

وکر ولینشاہ - ددمی ہیر و لف م یہ ناول بھی وہی جادو نگار مصنف کی تصنیف ہی جسکے مجسم پہار بنا ہوا ہے - قیمت ۸

لعبت فرنگ (ترجمہ براونز انگریز) اسقدر حیرت خیز کہ صرف ایک صفحہ پڑھیے پھر بغیر ختم کیے چھوڑنیکو دل نہ چاہے گا - ۸

الہ دین و لیلی داستان آف منگیلیا احرم سرائے کے حیرتناک واقعات و محبت رنگین کے دلچسپ حالات پیرایہ میں ایک مفید سبق ایک طرف دولت حسن سے بیٹھا بھری ہوئی کتی ایک طرف قناعت دوسری جانب طمع

فسانہ آزاد - تمام ہندوستان نادلوں میں ایک مشہور فسانہ ہو قیمت عہ

سیر کوہسار - ریشان خام کار اور اسکے اچھا غدار مکار کی حماقت اور چالبازیوں کا نمونہ ایک رئیس کی بیوقوفیاں و مصاحبین کی اینٹھ اس انداز سے درج ہین کہ باید و شاید فسانہ شہیر سراپا عبرت و نصیحت ہے - مصنفہ سرشار - قیمت ہر

خدائی فوجدار - ڈان کو کسائٹ عملی الاطلاق ظرافت کے پیرایہ مین سراپا نصیحت قیمت ۸

جام سرشار باتصویر - غضب کا لاجواب ناول ہے خاص لکھنؤ کی زبان مین سبہ ہی دلچسپ پیرایہ مین عیاشی و شرابخوار کے برُے نتائج بیان کیے ہین - قیمت ۸

ہرچند اسن رگھونا تھ بیگ یا رشر بھارگو اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ امین آباد لکھنؤ

گزارش

گو یورپ کی تہذیب سے
کو ناک میں رہتے اور مسلمانوں کے امرا
ترکی کے ساتھ وابستگی سے اپنی
انگریزی جامہ اور ان کے ٹھاٹ بیٹھا ہے
میں سے یہ مضمون ایک انگریزی
ریویو میں نظر سے گزرا اور یہاں
ہندوستانی لباس پہنا کے بیان
کیا گیا ہے۔ تاریخی قصوں میں
تحدید زمان روا رکھا جاتا ہے یہ بعد
مکان سہی۔ عالم خیال کی کہانی
سنائی ہے۔ آپ بیتی نہ سہی جگ
بیتی سہی۔

فسانہ نگار

محمد سجاد حسین عفی عنہ

میٹھی چھری

پہلا باب

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

اگر مفلسی مین توانگری کا ٹھاٹھ رکھنا، پیری مین جوانی کا روپ بھرنا، ضعیف پر شباب کا روغن چڑھانا۔ اُسی پر حالی وارنش کرنی۔ زوال کو عروج کی شان دینی مستحق ہوت فصد لینی۔ کمزور ستونون پر سنگین عمارت بنانی۔ سردی مین گرمی۔ اور گرمی مین سردی کی بو پھینی نادانی ہے تو بادشاہ حسین خان ہندونگر کے رئیس۔ بظاہر بیلے سر کے نادان اور لکھ رکھنے والے احمق تھے۔ ہان ایک زمانہ تھا۔ اور بہتون کو ابتک یاد ہے جب انکا بخت مددگار۔ طالع یاور۔ اقبال غاشیہ بردار۔ عروج بکس ران۔ شہرت جلوریز۔ ترقی طرفداکنان تھی۔ ماشاء اللہ سے اُٹھتی کونپل سی نئی جوانی کا کس بل ماء الشباب کی چمک اشراق کی دمک۔ سپہر سے جسم صورت صحت محیط۔ دست و بازو مرکز قوت۔ دماغ مخزن خیالات عالی۔ دل مسکن اولوالعزمی۔ دولت [illegible]

سپہر نیرنگی نے اس کا ورق اُلٹ دیا ہے - اور بالکل اُلٹ دیا - قسمت بگڑ گئی - ادبار غالب آیا - زوال دولت بنا - ہزال دستگیر ہوا - قوائے جسمانی ایک ایک کرکے ڈیلے پاؤں نکلے بدل پائمالی کی کل - کمر پیرانہ سالی سے گھس پس جانے سے ہاتھ پاؤں ڈھیلے بے سکت ہو جانے سے آنکھیں دیکھتے دیکھتے بے دید ہو گئیں - بصارت کے ماند پڑ جانے اور بصیرت کو چکا چوند لگ جانے سے زبان اپنی ہی کہہ جاتی ہے بات یہ ہے کہ ضبط کی لگام دست اختیار سے نکل گئی ہے - کان سماعت میں کمزور ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ہوس کی سرگوشیوں سے ہوا بھر گئی ہے - ذائقہ کام چور ہو گیا - نفرت لذت کی تیزی کا اثر ہے - لامسہ بیچ پیش ہے - دل ایسی نازک شے میں گدگدی نہ رہی سرد و گرم زمانہ کی چوٹیں اٹھاتے اٹھاتے - بالوں کی سیاہی کافور ہے - شب عیش کا تڑکا ہے صبح صادق کا نور ہے - بتیسی کی لڑی ٹوٹی - حیات و ممات کی کشمکش میں ساحل پیشانی پر گھٹتی ہوئی موجوں نے لہریا بنایا جوانی کے ڈھل جانے اور شیخوخت کی تیز آنے سے حرارت غریزی گرم جوشیاں ٹھنڈی پڑ گئیں - اس سے کہ اعتدال مزاج سے عوارض نے دکائی بجائی ہے - تندرستی کی سرسبزی کا ہیولا ہو گئی - سموم پیری تیز چلتی ہے - اوراق خیال پریشان ہیں - شیرازہ دماغ گسستہ ہے - حافظے کی وصلی پر حروف کی تمیز نہیں - کثرت نقوش اسقدر ہے کہ دل کی جیبی گھڑی سلو جاتی ہے چولیں ڈھیلی ہو گئی ہیں -

قصہ مختصر - حرکات بطی - حس سست - حرارت سرد - امنگ مفقود ہے - قسمت نے یاوری چھوڑی - نصرت نے یاری ترک کی - دولت گھر سے نکل گئی - عشرت رہی ہی تو بیدلی سے صرف عسرت بچ گئے -

بیگم زندہ دل - خندہ پیشانی - ہنس مکھ تھیں - اب ہر وقت ناک چڑھی گرفتار ہیں - مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے - بچے نہ ہونے سے اکثر سرکہ جبیں رہتی ہیں - تنگی ترشی ہی ایسی ہے کہ تلخی میں بسر کرتی ہیں - دن ہی گئے گزرے کچھ ایسے ہیں پژمردہ خاطری ہے [illegible] زبان دراز ہو گئیں - پیش خدمتیں کام میں کوتاہی کرتی ہیں - اور سب سے بڑھکر عسرت بہت ستاتی ہے [illegible] طرح نکالی ہی نہیں نکلتی [illegible] انتظام میں [illegible] ہو کر چاکر بدل ہو گئے [illegible] تنخواہ [illegible] مزاج شناس آرام دہ اپنی راہ چلے گئے - دوسری جگہ [illegible] گئی - کھا کر بدسلیقہ گنوار دہ گئے اونکو بھی اتنا بھی سہارا نہ تھا - [illegible]

ناہنجار مطلب صاحب ناہموار نہیں۔ نواب کی لاپروائی سے اٹھان ہی ایسا تھا۔ تربیت
کی توجہ کی مہلت بھی کم ہے۔ الٹی پٹی پڑھا رہے ہیں۔ سلائے بر سر ننگی ہے
کا عالم دخل ہوا۔ کارندوں کی بد دیانتی سے کارگزاری میں تحصیل نے بکار رفتار فی
میں جھول آگیا۔ خیانت بڑھی سیاست گھٹی ہے۔ مدار الاشراف الجھ گئے عقدہ کشا
انگلیاں بے رسکت ہیں۔ الحاصل جزو کل۔ اصول و فروع سب بیتر۔ خلل سلسلہ
نظم و نسق کی کڑیاں پاشاں خاطر پریشان طوفان بے تمیزی برپا کشتی پرانی سے بخیئے
نکلے پڑے۔ بادبان شکستہ ساحل دور۔ تباہی قریب۔ خدا ہی خیر کرے …
عادت طبیعت ثانی۔ پابندی وضع کے عیس۔ خودداری کے پرتھے۔ ہمت سے کہ
دھوکے میں ستائی۔ یاس ہراس کا طبع چڑھاؤ سینے پر … آسکر کر گھٹے ہیں …
کی امید دلاتی ہے "فردا" بلاکشان انتظار کو قیامت ہے مگر سہل انگاروں کا …
بھول دل کا تعویذ۔ تدبیر سے طبیعت نفور محنت کا لفظ سنتے ہی تسکین خاطر کا نام
بیان تقدیر کا دھیان آیا اور باچھیں کھل گئیں۔ دلکو راحت پہونچی۔ کیا پیارا پیارا کہ
مقدس اسم اعظم ہے۔ مرہم جراحت ہائے کاری۔ تریاق اکبر۔ اکسیر قناعت۔ کیا حفظ …
تیغ و سنان۔ شکل عصا ہے پایوس۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تکیہ ناتوان۔ …
تو یہ ہمارے نواب اسکی لذت سے بھی شاد کام ہوئے ہیں۔ عادت نہ تھی …
کی وسعت نے نہیں تقریب … رکھا تھا۔ اجنبی کیطرح تقدیر چھپائی دکھائی۔ …
اور داغ حسرت دے گئی۔ مجبوری اور بے شکری اور نخوت شئے دیگر۔ کاہلی قناعت
نہیں۔ ذلت انکسار نہیں۔ بیچارگی حلم نہ بے حیائی خوشدلی۔

حضرات ناظرین ہمارے رئیس بادشاہ حسین خان کے دشمن ابھی مفلس نہیں۔ قلاش …
دریوزہ گر نہیں۔ ایسے … بھی نہیں۔ علاقہ۔ املاک۔ مکانات سب کچھ موجود ہے …
ایسے بوڑھے بھی نہیں لیکن … کوشش … تکلیف ہو کہ بازار کا جھگڑا اگر … مقابلے …
بشاش۔ بشاش۔ فارغ البال۔ خوشحال ہیں۔ … ۔ …
… الیسین کا منظر … ہمارے ذہن میں ایک بات آتی ہے یہ …
… ان پریشان خاطری … اور … ۔ …
کے انتظار … میں … دست و پا … مضطرب … بنا دیا۔ …

ہوئی تھی۔ دن تردد میں گذرتا ہے۔ سودہ تو روز میسر۔ ایک خواب تعبیر۔ تو دوسرا اسکا مظہر
عشق۔ شمع کی قسمت کہاں اور اگر ہوتی بھی تو عادت کسکو۔ مزاج عیش کا لپکا
طبیعت آسائش کی خواہاں۔ خاطر تسکین کی جویاں۔ آنکھوں کو حسن کا لپکا۔ کانوں کو
نغمہ و سرود کا چسکا رہا دل وہ ہوگا جنکے لیے ہوگا۔ اسکے حق میں تو کمبخت دل بنا تھا
دل۔ شاقی دل۔ ناعاقبت اندیش۔ بے حس دل۔ ایک صنوبری ٹکڑا
گوشت کا ٹکڑا۔ پہلو میں پڑا تھا۔ اور بیوی بچوں۔ دماغ شامت اعمال سے کبھی کا اختیار چھین
چکا تھا۔ اور بڑا ظالم نکلا۔ اس ادب آموز عاشق نے کسی کے قابو میں ہونے نہ دیا۔
[illegible]

انسان کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
پھر آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

مگر وہ شاعر تھا اسنے عشق ہی کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ عشق ہی کو ڈھال بنا کر ڈالا
تھا۔ مگر جذبات انسانی کے شیشے کا پیشہ والا نازک خیال نگار۔ صحیح شعر یوں پڑھیگا۔

انسان کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی اسی کا یہ دل بنا

اہل یورپ یہ کہتے ہیں۔ انسان جنت سے آگ چرا لایا تھا۔ ہاں ہوگا
مگر یہ نہیں بتاتے کہ یہ چیز چھپا کر لائے تھے۔ دیکھو۔ جب ہی تو وہ چیز کا نکاح ہی
سوزش ابتک باقی ہے۔ کشمیری کانگڑیوں میں آگ رکھتے ہیں۔ انگیٹھی میں رکھکر جسم سے
الگ رکھتے ہیں (پھرن) کے اندر۔ اس سے تو داغ لگ ہی جاتا ہے۔ پھر اسنے
تو لیمن سی جگہ پائی تھی۔ اور جنت سے اس دنیا تک آتے آتے کچھ زمانہ بھی گذرا
ہی ہوگا۔ پس اگر اس جلتی چیز کا کچھ اثر باقی ہو۔ تو بعید از عقل کیا۔ پھر آگ کی نسبت
یہ انگریزی مثل بھی ہے "آگ بہت اچھی باندی ہے مگر بڑی ظالم بیوی ہے"
اگر قابو میں کر لیا۔ [illegible] دنیا کے بہت سے کام لیے
کھانا پکایا۔ کلیں چلائیں۔ بھاپ چلا ہے۔ ریل دوڑائی۔ اگر اسنے تمہیں قبضہ کیا۔ جلا کر
[illegible] ڈالا۔ گھر بار گاؤں شہر ملک کے ملک راکھ کے ڈھیر کر دیے۔
یہی حال دل کا ہے۔ اگر دماغ کے قابو میں ہو۔ تو ہر حکم کا تابع۔ کمال [illegible] سے بھر کی

شہ دستوں میں لے عذر۔ شجاعت۔ سخاوت۔ ہمت۔ استقلال۔ تحمل۔ حیا۔ عدل۔ صدق۔ دوستی۔ عشق۔ خوشدلی۔ عصمت۔ سرور۔ قناعت۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ انکسار۔ رضا۔ عقیدت۔ انقیاد۔ معرفت۔ حقیقت کے اوج کمال پر چڑھ کر اعلیٰ علیین پہونچا۔ اسکے قابو سے نکلا۔ اور بزدلی۔ بخل۔ عداوت۔ تلون۔ ذلت۔ بےحیائی۔ ظلم۔ کذب۔ دشمنی۔ جنون۔ غضب۔ غم۔ بےصبری۔ خشونت۔ حرص۔ فسق و فجور۔ حسن کشی۔ کبر و غرور۔ سرکشی۔ بےاعتباری۔ بدگمانی۔ بغاوت۔ ظلمت۔ جہل۔ کفر۔ الحاد کے غار میں گرا۔ اسفل السافلین پہونچکے دم لیا۔

یہاں بھی شامت اعمال سے اس مجموعۂ شرافت و خلاصۂ انسانیت کی یہی حالت تھی جو ہوتا تم تھا مسیحا بلا کو بنا۔ خضر غول بیابانی ہوا۔ ید بیضا چراغ تہ دامن بنا۔ ع

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اُسپر سنئے کوڑھ میں کھاج۔ مصیبت تنہا نہیں آتی۔ یہ سب تو تھا ہی مزاج بھی جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا۔ حیات کی ٹرین پٹری سے اُتر گئی۔

چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا۔ اخلاط کے خلط مبحث نے سلطنت جسم میں طوائف الملوکی پیدا کی۔ غذا نے میں خلل ہضم میں فتور۔ قوت ہاضمہ فعل و انفعال سے معذور۔ طبیعت کے چہرے رونق بھاگی ادراک کو جھٹلایا۔ اندیشے کی سرگوشی اس کان سنی اس کان اڑا دی۔ طبیعت نے نظریات کو خیالات فاسد کی تہمت لگائی۔ مگر سودے کی سیاہی چہرے کی تحریر نہ تھی کہ غفلت کی ربڑ سے مٹ جاتی۔ صفرے کی زردی کشتہ زعفران نہ تھی [illegible] سرسوں پھولتی۔ بلغم کی سفیدی طباشیر نہ تھی کہ تقویت دیتی۔ اولید خون کی رہی کوئی لٹکا نہ تھی کہ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آہی جاتا۔ لطیف شے سب سے پہلے کثیف ہوئی۔ گل تر [illegible] ہی کھلاتا ہی [illegible] ہوئی چھوئی موئی [illegible]۔ رطوبات اصلی [illegible] کمی ہوئی [illegible] راہ ہی میں لٹ جانے لگی۔ خزانہ دل خالی ہوا۔ سرچشمۂ حیات میں خاک اڑنے لگی۔ اور رگ اور شریانوں کی نہروں [illegible] جسم میں غرق نہ پہونچا۔ عضلات کی شاخوں کا [illegible] ریشہ ریشہ جھٹلا ہوا۔ عوارض کی [illegible] لگی۔ کبھی درد سر وبال جان ہوا۔ گاہے [illegible] گریبان دکھائی۔ کسی روز ہاضمہ نے نمک حرامی کی۔ آخر حرارت اور یبوست میں ساز ہوا۔ دونوں نے علم بغاوت بلند کیا اور ایک دن طبیعت بگڑی اور ایسی بگڑی کہ اٹھنا دشوار ہوگیا اور اٹھ بیٹھنا بھی بار ہوا

طبیب جو ذمہ دار صحت اور وابستہ دامن دولت تھے۔ قارورے اور نبض پر دیدہ ریزی کرتے رہتے۔ جو کچھ اسباب و علل ذہن میں آئے زبان پر لائے نسخہ لکھا گیا۔ دوا کا استعمال ہوا۔ مگر بدمزہ دوا سے ذائقہ تلخ نہیں ہوا کیونکہ دیکھنا تک گوارہ نہوا۔ آنکا لذات کو بجبر پلائی گئی۔ پرہیز کی تاکید سے حکیم صاحب کسطرح سے مستعد ہو کر اجی بڑھائی کہ بچا سکے نکالے گئے۔ علاج موقوف معالج برطرف۔ اور کئی تیز تیز دواؤں سے خدا نے چاہا اثر نہ ہو جائیگا طبیعت خود بھی مدبر بدن ہو۔ جو کچھ بھی بچا کچا گولی بارود اسکے پاس تھی اسی سے ظاہری طور سے سٹا پٹا جنگ سے مقابلہ کرتی رہی کبھی کبھی صحت کی جھلک بھی نظر آجاتی تھی مگر

اگر باندر شبے ماند شب دیگر نمے ماند

اگر ایک دن طبیعت چاق ہوئی تو دس ہوگئے چار دن تک ایسی گری کہ عارضہ دراصل معمولی تھا۔ رفتہ رفتہ جلد آنا اور دیر کو جانا مدت مدید تک طبیعت مدتوں میں بھی مجبور سے بدرکے سنبھالی تو سنبھلی نہیں علیل تو تھی۔ تیمار دار بھی کچھ لاپروا سے ہو گئے۔ ع

شام سے مردے کو کب تک روئیے

دوسرا باب

بیس کی گا نصیب شفا ہو تو جانیے

بظاہر بات کچھ ایسی اہم نہ تھی نہ خود مریض چنداں مشوش ہوئے۔ نہ اوشا انسان ہو پیچ و پیچ رہا ہی کرتا ہو پھر اسمیں تردد کیا ہو۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دور کی بات تھی تو وہ حکیم طبیب جانتے ہیں اتفاق سے اُنکا ازالہ قبل زمانہ رضا ہو گیا۔ اب دوا کا کھٹراگ پرہیز کا جھگڑا۔ صرف اوپری اہتمام۔ انتظام۔ باقی علاج و بدادوا کی قلیا تمام بڑے آدمی کی بڑی بات تعلقات وسیع۔ واسطے دور دور پھیلے ہوئے گویا تناور سایہ دار درخت جڑیں تہ زمین تک ریشہ دوانی کرتی ہوئیں۔ جتنے تنا نہیں اچھا خاصا چکر باندھے۔ سایۂ عاطفت ماشاء اللہ سے بخوبی کشادہ۔ عزیزوں کا جوش خروش۔ محبت ماسوا شفقت کی ڈالک کیسا ہم ملکے گہری رنگت دکھاتا۔ ہوا خواہوں کی دلسوزی گرم جوشی کا پتا دیتی۔ کوئی قرابت داری سے رشتہ دیگر دن۔ کوئی سلسلہ نسبت کے انتہا بان بار بچہ کوئی منتظر موقع

غرضیکہ طلب منفعت میں کسی نہ کسی تعلق یا سبب مصلحت سے خلقت متوجہ ہو گئی۔ عیادت مزاج پرسی خدمت کو جوق جوق آنے لگی۔ اما مخمصوں کا عالم۔ اپنے ہم بالا سے معلوم ہوا۔ جان نثاروں کے صدقے رد بلا کو آئے۔ خیرات و مبرات کروڑا گئے ہے اسراف اور فضولی سے نکلوائے۔ پھر کیف بدانتظامی و بے اسلوبی نے بلا کو کا بست دھوم دھام مچا دی۔ اچھی خاصی تقریب پیدا کر دی۔ اور سچ پوچھو تو تقریب تھی بھی۔ اگرچہ چند یاوں سے بوڑھا ہوتا جاتا تھا تو چند کا قرب بھی سامنے جلوہ دکھاتا تھا۔ دنیا ہنگامہ ہنگامہ پسند۔ شادی ہو یا غم۔ جشن ہو یا ماتم۔ اسکو اپنے کھیل بہل سے کام ہے۔

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

فراغ خاطر ہو یا تشویش پائی۔ اضطراب چونکا تسکین بھاگی۔

سب ہی قسم کے لوگ جمع ہو گئے۔ یہ کون ہیں۔ رشتے کے چچا ہیں۔ اگرچہ پاؤں قبر میں لٹکائے ہیں مگر ہوس جوان ہے۔ انکو اور فکر نہیں۔ ہاں اتنا سوچ رہے ہیں اگر خدا نخواستہ نوع دگر ہوا تو پوتوں کی ولایت کا سرٹیفکٹ اپنے نام لینا چاہیے۔ یہ دو [illegible] سسرالی قرابت دار ہیں۔ لڑکی کے مہر کی تعداد یاد کرنے آئے ہیں۔ یہ فلاں یونانی ہیں۔ حکیم صاحب ہیں۔ صرف نبض و قارورہ دیکھیں گے علاج کی نیت سے نہ آئے نہ بلائے گئے۔ یہ بگھی سے کون اترے۔ جرمنی ڈاکٹر ہیں۔ صرف سینے پر آلہ لگا کے پھیپھڑوں اور دل کی حرکت اور بغل میں تھرمامیٹر لگا کے حرارت دریافت فیس [illegible] کرتے چلے جائیں۔ نظام الدین کا رنڈوا سعادت [illegible] مختار بھی حاضر ہیں۔ یہ نمک حرام بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ حساب فہمی ہونے والی ہے۔ اندازہ کرتے ہیں کتنا باز پرس [illegible] انہیں کے قریب بیٹھے ہیں کہ دل سے دور نظر سے اوجھل۔ دیانت اور علاقہ کے چند آبرو دار ذی اثر اسامی بھی اداس اور مضمحل بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ غرض مریض کی حالت نہیں یا موقع و مصلحت نہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ انکے پاس ہی پہلو بہ پہلو لب فرش ایک شخص اوڑھنا اوڑھے کھڑا ہے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔ آنکھوں میں غبار اشک شفاف شفاع نظر۔ افعی کی طرح [illegible] اشارہ بازی ہر شے میں [illegible] اور سمجھانا [illegible] کی طرح [illegible] چال چلن [illegible] کی شکل دیکھتا ہوا [illegible]

انجھرے معلوم ہوتے ہیں۔ سرگوشیوں تک کی بھن گن رکھتے ہیں۔ کانوں میں چھوٹی سی طلائی بالی
دکھاوے کی حلقہ بگوشی۔ بیاہ بھر زبانی۔ لانبی دھوتی۔ سر پہ لال بتا کی پگڑی جسمیں پیدار
طبیعت کیطرح ہزاروں پیچ۔ جوان ہو۔ رام کرن مارواڑی ہو۔ یہ انتخاب [illegible] کی دوکان میں بیٹھا
رہتا ہے۔ کہتے ہیں گھر کا سودا سلف اسی کی دوکان سے آتا ہے اچھا بہت بھی اٹھنے لگی ہے۔
نوکروں کو دستوری خاطر خواہ دیتا ہے بیگم صاحب کو اسکی جہازی چھالیا بہت بھاتی ہے جو دوکان
میں ہیں تو اکثر خالی ہانڈیاں۔ مگر جی۔ [illegible] طریقے سے مطلب فوت نہیں ہوتا۔ لیکن
زمانہ [illegible] ہو۔ اچھا [illegible] کا آدمی اور بیانتک رسائی اسکے کیا معنی یعنی مطلب تو اور
لوگ جانیں۔ [illegible] فان سے تیزی ہے۔ روک ٹوک کی کمی۔ آداب
دربار کی فروگزاشت سے بانوں کی چشم پوشی کی مدد۔ اور دیکھ تعجب نہیں بیگم صاحب کی سفارش
ہو۔ لوگ آئے۔ بیٹھے۔ اٹھے اور چلے گئے۔ یہ ہنوز میر فرش بنے ہیں [illegible] گئے۔ نہیں انکو
دیکھکے جو کوئی کچھ کہیگا سن لیں گے۔ اور یہی ہوا۔ زعفران مشک۔ الائچی گجراتی۔ چکنی۔ قند
میوہ۔ مصری۔ سب کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ کیا ہوا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ دوکان یا
[illegible] یا سود [illegible] دیکھکر۔ اشتہاروں میں پڑھکے ضرورت واقعی ہو جاتی ہے۔
یہاں آئے دن کی [illegible] تعمیل فرمائش کی جیتی چیزوں کی خوبی قیمت کی تخفیف سے
سب کے مزاجوں میں [illegible] پیدا کیا۔ آئے نہیں اور فرمائشیں استقبال کو دوڑی نہیں
مالک خوش ہوئے۔ [illegible] زیادہ [illegible] کا تغیر قرآن [illegible]
خون تھا۔ ملازم راضی ہوئے۔ بازار کی دوڑ سے بچے سو دستوری [illegible] دستور [illegible] تھی
رفتہ رفتہ گھر بھر کی ضرورتوں پر حاوی ہو گئے۔ نوبت [illegible] دوکان [illegible] پنساری کی
خاصی عطاری۔ بزازہ۔ انگریزی سامان بسکٹ۔ [illegible] کھلونے [illegible]
سب موجود۔ آتشبازی سگرٹ سلاح کا لیسنس بھی حاصل۔

دوکان اس سرپرستی سے فائدے سے پہلے سے زیادہ چمک گئی [illegible]
سے لی ہو۔ ایک طرف دواخانہ کھل گیا۔ شیشے قرابے بوتل [illegible] الماریوں [illegible]
[illegible] ہیں۔ [illegible] کے مقابلے [illegible]
[illegible]
[illegible]

و فطرت کے تار و پود سے بنے ہوئے سوزن عیسی کے محتاج ہیں شیشہ آلات جلا فنون میں نجوم افلاک پر چھینٹا کسے زمین میں بچوں کے کھلونے تک علمی اصول اور مسائل سائنس کو بازیچہ اطفال بنانے والے۔ کنکوے آسمان میں تھگلی لگانے والے۔ ڈوریں تار نظر سے بھی باریک تر۔ حکمت نظری کے تاروں سے بٹی ہوئیں۔ آتشبازی کا مرغ دست پرور بیٹھا ہوا اسکے آگے گلزار خلیل معلوم ہوتا اک معجزہ ہے مسکرات میں فنافی الشیخ کی کرامت سمیات میں عقدارسی کی محویت۔ مخدرات یعنی افیون ڈر پوست یعنی ہمت کے پردہ دار۔ ست حمل حشیشا کے دلدادہ میں مجنون عقل پابگل۔ آلہ جرات مے کے ساغر میں وہ شعلے پیاسا کہ پانی میں بجھے نہیں ازلی بزدل کو دیدیجیے۔ رستم و نریمان کے کام لیجیے۔ اسباب آسائش براہ راست جنت الفردوس کی نقل ہے سامان کیا ہے منزل بہشت شداد کی اصل پھر اس خوبی پر طرہ یہ کہ نقد ہو قرض ہو جیسے رکھا ہو۔ رقعہ لکھکر لو سب منظور۔ المختصر یہ دوکان اور یہ سامان۔ کون تھا جو نقد جان دیکر گاہک ہوتا اسکا جگر تھا جو اسپر بولی جاتا۔ اگر ہمارے نواب اور انکے چھوٹے بھیے نوکر چاکر اندر باہر گرفتار دام ہوئے۔ تو کون تعجب کی بات تھی۔

لالہ رام کرن کو بھی ایسی سرکار سے دلی انس ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ ایک تو سرپرستی دوسرے مہربانی۔ توجہ۔ رعایت ہر بات۔ اسپر بڑی بات یہ کہ دوکان کا کرایہ معاف۔ زمین یہاں سے وہاں تک افتادہ۔ آغوش تمنا کشادہ۔ جہاں جی چاہے مکان۔ کمرہ۔ گودام۔ کوٹھی دوکان بنائیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ نواب صاحب کا مزاج شکست کیفیت نادرست۔ بہت کم باہر گھر سے قدم رکھتے تھے بستر پر پڑے سے فرصت ملی۔ گاؤ سے لگ کے بیٹھ گئے اور پھر لیٹ رہے۔ پاسئے آسائش دراز۔ اور دست سیاست کوتاہ۔ ادھر سے انکی دراز دستی کی خبر کون لے اور انکے سیلاب ہوس کو کون روک سکے۔

تیسرا باب

جس گھر میں پھوٹ ہوگی وہ گھر خراب ہوگا

جتنا گھر کوئی اتار رہا تھا وہ تھے کیسی طرح کی رونق میں تھی۔ کسی قسم کے شوق میں مستی

مگر چند روز سے کچھ آپا دھاپی سی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ ذرا ذرا سی بات پر رنجشیں خفیف سے خفیف امر پر حسد۔ ایک دوسرے کو دیکھ کے جلا جاتا ہو جس کی آگ اور اسی میں دبنے ہوئے کمون کے کباب۔ تھوڑ کیا تھا۔ پوست کی بوندی۔ گویا کہ پھل ایک ذرا اور ہزار ہا دانہ الگ الگ اکھوں جھنکا یا شان۔ ہر دل پیاز کی گٹھی۔ بنارس کی ڈبیا۔ فیض آبادی صندوقچہ ایک رقعہ مکھ لیئے سیکڑوں دن ہیں جیبوں خانے موجود۔ نواب صاحب کو یہ حالت تو معلوم نہ تھی مگر اتنا ضرور تھا۔ اتنا سمجھے تھے۔ خاندان کی کل کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو گیا ہے۔ مگر روزمرہ کی تکالیف آگے دن مداخل کی قلت سے زیادہ غور نہ کر سکتے۔ اور بڑی بات یہ ادنھوں نے کالا حول ان سب شیاطین کو دور بھگا کے رکھا۔ اس زمین دوز ہیجان۔ زلزلہ خیز مادے کے کچھ اسباب بھی تھے۔ اور وہ سب دراصل لالہ صاحب کے طرز عمل سے۔ نوکروں کی خاطر داشت میں فرق رہتا۔ کوئی کوئی ڈیوڑھی اور کوئی دو دو دستوری پاتا۔ کبھی کبھی کوئی رعایتی معاملہ ڈیوڑھی سے براہ راست طے پایا۔ اور کبھی دوسرے ہی طرح پر خود سرکار سے چلتا۔ آخر ایک دن چھوڑا چھوٹ بہا۔ مادہ بھی جا تھیں آگر خارج ہی ہونے لگا۔ بات بھی ذرا سی تھی یعنی دو صاحبزادوں میں سے ایک رفتہ رفتہ ہوشیار سمجھدار ہوتے تھے۔ ایک صندوقچہ اسے بیگم صاحب نے دیا تھا۔ کچھ زر نقد کی ضرورت کچھ جنس کی فرمائش سب کی خوشی اسکو رکھ لیں اور ضرورتیں نکالا کرتے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ مگر حسرت لونڈی کی معرفت اسمیں قیمتی معاملہ سنگین تھا۔ مزید احتیاط کیگئی ہے۔ سمیں شوقینیا کچھ زیور۔ ایک گھڑی ایک دو اسب چند انگوٹھیاں۔ بغیر کچھ نقد و زر بھی کثرت سے۔ کوئی ہزار کا مال ہو گا۔ گھڑی دیکھ کر صاحبزادے کا جی للچا۔ لونڈی سے پوچھا۔ وقت کی بات تھی۔ انگوٹھی کا نقش محبت کی شدت کے دل پر کندہ ہوا۔ آپ نے یہ کہکر ۔۔۔ کہ تین سو پر تو ڑا ہوا اس سے بہتر نئی گھڑی صاحبزادے کو قیمت لا دینی دکان سے نذر کر دیکھے۔ انگوٹھی لونڈی پہنے گی۔ نقد دے۔ دو تین جنس کی ۔۔۔ قسم کی ۔۔۔ اور زر ۔۔۔ نقلی ۔۔۔ شیشے کا فرق بہر حال ۔۔۔ گھڑی ۔۔۔ لب ۔۔۔ کی تھی اور ۔۔۔ صاحبزادے ۔۔۔ اس وقت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ کو ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ دستاویز ۔۔۔

اب نشست مین بدارج ترقی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی تکلیہ در سر گوشی کے ہاتھون نواب کے قریب بیٹھنے لگے تھے۔ بار بار دہوتی کھلانے۔ اور بیلی مرزالی سے دل کو نفرت تو ہوتی۔ مگر صلاح طلع اور کاربرداری کی چاٹ سے سب گوارا تھا۔ آج بھی افلاس و تنگدستی کیطرح داہنی طرف قریب تر بیٹھے تنہائی تھی۔ موقع بھی تھا۔ بغل سے مسند و تکیہ نکال پیش کیا۔ زبانی عرض کیا غلام نے تعمیل حکم تو کر دی۔ ہزار آنکھ بند کر کے دیدیئے ضرورت نکال دی۔ وہ بھی عورت ذات مجبور تھین مگر بات اچھی نہین۔ یہ آبرو کی چیزین۔ مگر گرستی کا سامان ہو اگر چند سوا فتح کا ٹھیکہ ہو جاے تو کنبین کی آمدنی سے فرمایشین پوری ہوا کرین۔ نہین تو نہین اولاد اور نوکر سب خورد برد کر لیتے اگر بات کو رکھو نہ لینا کمین اور یہ مال چلا جاتا۔ حکم ہو تو شے خانے مین داخل ہو۔ ہزار روپیہ کھلتے بیوی صاحب کے نام لکھ لیا جائے۔ مگر کسیطرح یہ حال اندیشے و رنج ہر یہ سعا [illegible] اور دیکھئے ہاں سلے ہو اگر سنئیے جنکو خانہ بربادی ہی مین نفع ہو۔ اور یہ تو سرکار ہی کا کارخانہ ہو۔ نواب کو غیرت تھی۔ مگر ہمت رخصت ہو چکی تھی دل ہی دل مین جل بھنکے جیب ہو رہے۔ دل دھگیر ہو گیا مگر زبان سے اُف نہ کی ہاں اولاد۔ نوکر دن۔ اور خود بیگم سے کبیدہ ہو ہی۔ بیاری ہی مین مزاج روپیہ چڑچڑا ہو ہی جاتا ہو۔ اُسدن حرارت زیادہ رہی آوطرالہ نے بیگم تک خوشخبری پہونچادی آج پندرہ سو کا زیور نواب صاحب نے خرید کر کے داخل توشہ خانہ کیا ہو۔ رات کو جتنا نکلا اُس سے اُس سے سوا خدا نے بھیجدیا۔ یہان بیگم منتظر۔ وہان بیگم سے نواب متنفر۔ طرح طرح کے خیالات خواطر مین جلوہ گر۔ وا ورے چھوٹی چھلیاں آنکھون والے اردوا ڑی۔

بہ قت میتوان تہی سیاسے ناز او
کہ شرح حکمت امین است مژگان دراز او

ادھر بچانیون مین چالکی۔ سلطے توڑے۔ یہ گھر بگھڑا ہی کی کب ہوتی ہو۔ ایک کے قریب جدائی دوسرے مین کچھ نادانی بھائی کی گھڑی ایک گھڑی نہ بھائی۔ لاکھ ضبط کیا مگر رقاص کیطرح مسند کی کھٹکا۔ قائم ہی رہی۔ ساتھون پھر اسی جگہ مین رہنے لگے۔

اور آخر نتیجہ ان سب کا تو نکلا یہ نکلا کہ گھر کا نفاق شکست ازلہم ہوا جھنکار رو تک پہونچی۔ جتنا مین سب طرح کے طبایع ہین۔ کوئی کسی کے بننے پر نفع حاصل کرتا ہو۔ کوئی کسی کے بگڑنے پر گھات لگاتا۔ شیر فریہ طیار شکار مارتا ہو۔ لومڑی اور سیار مردار پر دانت لگاتے ہین۔ بلی زندہ چوہے پر جھپٹتی ہو۔ گدھ مردے پر گرتے ہین۔ پشہ بے مقدار ڈسنے کی ہوس شب خون مارتا ہو

ڈرپوک کھڑی دیکھ رہی تھی جو سچا شان اولو العزم ہم سب کو للکارتے ہیں۔ چور غافل پاکر سوتے
ہیں۔ کوئی عمارت بنا کر روشن کرتا ہے۔ کوئی آگ لگنے پر بال اڑ رہا۔ تباہ شدہ جہاز کا اسباب
سمیٹا۔ آندھی کے گھیرے پڑے درختوں سے اینڈ میں لگا ہوا ہے۔ اس گھر کا بھی یہی حال ہوا۔
جب ابتری اور نفاق کی حرارت نے جز جز میں انتشار پیدا کیا تو نفس کو نفسی نفسی کی پڑی۔ اپنی
اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوا تو چوروں کے گھر میں پانی بھر آیا دریا سے جیسے دراز سینوں میں
موجزن ہوا۔ نگاہیں سوچی گئیں اور جانشین ہوئیں۔ ایک آدھ گھر نے تہیہ ہی پہلے ان کا ڈھال لی یعنی
واقف کار ہوئی کی مدد سے گھروں میں چوروں نے سیندھ لگائی۔ بلا تکلف گھروں میں گھس کے نقد تو وہی
ہی تھا ان جنس جو بچی اس میں سے پر بہت کچھ باقی تھی جو بیٹھے دیکھتے گھر بھر کی مشکلیں کسیلیں۔
ایک ایک پر بار بار مسلط ہو گئے جس قدر قیمتی مال تھا انہیں سے بہت کچھ ڈھولے گئے۔
دستور بنا تو ہم نے صفت ہو بہادر تو سب سے پہلے حقیر اور ضعیف پر ہی اثر شیر ہو جاتے ہیں
چوٹیلے فرد کو بھی ... انہی ہیں۔ یہی تیر بیان کیجیوں کا تنکا بنتا ہے۔ بات کی ... میں شورش
کا بازار گرم۔ کبھی کبھی سرنگی ہونے لگی۔ گاؤں کے گاؤں باقیدار ہو گئے۔ رعب یا قبیلہ میں فرق
آیا الٰہی کا دروازہ محدود کیا مسدود ہو گیا۔ ادھر نالش فریاد دیوانی فوجداری مال کے مقدمات
کی کثرت ہو گئی۔ اس قدر سوائے اظہار خیر خواہی و ہمدردی کے ... سے نکلے ...
یہ ممکن نہیں۔ ہر صلاح میں مشیر ہر ... اس قدر مدد ... ہر طرح کا انتظام آپ ہی کی رائے
صائب پر رہا اور آپ نے بھی سیاست ... تنظیم ہی مناسب علاج ہوا یا ... کا غنچہ تا
کی جیسا کی طرح پر شکستہ کی پرواز۔ وسعت مثل کی تشفی لی۔ لنگڑے کی دوڑ دھوپ کچھ کھوکھلا تلوار کا
کاٹ ہی کیا۔ رحمت کی رحمت ہوئی اور رہا سہا بھرم بھی گیا۔ صرف ایک ہی کارتوس تھا وہ یوں
سر ہو گیا تو اسکا لیکن امید تو عجب اللہ فریب چیز ہے۔ مریض و دماغ کیا جانے طبیعت دل کیونکر لے
بات آرام کر لیتے ہیں اور خوب سمجھے اور اچھا سمجھے انہیں کو اب نیک و بد سمجھنا بھی چاہیے۔
حسن کارگزاری اور نالش کی سخت ضرورت لاحق تھی۔ چھوٹے واقعات کی کثرت اور میدان وسعی کی
وسعت ... کا تیز کام رہا۔ ... دلی کا ... اٹھ رہا ...
... دکھا ہوگا۔ آج ... انجام ...
... خدمت میں عرض کرتا ہے۔ پرسوں صاحبزادوں کو سمجھا رہا تھا ...
... کا باری تھا جو پیساری تھے ...

بھی بڑی چیز ہے نگوڑا سائنس سے موسیقی چھڑوا رہا ہے۔ ہاتھی پر کتے سے کتا دوڑے سے سیکھ
کیوں انس کرتا ہے۔ دام تو مالک نے خرچ کئے کام مالک کا کرنا ہوگا۔ مگر نہیں خدمت کرنے دینا
بھی کچھ حق ہے جسکو جانور بھی جانتے ہیں اور کم سے کم ہندوستانی انسان بھی۔ انکے انتظام و
بند وبست سے لوگوں کو ظاہر راحت زیادہ ملی۔ سعادت ملے سمجھنے لگے تنخواہیں وقت پر بٹنے لگیں
بیاہ کی کوئی ضرورت انکی نہ رہتی تھی بلکہ نئی نئی چیزیں دل کی خوشی پوری کرنیکو ملنے لگیں۔ ادھر
ٹھیکیدار کی تجویز اگرچہ ابتدا میں تو نہیں زبان سے نکالی تھی مگر ہونا یہ تھا بیل کی طرح پھیلی اور چھتنا رے
درخت کی طرح چھا گئی۔ ایک زمانہ آیا۔ اعتبار بڑھا۔ اور یہاں تک کہ ٹھیکہ نامہ تحریر ہو گیا۔ خط تحریر کے
نقوش تھے پھر خواندہ و ناخواندہ نے پڑھے۔ انتظام کا سکہ جما فارغ البالی کا دور دورہ تھا۔
ایک حساب سے بہت اچھا ہوا تو کچھ برا بھی نہ ہوا۔ دنیا کے کام چلا ہی چاہیں۔ زمانہ کروٹ ضرور بدلے گا

کہ آئین جہاں گاہے چنان گاہے چنین باشد

پرانے رنگ خوردہ مزاج جامد ہوں مستقل ہوں وضعدار ہوں کنسرویٹو ہوں تو ہوں
نئی آنکھوں تازہ کانوں کو بہت کچھ دیکھنا سننا باقی ہوتا ہے۔ انہیں انجانے کی قابلیت
تلون کی صفت ہی خوبی ہے۔ دونوں صاحبزادوں کی طبیعت نے بھی ہوا کا رنگ بدلا ادھر
ادھر دیکھنا بھالنا شروع کیا۔ حسن اتفاق یا شوق بخت کہ ایک روز لالہ صاحب کی دوکان
کیطرف سے گزرتے تھے۔ وہاں پر ایک عجیب سماں نظر آیا۔ زمین آسمان ہی زیر و زبر ہو گئے
دونوں بھائی ایسے محو ہوئے کہ ایک کو دوسرے کی بات کی بھی خبر نہ رہی۔
بات یہ ہو کہ آج دوکان کسی کے قدم کی برکت سے رشک فردوس بریں ہو رہی ہے ایک جیتا جاگتا
کیفیت نرالی وضع انوکھی قطع سے بے تکلفانہ مصروف سیر دوکان ہے۔ وہاں والوں سے
پرانی شناسائی ہے یا لوگوں کو دکھانے کو یہ قدردانی ہے کچھ نہیں معلوم۔ ہاں کچھ پوچھیں تو معلوم ہو
یہ دونوں اپنے اندر سے ملوک بھی کچھ پوچھیں گے اور شاید ہمارے ناظرین بھی یہ پوچھیں کہ یہ عجیب شخص کون
ہیں کس ملک کی رہنے والی ہیں کہاں قیام ہے کیا کام ہے کوئی ماں باپ ہے مزاج کیسا ہے غرضکہ
ایسے ہی بہت سے سوالات پوچھنا ہیں مگر رعب حسن ایسا ہے کسی کی مجال نہیں پڑتی کہ دوکان میں
قدم رکھے۔ اسلئے تو خیر دونوں ویسے ہی چپ چاپ چلے گئے مگر ساری رات نیند نہ آئی دونوں
بھائی اپنی اپنی جگہ ناخن کی ہانڈی میں الٹے الٹے کچھ کھچڑی پکائی۔ اور مزا یہ کہ چھپتے چھپاتے رہے
ان سے یہ بھی کیا تھیں۔ اور بڑی تھا ہے بھائی صاحب کو دل میں گزارا اور ایک۔ دو

دن سویرے منھ اندھیرے بڑے صاحبزادے لالہ کے پاس پہونچے۔ انکو لوگ شاہ احمد کہتے ہین اور خاطرداری بھی بہت ہوتی ہے۔ ایک تو امیرزادہ اُسپر کسیکا دلدادہ دیکھنے کو نہایت کالبادہ پہنے ہوئے مین سجا گا۔ رنگ مین گلشانی مخمور اور تیغ بکف بالامید تو طرہ یون گفتگو شروع کی

جناب آج بڑا ضروری کام میرا ہے اور اگرچہ مجھے اسکے بیان کرنے مین بہت کچھ تامل تھا مگر مجبوری یہ ہے کہ کوئی دوسرا ایسا ہے نہین کہ اُس سے کچھ بھی کہ سکون اُس سے مجبور بے شرم ہو کے آپکے پاس حاضر ہوا ہون کل بیٹھے آپکی دوکان پر ایک حسین مہ جبین عورت کو دیکھا پہلے تو تعجب ہوا کہ یہ کس قوم کس ملک کی عورت ہے کہ ایسی بیباکی اور بے تکلفی سے یون کھڑی ہے۔ مگر جب صورت انداز و ادا پر غور کیا عقل چکر مین آگئی اللہ اللہ ایسے ہی لوگون کو گمان ہو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ ہنستی پیشانی۔ وہ سڈول گندھی چوٹی وہ بے تکلفانہ انداز و ادا مین کیا کہون میرے دلپر کیا ستم کرگئی۔

حالی کے مدار المہام اور اُنکے مارواڑی صاحب جی یہ بہت ہی ہنسے لوٹ پوٹ ہو گئے اور اپنے لب و لہجے مین بولے کہ جناب آپ اسکی فکر نہ کیجئے یہ تو اس دوکان پر اکثر آتی جاتی ہین اور اگر کوئی اُن سے ملنا چاہے تو بے تکلف مل سکتی ہین جو کچھ مجھ سے کہو بلا تامل شایستہ اُن سے کہدیا جائے اسمین وقت کی کون بات ہے صرف دلمین شوق چاہیے اگر وہ بھوکی ہین تو صرف محبت کی اور بے ریا محبت کی۔ آپ چلکر سمجھ لیجئے پھر سب کچھ ہو جائیگا۔

شاہ احمد۔ خوب ہی حسین کندنی سی سڈول عورت ہے شہزادون مین نہ دیکھی ہے نہین شاید کہیں ہو بھی تو

لالہ صاحب۔ جی نہین ابھی تو شادی ہوئی نہین مزاج مین بے تکلفی بہت ہے اور اس دوکان سے حساب کتاب بھی انکا رہتا ہے اسلیے توجہ کسیقدر زیادہ ہے

غرضکہ اسی قسم کی بہت دیر تک گفتگو رہی۔ صاحبزادے تو ہر طرح صاحبزادے ہی تھے یہ کرگ کہن سال۔ خوب ہی روغن قاز ملا۔ دل ہاتھ مین لیا اور ایسے سبز باغ دکھائے کہ تمام نصیحت کا نتیجہ یقین ہوگیا سونا دولت ہا مین اب سوا مارواڑی صاحب اور ان شکنت کے اور کچھ بھی نہین۔ ماں باپ بھائی سب کو بھول گئے بلکہ ایمان کی پوچھو تو خدا اور رسول بھی یاد نہ رہے۔

ادھر لطف سنیئے انکے چھوٹے بھائی بھی تھے۔ بہت چھوٹے نہین کوئی سال بھر کی چھوٹائی بڑائی ہوگی یہ بھی حسن تکلو سوز کی محبت مین گردن پھنسا چکے تھے زنگ کاری تو نہ لگا تھا۔ یا آن پہ کا دھوکا تھا پھر اسکو بندہ کا چھوڑا ستانا۔ کوئی اثر عمل ہوا ہی کا محتاج نہ تھا لالہ رام کرن اسے خوب لیکر

رسمی وثیقے کا ذکر کرتے رہے اور دیر تک ۔ رہ رہ کے حرارت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ ہوا
لینے سے آگ جاگ ہی اٹھتی ہے۔ لوگوں نے بروقت بات جونکا زبان نکالی ہیں۔ ہلکے پھلکے ابھرے
بیرقا خزیوں سوز پیدا کرتے ہیں۔ تر و تازہ ہرے بھرے درخت ۔ گر گرا کر بڑے بڑے جنگلوں کو
راکھ کر ڈالتے ہیں پتھر کا ریزہ تک آگ گل دیتا ہے۔ صرف ترکیب چاہیے۔ ایک سوئے ادل نے جیسے شعلہ
کے چنگاری دیدی - اور داڑھی صاحب کو نواب صاحب یاد گیا ۔ بہت اچھے موقعے پر یاد آ گیا اٹھ
کھڑے ہوئے کہ تمھارے بڑے بھائی اُنسے ملنے کے بڑے مشتاق ہیں۔ شکست کیو واسطے بیگو نکا لائق تھا دیوا
رہا ہو جس راست انھوں نے نواب بزرگوار کی بہت بہنا سب موقع تلاش کر کے آج صاحبزادہ کا
تذکرہ کچھ زیادہ کیا زمانے کا رنگ یاد دلایا ۔ انکی امنگوں شوقوں کا خاکہ کھینچا ۔ مگر محض خاکہ خیالی تھو
تصویر میں رنگ نہیں بھرا ۔ ضرورت بھی شکستہ خاطری ۔ بیماری اور ادبکار میں پڑ گئی تھی ۔ اُسنے
بھر لیا اور وہ بھی بہت شوخ ۔ آہ سر کھینچی گئی اور بستر مرض پر اور چار دن شانے چھپا لیٹ
خفا ہوئے جی میں ناراض ہوئے کہ بے بسی پر ۔

چوتھا باب

عمر کی شکلیں ہجر میں ہیں رو برو
سچ کہا ہے واہمہ خلاق ہے

آج مریض غیر معمولی طور سے مضطر ہے۔ کیا تو ہی فکر بیماری عسرت اور معاملات کی زبونی
سے زیادہ ہو ۔ یا شکی تو عادت آ گئی ہو گی ۔ شعر

[illegible]

ہاں آج ایک خواب دیکھا ہے۔ پر خواب خیال کا اشتباہ سا ہی کیا - دماغ پریشان کے اوہام جو
خیالاتی کی سیر انجرات معدہ کے نتیجے ۔ ہاں۔ ابھی تھوڑی تک تو انکو بھی ایسا ہی خیال تھا - مگر آج
کچھ بدلی سی معلوم ہوتی ہے۔ خواب ان حیرت انگیز حقیقتوں کا مظہر سی ہے جنھیں انسانی عقل تک سے چھپا
ہو چھپانا اعلان کر دیا ۔ آج تو آیندہ واقعات کا عکس معلوم ہوتا ہے جو زمانے کے مہر ضمیر کو
پس پشت رکھ کر پیش قدمی کر رہا - اور دلیر بھی نظر ڈال رہا ہو کہ بار بار جی میں آتا ہے کس نگری کی بنیاد
آ لی تھی - اور کیوں خواب دیکھا تھا - مگر تو کسی کے بس کا نہیں - اسکی خود تھا حکومت میں کھینچا
گیا ۔ فلک زدہ سلطان ہفت کشور کمالات عقلی و نقلی - صحیح اوہام یا در ہوا ۔ ابھی خواب نہ تھا

سب کے واسطے آراستہ تھا۔ خانہ ہر کس و ناکس کے لئے وقف
دیکھا وہ خواب ہی کیا تھا کہیں۔ کچھ اچھا نہیں دل۔ تعبیر اچھی نہیں دیتا۔ لاکھ اوسکو بہلاتے ہیں۔
مگر ڈرا جاتا ہی۔ نواب خواب دیکھکر سوتے ہی ہیں چونک پڑتے تھے۔ دیکھا بلند پہاڑ پر چڑھتے ہیں
زلزلہ آیا ہی پہاڑ جا بجا سے شق ہو رہا ہی۔ گرتے پڑتے تاریک غار سے نکلتے جاتے ہیں۔ ایک جہاز پہاڑ پر
چڑھا آیا ہی اوس پر ایک بڑی لمبی زنجیر بندھی ہی جہاں تک نظر جاتی ہی وہ چلی گئی ہی۔ نواب کو کوئی
راستہ نظر نہ آیا۔ پیچھے پھر کر جو دیکھتے ہیں۔ تنہا۔ جہاز نے قدموں سے ٹکر کھائی۔ آنکھوں تلے
اندھیرا چھا گیا۔ دنیا اندھیر ہو گئی۔ اوس اندھیرے میں ایک منور کشتی دور دکھائی دی۔ کٹتے
کٹتے ہلال اوبھر آتے … کشتے حباب سی نظر آنے لگی۔
اوسمیں دیکھتے ہیں کہ کشتے میں چند قندیلیں … سجی ہیں۔ گوٹوں کے ازم لگے
ہیں۔ آسمانی فرش۔ سب کے واسطے انھیں کیطرف۔ ہر توپ پر ایک شخص فقیرانہ لباس پہنے
بیٹھا ہی۔ یہیں پر مشہور مشہور اولیا ہیں۔ چہروں سے تقدس ظاہر۔ پیشانی پر عبادت کے
نشان ہیں۔ بعض کے ہاتھوں پر کاسے بھی ہی بعضوں نے فوجی وردی پہنی ہی۔ کوٹ پتلون
جنگی پگڑی۔ سب افسر کیطرف دیکھ رہے ہیں۔ اسکی بھی نیلی ٹوپی پر وہی ہلال لگا ہوا ہے
انھوں نے ان سے پوچھا۔ آپ لوگ کہاں۔ وہ موقع زیادہ گفتگو کا نہ تھا اور خواب میں وہ لمبی
سی گفتگو بہت کچھ یاد بھی نہیں رہتی۔ ممکن ہی کچھ کہا ہو۔ مگر یاد نہیں۔ ہاں اسقدر یاد ہی کہ کسیکی
مرضی کے پابند نظر آتے تھے۔ اب چاہے یہ انکا خیال ہو۔ چاہے واقعہ۔ تصفیہ نہیں ہوسکتا
ہمکو سب فقیر بھی یہ ہوتے ہیں۔ بہت ڈرے۔ جب بہت ٹھیک سے چاہتے تھے اٹھ کے
بھاگیں۔ بوجھ سے ٹوٹکر دو ٹکڑے ہو گئی۔ گھبرا کے … سے اٹھ کے بیٹھے۔
آنکھ کھل گئی۔ کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اسوقت سے سینے میں ہوکیں سا درد بھی پیدا ہو گیا
اب ایک کروٹ چین ملتا ہی دوسری طرف لیٹنے سے طبیعت پریشان ہوتی ہی۔ داہنا
پھیپھڑا ضعیف ہی۔ اسوقت دوا کیجانب کچھ میلان ہوا۔ مگر تھوڑا ہی۔ مریض خود ہی طبیب بنے ہی
تجویز سے سینک کے روئی باندھ لی۔ مگر ٹوٹکوں سے کیا چین ملتا ہی۔ ہاں یہ فائدہ
ہوا کہ دو ایک روز کے بعد درد تو نہیں اسکی تکلیفیں کم ہو گئیں۔ طبیعت نے صبر کر لیا۔
اللهم انی … بالامر … سے دلگیر
… بار بار جی چاہتا ہی کسی سے کہیں۔ تعبیر پوچھیں۔ مگر کوئی رازدار نہیں

کوئی انتظام معاملہ۔ خانہ داری کا جھگڑا ہوتا۔ اُس سے مدد ملتی۔ اُنہیں بیٹھ کیا جانے صاحبِ کمال بھائی۔ سرِ دست تعبیر خوابوں کو تلاش کرنا۔ خفیف سی بات کو اتنا طول دینا۔ شان کے خلاف۔ عادت سے بعید۔ نفس پر بڑا جبر ہو۔ پھر خدا جانے تعبیر کیسی ہو۔ مگر ایک بات ہے۔ لوگ کہتے ہیں بُرے خوابوں کی تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ وہی لوگ سچے خواب بھی تو دیکھتے ہیں۔ پھر کیا معلوم کہ یہ خواب دیکھنے والے کی سمجھ آئی ہوتی ہے۔ اور کس حالت میں سیدھی کو اُلٹ دیتا اور بالکل مثال کے ایسی فوٹوگرافی کا کیمرا حائل ہوتا اور دماغ کے لینس پر معکوس عکس لیتا۔ اور کب چشمِ حقیقت بین کی آنکھ [illegible] [illegible] خیالات۔ یہ افکار۔ یہ اندیشے۔ ایک وقت ایک دن کے نہ تھے [illegible] درد اشنامی کے ثمار۔ پھانس کی کھٹک۔ ورق الخیال کی موجوں کا اثر رہا [illegible] اضطرار میں ہوئیں۔ کئی شامیں انتشار میں آئیں اور گئیں۔ غنچۂ دل نہ کھلنا تھا نہ کھلا [illegible] صبح کھلتا۔ نہ شب ہو جو شام ہی کو مہکتا۔ خورشید کی شعاعیں بادِ ہوائی تیر ہوئیں [illegible] محرومی رہی۔ ماہتاب کی چاندنی غارتی نکلی۔ دوست مایوسی ہوئی۔

اس شامیں لالہ رخ۔ نواب صاحب کا دل وا نہ ہوا۔ تازہ سبب کیا۔ اُنکی بھی خاطر شگفتہ نہ ہوئی۔ چلے گئے۔ کاروبار میں مشغول ہو گئے۔ ہاں دو کان پر چرچا اکثر رہا۔ اتفاق کی بات یا سوچا سمجھا منصوبہ۔ ہر حال کسی نہ کسی سبب سے دو ہفتہ تازہ وارد عروج کے تیر و تفنگ میں دبا رہے۔ قریب محل کے آ نکلے۔ امیر کی ڈیوڑھی کسی سپاہی نے پنڈت جی کو دیکھ لیا۔ گھڑی ساعت میں ان کی فرمائش [illegible] کیا۔ عزّت ذات کسی یا کون لگے۔ ایسے وقت انکو بھی ہاتھ لگا۔ گھر میں بتائیں انتظام لگائے۔ روزی۔ روزگار۔ پیشین گوئی کی۔ مالک کی قسمت سے نوکر کی قسمت وابستہ تھی۔ غرض اتنا سمجھ میں سمجھ نکلی۔ مگر تفصیل ورا سے موقع پر ملتوی کچھ پیسے لیکر چلتے ہوئے۔

اور لوگ بھی ملتے تھے۔ آقا کی ملاقات یا ملنے والے بھی اونہیں کی ایک تھے۔ انہوں نے اور وقت بلا دیا۔ یہاں تو یہی کام تھا۔ گھڑی نیک ساعت بچار کر دوسرے دن پہونچے بچاری۔ ملاقات۔ ربخ۔ فکر۔ کچھ خبر و اوّل اور کچھ عقل کی مدد سے بتایا قسمت کی خوشخبری بھی آخر میں سنا دی۔ انعام کی امید میں۔

ایک آدھ گستاخ۔ مگر اچھا شناس خدمتگار نے۔ نواب صاحب کے حضور میں رپورٹ

ابھی بول دی، دو حضور دو پنڈت جی برسے۔ ہوشیار رہیے وقت کے کامل نباض کی طرف سے آئے ہیں
کیا حال بتاتے ہیں۔ غلام نے سوال کیا ہماری سرکار کو کب تک صحت ہوگی حساب لگا کر بتا دیا۔
پیاسے مسافر کو قریب چشمہ کا مژدہ پہونچا۔ عندلیب کو ہوائے آمد بہار محسوس ہوئی۔ سوکھے
دھانوں پانی پڑا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملا۔ شوق نے تقاضا ضرورت نے اصرار کیا۔

بیماری اور ضعف کے تاؤ سے اعتقاد بھی گداز ہو رہا تھا۔ فوراً طالب ہوئے۔ ان کا حکم
بجا ہی کرنے کا حکم ہوا۔ الامر فوق الادب۔ ہم ہیں پیچھے بھی۔ سو [illegible]
[illegible]

نواب صاحب نے پہلے تو قہر تھا۔ انتہا نا۔ ادھر ادھر کے سوالات پوچھے۔ جواب [illegible]
توجہ سے نہ سنے۔ یقین اور اعتقاد کو رہوار کی طرح پلٹا رہا۔ مگر سدا ان کی بیان جیب کی
کی جھنکاریاں۔ وحشی کو رام کرکے رہیں۔ اب مجلی بالطبع ہوکے سب قسم کے سوالات ہوئے
دولت۔ شہرت۔ علاقے۔ اولاد۔ صحت۔ سبھی اس لپیٹ میں آئے۔ مگر ملاقات خواب۔ یاد
ہر دفعہ آتا۔ لیکن زبان پر نہیں آتا۔ کیوں جب سب کچھ پوچھا۔ تو اس میں کون سا استثنیٰ ہو۔
حالانکہ تو کچھ بھید ہاتھ نہیں معلوم عالم روحانیات کا عالم غیب کا مقدر کا قسمت کا۔ یا انہی
دل کے خطرات کا۔ اس جھگڑے کو نفس فطرت انسانی کے فلسفی یا کمال کے جاننے والے جانیں۔
بیچارہ افسانہ نگار واقعات کی نیرنگی دیکھنے دکھانے والا ان جھگڑوں میں کیوں الجھے۔ ہاں
اتنا کہہ سکتا ہے کہ شاید تعبیر کی باری کا دھڑکا۔ زبان پکڑ لیتا ہوگا۔

لالہ صاحب تو ایک درجے تک دخیل ہو چکے کفیل ہو چکے جھک دامن ہو چکے۔ مہا اناصم
ہو چکے۔ ان کے سوچ کے سورج کی کرنیں زمینداری علاقہ داری کے وسیع اور زرخیز
کشت زار کی تہ زمین تک پہونچیں۔ سادہ فصل کی پیداوار کے رگ ریشے تک دوڑیں
ان دونوں پنڈتوں نے اپنے کمال کا نیا دانہ ڈالا۔ سرکار کی آبیاری مرحمت سے نظر
باغ ہی کو سرسبز کرنے کی آرزو کی جب کچھ دن حاضر باشی میں بسر ہوئے۔ تو آخر
ایک روز خواب کا حال نواب صاحب نے سنایا۔ آدمی تھے فہیم۔ ذکی۔ طباع
اڑتی چڑیا کے پر گننے والے۔ زمانے کی نبض پہچانتے تھے وہ اسے طبیب۔ علت سے معلول
اور معلول سے علت جاننے والے حکیم معمولی تعبیر بیان کردی۔ وسوسہ دفع کردیا
دل کو خوشی خاطر کو تشفی ہوئی۔ مگر بجائے خود اس غبار میں کالی آندھی کی خبر

پڑھولی۔ شب تاریں میں عصاے فراست کے سہارے ہر چیز ٹٹول لی۔
زمانے میں نواب صاحب کے نزدیک بھی مرض مزمن ہو چلا تھا۔ ضعف کے ساتھ ازالے کی خواہش قوی ہو گئی تھی۔ لاپروائی۔ بد احتیاطی۔ بد پرہیزی یہ سب قوت کی مہربانیاں تھیں۔ اضمحلال ایسے خود سروں کو سمجھ نہیں لگاتا۔ اب علاج کی فکر بھی ہو۔ آسیب آتش شوق کی اشتعالک۔ دو طرفہ ترغیب۔ کیونکر طبیعت مقابلہ کرے۔ یہیں ویسا ہی کی زد آخر قالب پر پڑی اور میدان براہمہ کے ہاتھ رہا۔
دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند۔ مگر بادشاہ مفت بدنام ہیں۔ انکی تخصیص کیا۔ دونوں کیسے تو ٹھیک بھی ہو۔ دو رقیب باہم آسایش نگیرند یعنی دو ہم غرض در مقامے نگنجند۔ لالہ اور ٹھکر مطلبی اپنے کام میں مصروف تھے مگر انجام میں تو نہ تھے۔ برہمن بھائی پچھا ہی تھے مگر ٹھکر تو قابل تعظیم۔ عالم۔ فاضل کسی نہ کسی گروہ یا قوم میں ذی اثر۔ لیکن ٹھاکر بھائی عداوت سواد الوجہ فی الدارین بکتائی۔ اور خدا جانے کیا کیا فتنہ اٹھاتی۔ بظاہر چپ رہے مگر آتش خاموش کیطرح تاب و غضب کی تپ آقا کی حرارت کیطرح پوشیدہ رہی۔ اگر وہاں لمس تک نہ گرم ہونے پایا تو یہاں بھی چہرے پر شکن نہ پڑی۔ دونوں برہمن سچے انھیں سے ملے رہے۔
علاقہ اور گھر کا انتظام لالہ کے حصے میں پڑ چکا تھا۔ دونوں بھائی کیا پائیں۔ ذات نواب باقی تھی وہ بھی گرفتار عوارض۔ مبتلاے ضعف پیرانہ سالی۔ بکھری سوختی پر فنا شدت لازم آئی۔ کچھ نہ سہی تو گھر بیٹھنے کا سہارا تو ملگیا۔ دوسرے برہمن خیر خیرات پانے کے عادی۔ انکو بھی غنیمت تھا۔
علاج کا شوق پیدا ہو ہی گیا تھا۔ دستور ہے تلافی مافات پر طبیعت متوجہ ہوتی ہے تو بلا کی۔ قضاے عمری عبادت کا شوق آتا ہو۔ طوفان کیطرح۔ نو مسلم اکثر مسلمان تازہ عیسائی آئے دن گرجا پر قربان۔ وہ ابر دو موسے مرغ کیطرح ہلال کو آنکھ پر بٹھا تو یہ ساری دنیا کو حوالہ دار کرتا ہو۔ اسیطرح علاج کیطرف بھوکے سے زیادہ مضطرب ہوگئے۔ آئے۔ پنڈت سب گنوں پورے۔ علاج یونانی مصرانی۔ دونوں میں دخل کامل تھا مگر نسخہ بھی امیرانہ چاہیے۔ ایک تو مریض نازک۔ دوسرے حالت نازک تیسرے زمانہ نازک۔ بمشورہ لالہ نسخہ تجویز ہوا جسے چشم زمانہ نے دیکھا نہ گوش

فلک نے ستایا یعنی آنکھ میں لگ جائے۔ سارے جسم کے عوارض دفع کر دیے
جسم و چشم میں تجانس بھی تھی۔ بات عقل میں آئے نہ آئے۔ آنکھوں سے تو دیکھیں گے۔
بصارت میں بھی ضعف سے فرق تھا۔ اعضائے رئیسہ کے ضعف سے کبھی کبھی
پھلیاں آنکھوں کے آگے نظر آتے تھے۔ اور بصیرت تو مدت کی جا چکی تھی۔ اسنے نہ ہو کا دیا
آنکھ بند کر کے جو کہا وہ کیا۔ سرمہ۔ کاجل۔ انجن جو سمجھو چشم زدن میں تیار ہوا جس
مشورے کے مقام پر ہاتھ۔ خط تقدیر پر انگلی رکھو۔ سلائی پھیری گئی۔
نسخہ لنسخہ شفا ہو۔ یا بیاض چشم پر مداد دیدہ۔ چھپے جو تقدیر کا لکھا ہو بصورت
ورق توضیح البیان رہے گا۔
آنکھ کا ڈھیلا بے حس بنا ہے۔ مگر پلک کا بال چھوٹے کا روپان۔ کتنا سپیدا کرتا ہے
ڈورے ذرا سی رطوبت میں سوئی چبھاتے ہیں۔ [illegible] کبھی سلائی کا پھیرنے سے
تکلیف شدید ہوئی۔ درد اتنی ہوئی۔ یا امراض کا ہجوم۔ راستہ تنگ کشمکش ہو گی۔
چہار جانب عوارض تپلیوں کے مقام اسود کو بوسہ دینے منڈلائے ہوئے تھے
یا مصنف خانہ چھلوانے کو دوڑے۔ آنسوؤں کے چشمے جاری ہوئے۔ جو رگ
پانی ہو کے بہے جاتے ہیں۔ یا قسمت کو عادت روتی ہے۔ غرض کہیں سبب ہو۔
مگر اس سیلاب میں ڈھیلے بہہ گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے سوا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

آنکھوں میں بصارت اٹھ گئی۔ اندھیرا چھا گیا۔ روشنی اڑ گئی۔ ذرا پلک [illegible]
لگا پاس [illegible] صبح بنارس کا نور [illegible] شام اودھ کا ظہور [illegible]
[illegible] آنکھ [illegible] ظلمت [illegible]
کی گردش سے طرفۃ العین میں غارت ہوا سامان ہے۔ اخلاص [illegible] سے
مگر سلامت ضرور تھے۔ آج سے ایک معرض تخفیف میں آیا بھائیوں کی جوڑی
نے فراق عدو سے جفت کو بنٹر جانا۔ [illegible] سے ایک مسعود [illegible] کی
گھر سے چار دو ان طرف سے بلاؤں کا نرغہ ہوا۔ خاندان کا شیشہ آفات کا تودہ
بنا۔ قلعہ کہنہ خانہ خرابوں کے ہاتھوں صرف خرابہ ہو کے رہ گیا۔

پانچواں باب

من چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام کو دبدھا میں دو دونوں گئے مایا ملی نہ رام

کوڑھ میں کھاج۔ آفت میں مصیبت۔ افلاس میں حاجت تنگدستی میں مصارف بیجا۔ رنگی میں شوق۔ بےبسی میں عشق۔ گھر کی یہ حالت۔ خاندان کی یہ گت۔ اور صاحبزادوں کو جوانی کی امنگ شباب کی ترنگ۔ اونچ نیچ سوجھائی دیتا ہو۔ نہ بیچ دکھائی دیتا۔ مناسبت وقت کس کو کہتے ہیں۔ مصلحت زمانہ کیا ہے عمر کا تقاضا۔ نظارہ خورشید جمال کی گرمی۔ روک ٹوک کی غیر موجودگی۔ چشم نمائی کو۔ نہ تحکم کو منع کرنے کو۔ شوق نے بہت کو بےتمیزی سکھائی۔ بےتمیزی نے ولولے کی جھاڑ اور پھر اس نے عشق میں سراب امید کے تعاقب کیواسطے چھوڑ دیا۔ اسپر دونا ستم یہ کہ

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل

بڑے صاحبزادے احمد شاہ۔ مزاج کی افتاد اور خارجی اسباب سے زری پیش پیش تھے۔ انھیں فی الجملہ بیباکی اور دبنگا پن نایاں طور سے تھا۔ اس معاملے خاص میں بھی سب سے پہل انھیں سے تقدیم ہوئی تھی۔ سلسلہ واقعات تازہ کی فہرست میں بھی یہی پہلی مد تھی۔ اگر رام کرن کی دوکان پر بیٹھ کے انکو موقع نظارہ ملتا تھا تو حق بجانب تھا۔ منصب مرتبے مصلحت کے تقاضے بھی یہی تھے۔ دو چار مرتبہ کی نظر غلط انداز کے بعد ہاتھ ملوانا۔ بلکہ دو چار باتیں کرا دینا نہ لا کیواسطے سنگین کارروائی۔ سخت جد وجہد۔ خاص حکمت عملی کا محتاج تھا۔ نہ اس دلبر ہوش ربا۔ غارتگر صبر و قرار کی طبع آزادی پسند۔ مزاج بےتکلف سے بعید مگر صاحبزادہ ہندی سرشت ناتجربہ کا خام مزاج کو معراج سے کم نہ تھا۔ اور معراج بھی وہ جو با عانت معلم الملکوت نصیب ہوئی ہو۔ جسمیں نہ مسئلہ خرق والتیام کی ادھیڑ بن۔ خلاسے کلام اکر چنان چنیں۔ نہ براق اخلاق زیر ران۔ نہ جبریل مقل خاشیہ بردار۔ جوانی کا خبط تمیز رہوار۔ ابلیس ہادی تقشیر سدرۃ المنتہیٰ۔ لا اتراسے گویاکہ سیکھوں کھیل خود کھیل چکے۔ اپنے زمانے میں بہت سے پاپڑ بیل چکے تھے۔ اسکے قبل وہ اپنے ایسوں کو گھر بیٹھے جس بیچ میں پھانس چکا تھا۔ نفس سے خلاصت و فطرت کی امداد سے پیش خیمہ کر کے کئی بنا چکے تھے۔

اب رو برو گفتگو کر سکے - وعدہ پورا کر دیا - بڑی بڑی دقتیں رفع کر دیں - گلستان کا
مشکل دیباچہ پڑھا دیا - ابھی مجھ خود مطالعہ کرتا ہوتا اور سمجھ بھی تھا کوئی کتاب ساتھ دیکر
اسٹیشن پر قلی کاریوں کو تکمیل تکمیل انجمن سے جوڑ دیتے ہیں - آگے ٹرین جانے
انجمن کی انتظام جانے - دیا پورا جانے
انکو بھی تو بات کاٹی ہی اور شفقت کرتی تھی -

چھوٹے صاحبزادے ان باتوں کو دیکھ دیکھ اور بہت کچھ سن سن کے - پیچ و تاب کھاتے
مثل مسلم ہر بندہ ترجیح ... بڑے بھائی صاحب کی ہر بات میں ترجیح رعایت
ظاہر ہوتا رشک کے ... پہلو اور حسد دو جگر رہے بچپن میں کبھی کبھی
کسی نا سمجھی بہت ضد پر بھائی صاحب اول بچپن سے بھی خبر لیتے تھے سیانے
ہونے پر اسکا کینہ بھی تھا -

یہ زمانہ ہی نادانی - بے تمیزی کا تھا ہی بچپنا اور اللہ سے سمجھ بھی آئی - مجھ خود داری کو بھی
ساتھ لگا لائی شوخی رنگینی کی ہوا دماغ میں سمائی - کہاں مصلحت وقت - کدھر لحاظ
اخوت اور کون چھوٹا - کون بڑا بھائی "دوستانہ باش و برادر خرد مباش" کی نصیحت آخوندین
"آرزو در جوانان عیب نیست" کا اسپورٹ (پروانہ راہ داری) بازو سے ہمت پر ملتفظ
کا مصرع -

رندی و خرابی باقی در عہد شباب اولی.

زبان حال پر ع

اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

کی اشتعال انگیز کا نے کو رشک و حسد نے بستر راحت کو فرش خار بنایا - خود غرضی نے انانیت
کا اندھا آئینہ دکھایا - اپنی شکل صورت دیکھی نہ جوہر ذاتی پہ نظر کی - خانہ جہل مرکب باد چراغ
عقل گل - ایک روز جوش میں آ - اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے ہی لالہ صاحب کو جو حرف بتایا سمجھ
وہیں دیکھے دوکان پر بیٹھ گئے - بیٹا ایک ہی دانا بینا - خاطر مدارات - ظاہری اخلاق چہرہ پر بشاشت
سے پیش آیا - رہا انتظار ... خواہش دلی کا ہیجان تیز ہوا بعد گفتگو سے معمولی
شکایت کا بھی لکھا تھا اور جواب ... ہی لب ان نکلا -

حامد - (صاحبزادہ خورد) کیوں صاحب ! ایک شکایت کرنے آج آپ کے پاس آیا ہوں - میرا

نہ مانئے ایسی ہی آج میری دلپر چوٹ لگی ہو جو شکایت زبان تک آگئی ہو۔ ورنہ آپکو معلوم
ہو میری برابر ضبط کرنیوالا۔ سختیان جھیلنے والا۔ آپ دنیا مین نہ پایئے گا۔ ادنی سی بات مین
آپ سے کہون۔ بڑے بھائی صاحب کی وہ تابعداری اور اطاعت مین نے ابتدا سے کی ہو کہ اگر
آج کوئی اور ہوتا اور تیسرا کا پیالا آتا تب بھی لوٹھو کنے لگتا۔ جب کبھی حضرت بیمار ہوئی اور ابا نے
ہم دونون کو بلا کے کہا اپنی اپنی پسند کی لے لو بھائی کا فرض ہو جو چیز مین نے کچھ پسند کی اپنا حصہ
چھانٹ کے چند سی لے چلے تو بھی بھائی مین نے بھی اٹھالی۔ ترشوائی بیٹھے - وہ تو قیمہ
میری سامنے سے تھالی اٹھا اٹھا کے کھا گئے اور بیچ بھر شور مچا کے رہ گئے
رہگیا۔ کبھی پکا یہ حال۔ جو بھائی صاحب نے کہدیا تھا سر کو بہنا دو۔ بیٹے بسر و چشم قبول کیا
نہین حضرت کیا ہم کوئی ہمین نہیں۔ ہم بھی تو دل رکھتے ہین
تھے۔ پھر ان سب باتو پر انکا حال یہ کہ ذرا سی بات ہوئی
ادھر اُدھر سے آئے چپت لگا دی۔ آپ بندر کا تماشا دیکھ کا ناچ نچون کر کے
پھر پھر مٹھی پیسے دیں۔ اور جب ہم کہین کٹھ پتلی یا لال گوڑی کا تماشا دیکھین دو پیسے
آنکھین نیلی پیلی کرین۔ یا ایسی ڈفالی کے آگے چابک سے خبر لین۔ ابتک میری کہو سر سے آنکھو پیر تک
بھری مجیرا آتا نہین مارتا جتنے وہ بھون ڈالتے ہین۔ پھری کا پاٹ خالی کر دی۔ اب
اڑتی ہو۔ ارے اور تو اور بلند ادھر ہوا اور ادھر بھائی صاحب قبلہ نو ٹیا ان کر گئے۔
بٹیر ونکا یہ حال کہ ادھر آج کوئی پالی مین پڑھا بس کل اسکی خبر نہین لے اللہ نے چاہا اسکے
کباب لگتے ہونگے۔ غرضکہ کہانتک کہون۔ میری یہ تابعداری۔ نفس کشی اور بڑے
بھائی صاحب کی یہ سفاکی۔ بیرحمی۔ بلکہ حضرت اب تک یہین کا زمانہ گیا۔ آخر مین بھی تنہا
رکھتا ہون بندہ بشر ہون۔ کہانتک یہ ظلم زیادتی اٹھاتا رہون۔ آپ سے مین نے کبھی
آخر مرتا کیا نہ کرتا ٹھان لی ہو۔ بڑائی بڑے کی بالائے طاق رکھدون۔ اور کہلو نکا جواب
دون وہ تو کہئے مجھے اباجان کا لحاظ تھا۔ وہ بار ہا مانع رہتے تھے۔ ذرا انکی نظر عنایت
حضرت کے حال پر بہت تھی ورنہ کب کا مزا چکھا دیتا۔ آخر مین ایسا گیا گزرا کیون ہون
جو وہ سوچہم۔ ایک توے کی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی۔
لالہ۔ اچھا یہ تو سب حال ہمکو معلوم ہو۔ مگر یہ بتایئے۔ ادھر کون بات ایسی ہوئی
جس سے آپکا دل ایسا پھٹ گیا۔ اور آخر ہوا بھی کیا ہو میرے تو آپ لوگ آقا زادے ہین

اور انصاف بھی یہی ہے ہر طرح مساوی حق اور منصب رکھتے ہین - میرے تو آپ دونون داہنی بائین آنکھ ہین - بلکہ سچ تو یہ ہے آپ زیادہ قابل رعایت ہین - انکو بڑے بھائی ہو کے شفقت اور رعایت کرنا چاہیئے - نہ کہ ایسی بات جس سے دل مین کھونٹ آ جائے -

حامد - ہان انصاف تو یہی ہے - مگر کہنے اور کر لینے مین اللہ بڑا فرق ہے - بڑے مردونکا کام ہے جو حاضر غائب یکسان ہون - ہمکو تو سب ہی دغل فصل کرنے والے ملے -

لالہ - بھلا ہمنے بتا دیجئے کسی معاملے مین -

حامد - لے بس بیٹھے رہو لالہ - تمکو بھی دیکھا - زیادہ منھ نہ کھلواؤ - آج مین اسی کی تو شکایت لایا ہون -

لالہ - تو کیا مجھ سے ؟ - صاحبزادے تمکو دھوکا ہوا ہوگا -

حامد - جی ہان آپسے - آپسے - آپ ہی سے -

لالہ - (بھیانک ہو کے) لے بس حد ہوگئی بھلا ہمکو کون فائدہ تھا - کسی کی طرف ہین - ہم تو سب کے تابعدار ٹھہرے -

حامد - اجی اب آپ کیون مجھے بناتے ہین - مین اب بچہ نہین رہا -

لالہ - آپکو بچہ کون کہتا ہے - ماشاءاللہ بچپن سے آپ ہوشیار ہین - مینے بارہا نواب صاحب سے کہا آپکی پیشانی سے اقبالمندی معلوم ہوتی ہے بڑے صاحب تو خیر الٹی ہین - مگر چھوٹے صاحب گھر کو سنبھال لینے جا پہنچے ابھی سے عقلمندی معلوم پڑتی ہے - تو بس انتظام اپنے گھر کا سنبھالین گے -

حامد - پھر کیا اسمین کسی کو شک ہے - واللہ اگر ابھی گھر اور علاقے کی آمدنی سپرد کر دین وہ بندوبست کر دون کہ سال بھر مین گھر کی صورت بدل جائے - تو ناحق مگر خیر کہنے سے کیا حاصل - لوگ سمجھتے ہین کہ شیخ چلی کے منصوبے ہین - اجی اسکی بحث کو جہنم مین ڈالو - اب گھر بار کا انتظام جو ہو سو ہو - ہم سے کیا - مطلب ہے تو میری اس بات کا جواب دو - کہ تم نے لالہ بڑے بھائی صاحب سے اور ان ہمس صاحب سے دیکھو رسم کرادی - اور ہمکو یونہین ٹال دیا - واللہ تم سے یہ امید نہ تھی - انکی تم خاطر کا کیا پتہ لگا ہے -

لالہ۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔
حامد۔ کس نے کہا کیا خوب کہی۔ ساری دنیا کہتی ہے۔

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

آخر اس چھپانے سے کیا ہوتا ہے۔ میرا دل خود گواہی دیتا ہے۔
لالہ۔ سنئیے۔ یہ سب آپکا گمان ہے۔ نہ آپکے بھائی صاحب ایسے۔ نہ وہ ایسی کہ ان سے ملنا۔ اور پھر قابل رقابت ہونا۔ شہر کا نوالہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے مجھ سے کہا اپنے انٹروڈیوس کرادو۔ (تقریبا کرادو) میں نے کرادی۔ مس [illegible] کی تو تو نہیں جو وقت ہوتی۔ ایک دن وہ بھی یہاں تھے۔ مس آئیں۔ ہاتھ ملایا۔ مزاج پوچھا کچھ اپنی زبان میں بولیں یہ بیچارے کچھ سمجھے نہیں وہ مسکرا کے چلی گئیں۔ بس اتنی بات ہے۔
حامد۔ اچھا یہ کچھ کم ہے۔ آپ نے تو سین بھی ہم سے مخفی کیا۔ آخر اس ترجیح کی وجہ ہی کیا وہ کون ایسے قابلیت [illegible] ہیں۔ وہ تو انگریزی کے نام ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ میں نے تو کچھ شد بد حاصل بھی کرلی۔ گڈ مارننگ سر لیں۔ [illegible] (مزاج شریف) تھینک یو (شکریہ) گلاڈ ٹو ول۔ (بخیریت ہوں) ویری گڈ (بہت خوب) وغیرہ اس تلفظ سے ادا کرتا ہوں کہ اگر اندھیرے میں بولوں تو یہی معلوم ہو کوئی انگریز بول رہا ہے۔ اچھا ہم سے ایسے لوگوں سے ملاقات کرانا چاہیئے یا ایسے جاہلوں سے۔
لالہ۔ اچھا تو ابھی کیا گیا ہے۔ اور ہمکو کیا ملا کیا جاتا ہے۔ بڑی شکایت اسکی ہے کہ آپ نے صاحب سلامت کرادی۔ اچھا تم بھی کسی دن آؤ تمکو بھی ملادیں۔
یہ وعدہ ایسا نہ تھا کہ ان صاحبزادے کو حواسوں میں رکھتا۔ آنکھ کھول کے اتنی عمر تک ایسا سبز باغ نہ دیکھا۔ [illegible] نظر آیا جامے سے کیا [illegible] باہر ہو۔ [illegible] لالہ کو۔ دونوں نے ایک سی [illegible] [illegible] خوشی [illegible] لالہ [illegible]
[illegible]

اس عمل نے دفع کر دیا۔ دکان پر دو چپراسی بغیر تنخواہ کے ملگئے۔ باری باری پہرا دیتے
اور اتنا احسان کر۔ خدمت عجب چیز ہے۔ اور پھر خود مطلب کی۔ [illegible] زیور دکان
کے کام میں ہاتھ بٹا لیتے تھے۔ پھر مفت کرم داشتن میں تامل ہوتا۔ آخر انہوں نے بھی ان کی محنت کو
ملوا دیا۔ چلو مراد بر آئی۔ لا گنگا نہائے۔ انکے دونوں ٹھکے رہے ہیں۔ یہ دونوں جہان
سے گئے۔ سودا سے محبت ہوا۔ دید وا دید کا بیڑا بڑھا۔ رقابت بھی باہم [illegible] جاتا
نہیں۔ گھر میں موجود۔ رات دن یہی دھن۔ یعنی فاقہ ہی جھگڑا۔ کبھی چرچا۔
رئیس یا صاحب کی خبر کس کو۔ کچھ معاملات کی گتھی کس کر [illegible]
خانہ اقبال کی گھڑیاں روز بولتی ہیں کون آڑ دار لگا ہے دروازہ [illegible]
شق ہے۔ مگر انکو وہم ہے۔ گھر داشت نکالے کاٹنے کو دوڑتا۔ [illegible]
تو شرہ اثاث البیت کس طرح سرنگوں ہو اور انکو خوف ہے کہیں یہ اڑا [illegible]
[illegible] زنجیر پانوں۔ جلدی سے پاؤں رکھ کر چلا گو۔ اور اللہ کی [illegible]
پناہ ہو۔ یہ تو ضرورت۔ حاجت۔ اور گھر کے خبر لینے والوں پہ وحشت [illegible] کا
دل کباب نہ کرتے تھے۔ ابتدا سے مرض میں تو دن میں دو چار بار [illegible] پاس
آ جاتے۔ مزاج پرسی ہی کر لیتے۔ بیگم بھی اور اس ہو کے پیشانی پر ہاتھ رکھ کے نبض
دیکھ جاتیں۔ اب جیسے جیسے طاقت نے جواب دیا۔ دوسروں کی اعانت کی ضرورت
بڑھی۔ ویسے ویسے [illegible] زمانے کے مرہم نے تنہائی کے [illegible] کے
زخم مندمل کر دیئے۔ بیگم سرمایہ عیش و راحت۔ انہوں نے قسمت کا عیش و راحت
کا ساتھ دیا۔ [illegible] انشا اللہ [illegible] نے روشن فرما دیا۔ کسی نہ کسی طرح اپنا
دل بہلانے کو

"خدا کے فضل و کرم"

[illegible] ہیں۔ خدا سے [illegible] سلامتی ہے۔ ایک ہاتھ [illegible] دو۔ مگر ہاتھوں میں
طاقت ہی نہیں [illegible] آ گئی۔
عارضہ وہ ہی [illegible] اعضا کی قوت کا دوام نکلا ہے لیکن دماغ کی کوٹھی
ویسی ہی چلتی رہی۔ یہ رنگ دیکھ دیکھ کر بعض تو اب سب پر بہت ہی برہم ناخوش
ناراض اور اپنے حال پر اسقدر بار ہو گئے۔ بیگم کی صورت سے نفرت ہوئی۔

صاحبزادون کو عاق کر دیا - یہان بھی دل ہی کہتا تو نہ تھا مگر جاہتا ضرور تھا - عشق تازہ مین مریض کہنہ کا بظاہر بلحاظ تحمل بیشک تھا چلیئے اس سے بھی نجات ہوئی -

معاملات عشق و محبت - نوعمری - ناتجربہ کاری - آوارہ مزاجی سے دُنیا مین دفتر کے دفتر سیاہ ہین اور پھر جہانتک جی چاہے خیال جاسکے بڑھایئے - صاحبزادے بھی دُنیا سے الگ نہ تھے - بس مختصر اندازہ کر لیجیے کہ جو کچھ ساری دُنیا ملکے کرتی وہ یہ دو ہینسے کر گزرے - ماں و الدین چھوڑا - گھر کو آگ لگائی - دکان پر دھونی رمائی - آبرو پر پانی پھیرا - نہین اپنے ہاتھوں اسطرح خوشی خوشی پھیرا جیسے بدخط نو مشق وصلی دھوتا ہے - آپسمین بارہا سر بازار ایسے ایسے لڑے کہ لہولہان ہوے - جوتی پیزار کی - ایک دوسرے کا فضیحتا کیا - بلکہ مادر پدر کی نوبت آگئی - جسنے سُنا کوئی انگشت بدندان ہوا کسی نے ملامت کی - کسی نے لعنت بھیجی کسی نے مضحکہ اڑایا - مگر کوئی بندہ ایسا نہ نکلا جسکو رحم آیا ہو -

بازار کا جھگڑا - آئے دن کا بکھیڑا - بات بڑھتے بڑھتے مس تک پہونچی - مس نے بھی پوری کیفیت دریافت کر لی - اور ایک دن مین بر سر معرکہ آ پہونچی اب یہ وہ وقت ہے کہ دونون رئیس زادے ایک دوسرے سے بلبلون کیطرح گتھے - اسکے پٹے اسکے ہاتھ مین اسکا گریبان اسکے پنجے مین - دونون کے ہاتھون مین جوتا کیچڑ مین لت پت - لالہ صاحب کی دُکان کی تھڑی مین تلے اوپر پڑے - اور ایک دوسرے کو مغلظات سُنا رہے تھے -

دوکان کے نوکرون کو بھیجکر چھڑوایا - سامنے بُلایا - اور دونون کو مخاطب کرکے یون کہا -

مس - بڑا معزز جالیں ہے - محبت ہو یا عداوت - رشک ہو یا رقابت گر جسطرح کا انسان ہوتا ہے - اسی طرح ان باتون کو ظاہر کرتا ہے - ہم کو آپ لوگون کا حال سب معلوم ہے اور جو کچھ کسر تھی وہ آج پوری ہو گئی - اب زیادہ انتظار کی حاجت نہین رہی - دو دو باتین ہم آج آپسے کرنا چاہتے ہین آپکی ذاتی عزت تو یہ ہے کہ ایک سوداگر کی دکان کی تھڑی مین ابھی پڑے تھے

سے شجاعت یہ کہ بجائے خنجر تلوار کے جوتے بطور سلاح کام میں آتے ہیں -
رجز خوانی کے عوض دو سگے بھائی مادر پدر کرتے ہیں اور یہ شرم نہیں آتی ہمارا باپ
کون اور انکی ماں کون -

احمد شاہ - زہے نصیب ہمارے جو آج آپکو اسقدر ہم مہربان پاتے ہیں
الحمد للہ اتنا خیال تو دلمیں ہے واللہ یہ ساری ذلت بادشاہت سے بڑھکر
معلوم ہوتی ہے -

حامد شاہ - جی ہم تو ایسی ہی ذلت روز چاہتے ہیں - بلا سے آپ
بے تکلف تو ہوں -

مس - بھلا ایسی احمقانہ مجنونانہ حرکتوں اور باتوں سے تمکو امید ہے پھر تم سے
ہاتھ ملائینگی - تم قلی سے زیادہ ذلیل ہو -

احمد شاہ - مس صاحب خطا معاف کیجئے - بخدا اگر یہ نالائق پاجی مجھکو گالی
نہ دیتا تو میں ہرگز جوتا نہ اوٹھاتا -

حامد شاہ - یہ جھوٹا ہے آپکے سامنے بات بناتا ہے جسکی بات میں فرق
اُسکے باپ میں فرق - پہلے اسنے کیوں مارا - اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو
مس صاحب میں تلوار ہی مارتا -

مس - ہاں ہاں معلوم ہوتا ہے تمھارے گھر سے دولت گئی پس عزت بھی گئی
دونوں - یہ نہ فرمائیے واللہ اب بھی گئے گزرے حال پر ابھی اتنی طرح ہیں ضرور
ہے کہ دس پانچ پشت تک امیر بنکے رہیں گے اور ایک کونا بھی خالی نہوگا -

مس - اس سے معلوم ہوتا ہے تمکو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں - یہ بنیا جب آٹا دال
بھیجتا ہے تب گھر میں روٹی دال پکتی - دیا سلائی دیتا ہے تب چولھا جلتا ہے
ہانڈی چڑھتی ہے - برتن اسکے گھر سے جاتے ہیں تب کام چلتا ہے - باہر سے اندر
تک اسکے دیئے ہوئے کپڑوں سے تن ڈھانکو - بلکہ اگر دکان سے
سوئی دھاگا نہ دے تو سوا اہتر کفنی - ساری کے چیتھڑا نصیب ہو لیس
یہ تو تمھاری مستورات کا حال ہے اور آپسے یہ ڈینگ - پھر یہ تو کہو تمکو آتا ہی کیا ہے
آج یہ لالہ ہاتھ کھینچ لیں تو بھیک مانگے بھی تو نہ ملے تمکو کوئی ہنر بھی نہیں آتا

بھلا اور باتین تو درکنار جوتی کا ٹانکا لگانا بھی نہین معلوم -

احمد شاہ - یونتو آپ کے جو جی مین آئے ارشاد فرمالین - مگر اصل یہ ہے کہ یہ باتین شرفا کے واسطے ہین نہین - ہمکو خدا نے جوتے گانٹھنے کو پیدا کیا ہوتا تو چمار کے گھر بھیجتا - شان ریاست کے واسطے جو باتین لازم ہین وہ ہم مین خدا کی عنایت سے سب ہین -

مسیس - ہان ہونگی - اور کسی زمانے مین ممکن ہے ایسے ہی لوگ شریف سمجھے جاتے ہون - مگر ہمتو شریف اور معزز اوسکو سمجھتے ہین جو ہمارے ہان کی شرافت کی خوبیان رکھتا ہوگا - ہمارے نزدیک آپ سڑک کے صاف کرنے والے بھنگی - اور بوٹ صاف کرنے والے چمار سے بھی بدتر ہین - ہم آپسے بات کرنا نہین چاہتے - بس آج سے خبردار ہم آپکو یہان نہ دیکھین - چلے جاؤ سامنے سے -

تشکر کا مقام ہے - دونون صاحبزادے محض شوقیہ اس مشغلے پر متوجہ ہو گئے تھے - کچھ حسن صورت - کچھ باسانی سے رسائی کی چاٹ - کچھ لالہ کی کھلی بازی - کچھ تقاضا سے سن - ان بیچارون کو اس وادی پڑنا تھا - ڈانٹ ڈپٹ سنی - منہ شکست ہوئے - ہمت فرار ہوئی - اور یہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے - قسمت کو جھینکتے - گھر واپس آئے -

---

چھٹا باب

تکلیف مین دل عذاب مین جان

اعمال کی خوبیون کے سامان

آفتاب کی حرارت اور کشش مین فرق آگئے - اور نظام شمسی بجائے خود رہی - خلاف عادت زمین - اپنی گردش گھٹ جائے - اور اپنی کام دیتا رہے تجربے کے برعکس - کمانی کے دم مین بل آئے اور گھڑی کے پرزے

چپکے رہیں۔ یہ چلنے والی بات نہیں۔ مقناطیس سے قوت سلب ہوجائے۔ اور آہن ربائی برقرار رہے غیر ممکن۔ مرکز ثقل ٹل جائے۔ اور کوئی شے بجا رہے اصول میکانک کے خلاف۔

پس افسانہ ان کی یوں طول بیماری۔ ربّ النوع کی یوں معذوری۔ انتظام کی اصلاح برہمی۔ اگر ابتری نہ پیدا کرتی تو حیرت کی بات تھی۔ بہرا دبیر مریض کے مزاج میں زود رنجی ضد ہے۔ استبداد۔ خشونت کا راہ پاجانا۔ اور بھی کوڑھ میں کھاج تھا۔

ابتدا تو عرصے سے ہو چلی تھی۔ مگر اب کی پھوڑے کے پھوٹ بہنے۔ پر انجام کے ٹھٹکنے کی بھی نوبت آگئی۔ یعنی بیگم کو اپنی موجودہ حالت پر نظر ہوئی۔ بدخواہ نوکروں کی خانہ برانداز غمازی اور ناعاقبت۔ ناخلف اولاد کی سرتابی سے دستور ہے جیسی دھڑکے کو بار بار زبان پر نہیں لاسکتے۔ جیسی غم کو ظاہر جیسی خوف کا مذکور نہیں کرسکتے۔ وہ نیم کش تیر ٹوٹی ہوئی پھانس کی طرح ہر وقت دل میں خلش رکھتا ہے۔ یہ بیماری۔ یہ معذوری۔ یہ صحت سے مایوسی۔ یہ گھر کی ابتری۔ ایسی نہ تھی کہ آنکھوں پر آنکھوں کے سامنے رہے۔ اور بیگم کو نظر نہ آئے۔ ہاں تقاضائے انسانیت اور نسائیت سے اتنا ہوا کہ مدتوں اس بھیانک صورت۔ ہیبت ناک تصویر کو آنکھ بھر کے نہ دیکھا۔ جب آگے آئی نظر نیچی کرلی۔ یا ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ مگر کب تک۔ اور خصوصاً بظاہر ہمدرد اور بباطن خود غرض۔ خیرخواہوں نے جب ٹوک ٹوک کے اشار کنایے اور صراحت سے

"نگاہ رو برو"

کی صدائیں بلند کرنی شروع کردی ہوں۔ زندہ در گور سہاگ۔ کافور آمیز عطر عروسی مصیبت تحیر عافیت۔ خرابی مضمر تعمیر سے آگاہ ہوئیں۔ اور دل سے آگاہ ہوئیں مرنے کا ساتھ کوئی مر نہیں جاتا۔ اور جو قبل واقعہ ایسا ارادہ رکھتا بھی ہے وہ بعد کو ندامت کے ساتھ ترک کردیتا ہے۔ پھر بھی بیگم ایسی گرویدہ عاشق تھی بھی نہیں۔ کہ ستی ہوجانیکی امید ہوتی۔ ہاں ایسی بیوی تھیں جیسی اہل کتاب میں معمولاً ہوا کرتی ہیں۔ پس اگر انکو خیال آیا کہ خدانخواستہ دشمنوں کو کچھ

حال رہا تو نتیجہ کیا ہوتا ہے اور واقعہ کیا پیش آتا ہے جس طرح اتنی عمر کٹی جس میں عیش راحت ۔ کلفت سے بسر ہوئی ۔ وہ بلا جلا کے بہت اچھی اور قابل رشک تھی تو انصاف کی یہ ہے کہ لائق ملامت و تاسف بھی نہ تھی ۔ یہ سچ ہے کہ اسکے دونوں کے ساتھ میں بعض دفعہ ساری ساری رات شکر رنجی ۔ ترشروئی میں کٹی ہے ۔ مگر کھٹے انگور میخوش انار کیا شہرستان میں نہیں رہنے پاتے ۔ اور لوگ اُنکے ذائقہ نہیں تبدیل کر لیتے ۔ شہد نیش زنبور ۔ روئی پنبہ دانے ۔ شراب خمار کے سبب قابل ترک نہیں ۔ کیا ہوا ۔ دو برتن پاس رہتے ہیں کھڑک ہی جاتے ہیں ۔ لیکن بڑا اندیشہ تو اب یہ ہے کہ بعد کو کیا ہوگا ۔

انسان لاکھ بھولا رہے ۔ اپنی ذات کو بھولا رہے مگر خلقت کے تقاضے سے کہیں نہیں انسانیت کو اتنا بھول جائے کہ عمر بھر میں ایک دفعہ بھی نہ یاد آئے ۔ بس کوئی عمر میں اگر کبھی اپنا خیال آیا ۔ تو آج ہی ۔ اور وہ بھی کس حالت میں جب اُس خیال کے رہنے والا یا معاشرت کی تاب سے حقیقت میں نظر میں ترقی پیدا کرنے والا سامان خدانخواستہ مفقود تو نہیں مگر بیکار ضرور ہو رہا تھا ۔

ادھر صاحبزادوں کی سنیئے جب دن سے ہوش ہے تو آنکھ کھولی نانی کی اور انگلیوں منہ کی کھائی بھی ۔ اُس دن سے اپنی ساری نالائقی ۔ ناہنجاری ۔ ناتربیت یافتگی کا بانی تو الدین خصوص و الد بزرگوار مریض کی حقیقت و ناچاری کو قرار دے لیا تھا جب خفت اور شرمندگی کا غلبہ ہوتا ۔ انہیں پر غصہ آتا ۔ ڈھونڈھ کے وجہ اسباب نااہلی و نالائقی تلاش کیے جاتے جتنے نواب صاحب پر الزام آتا ہو ۔ ناظرین اس جگہ ہم اگر کہہ بیٹھے بیگم اور صاحبزادوں کو ایک اور نواب بیمار و ناچار کو دوسرا فریق قرار دے کے دعاوی اور جواب دعاوی لکھ کے فیصلہ کرنے بیٹھیں تو ایک دوسرا قصہ چھڑ جائے اگر آپ کو شوق ہو دیکھئے ذہن میں دونوں طرف سے سوال و جواب قائم کیجئے اور تصفیہ فرما لیجئے اور اس بیچارے مریض کی داستان سماعت فرمائیے ۔

القصہ جب مولا کے حالات سے یہ صورت بگڑی تو خاندان کی ہمدردی کی اور سہارے کی ضرورت ہوئی ۔ تقاضا فطرت یہی تھا ہر شخص مجبور بھی تھا گلستان سباب

تھیں جب کسی بیل کی ٹٹی۔ یا اور کوئی سہارا بوسیدہ ہو کے بوجھ اٹھانے کے
قابل نہ رہے۔ تو لا محالہ کوئی چیز تلاش کرنی چاہیے۔ اور باغبان کرتا ہی ہے پھر اگر
اس ہرے بھرے گلزار میں ضرورت پڑی اور باغبان زمانے رام کرن کو کیا
تو خلاف عقل و مصلحت کون بات کی۔ یوں تو رشتے کی دوسری بات تھی۔ مگر بسر
اوقات۔ حیثیت۔ احتیاج سے انتظام کا بوجھ انھیں پر پہلے ہی سے آرہا تھا
اور انکو بھی کبھی مصلحتوں اور ضرورتوں سے آگاہی۔ خبرگیری توجہ کی ضرورت
جیسی چاہئے تھی۔ کیا ممکن تھا ان میں کوئی بات ہو۔ تو خاطر میں کوئی امر گزشتہ
اور سخن کان کا ونکا تک نہ پہنچے۔ یا ذاتی فراست اور تجربہ نہ تاڑ لے۔ یہ خیال تک
بھی انکو معلوم ہو گیا۔ اسکے واسطے کوئی غیر مشتبہ بات تھی۔ عقل تجربہ۔
تاریخ فلسفے پہلے ہی سے خطرے کی ڈیوٹ پکار پکار کہہ رہے تھے۔ لالہ کو کیا پڑی تھی
خواہ مخواہ بھی اسپر بیت کی تدبیریں کرنے سیلاب کو روکنے کی تکلیف گوارا
کرتے۔ اگرچہ اس سے صریحی فائدہ نہ تھا مگر دور کا مطلب ضرور نکلتا تھا۔ بس
یہ بھی ہوشیار اور انجام بین لوگوں کے واسطے کیا کم تھا۔ جو خدا کے ہاں سے
اپنے مقاصد و مطالب نکالنے کا ارادہ کرکے آئے ہیں۔ اگر کچھ زبان سے نکالا
تو صاحبزادوں کے سامنے یہ کہ "واقعی آپکی حالت پر تاسف ہے۔ آپکی خدمت کرنیکو
ہر طرح حاضر ہوں" اگر آقا کی خیرخواہی کی تو اسقدر کہ "حضور دنیا کا رنگ اچھا نہیں
جو آجکل حال ہے سب پر حضور خاطر عالی پر آئینہ ہے۔ کوئی کسیکا نہیں۔
دنیا عجیب مقام خود غرضی و خود مطلبی ہے۔ اولاد ہو۔ ملازم ہو۔ ننگ ناموس
ہو۔ سب کو اپنی منفعت سوجھتی ہے۔ چونکہ نمکخواروں پر فرض ہے جو انکی ناقص
فہم میں آئے بغرض نمک حلالی و خیر طلبی عمل میں لائیں۔ اسلئے غلام کو مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور دنوں سے معمول سے زیادہ احتیاط برتی جائے"
بدگمان دل کو اتنا اشارہ کافی تھا۔ بات سمجھ میں آگئی آنکھوں کے جانے سے بدگمانی
کچھ بڑھ بھی جاتی ہے۔ کسیکا اعتبار رہتا ہی نہیں۔ دل چھوٹا رہتا ہے۔
اور اتنا سچ بھی تھا کہ جو دنیا میں اعتبار ہو سکتا تھا انکے دل کچھ رے پھرے
ضرور تھے۔ مثل مشہور ہے اندھا دیکھے تو کیا۔ نہ کچھ دیکھتا ہی۔ شاب

اعتبار کسی کا کرتا ہے۔ دلون مین روز بروز فصل بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے بعد المشرقین ہوگیا۔

ہائے دنیا۔ ہائے دنیا۔ تیرا نام دولت۔ جائداد۔ ملک مال ہی۔ تو ہی دوستون کو دشمن بناتی۔ تو ہی بیٹے کو باپ کا عدو کرتی۔ جورو سے شوہر کو قتل کراتی۔ بھائی کو بھائی سے لڑاتی جھگڑاتی۔ یاد رکھتی ہے۔ وہی تکلیف کبھی نہ پاوے اٹھاتا ہی تو ملنا ایک مصیبت۔ ملنا ہزار آفت۔ انسان کی کیا حقیقت جو تیرے جھگڑون سے نکل سکے۔ نہ چھوڑتے بنتی نہ ملے پر چین سے گزرتی ہے۔ اگر ہائے بے ریان ہو تو تو۔ آفت جان ہے تو تو تجھ سے محبت اور نفرت کرنے والے دونون ایک ہی گھاٹ اترتے یکسان لذت اذیت اوٹھاتے ہین۔ ہر انسان تیرا مجنون۔ اور ہر مجنون کی تو ہی لیلیٰ ہے

دو گونہ رنج و عذابست جان انسان — بلاے صحبت دنیا و فرقت دنیا

مریض بیچارہ رفتہ رفتہ سب کو اجیرن ہو رہا ہے۔ اولاد جو لخت جگر تھی اب بدگوشت ہے بیگم جو بہترین نصف جسم تھین طرف مفلوج کیطرح و بال جان ہین۔ مرض جان گسل ہے۔ مگر خدا نخواستہ ابھی جان بھی نہ نکلی۔ نہ بالکل مایوسی ہوئی ہی۔ دوسرا درجہ شروع ہے جو ایسا ویسا طبیب نبض و قارورہ دیکھنے تو ابھی ایسی مایوس بھی نہو مگر اسکا کیا علاج کہ خود گھر والون کے دل بول رہے ہین کہ اب کچھ نہین اپنا اپنا بیتا کرو۔ اور جلد کرو۔ الحب قدرت خدا کا تماشا دیکھتے ہین۔ ہان انھون نے اگر کچھ کیا تو اتنا کہ ایک ڈاکٹر کو بلالائے۔ اسنے دوا دوا نہین دی۔ اور اچھا بھی کیا۔ نہین ہزار منھ ہزار باتین۔ کوئی کہتا اسی کی دوانے مارا۔ اچھا جیرا دے یا حکیم جی تمھین مشکل آسان کرادو۔ مریض پر بہت تکلیف ہے۔ ان ڈاکٹر نے صرف امتحان اچھی طرح کیا پھیپھڑون پر آلہ لگاکے دونو طرف غور سے آواز سنی بغل مین تھرمامیٹر رکھوایا۔ زبان کا رنگ دیکھا۔ آنکھون کے پپوٹے اوٹھا کے لہو کی سرخی کا اندازہ کیا۔ جگر ٹٹولا۔ طحال کو ناپا اور سب سے باہر چپ چاپ باہر نکل آئے۔ مریض کے سامنے راے دینا اچھا نہ تھا۔ سب پانچ کے روبرو مناسب نہ تھا۔ صاف صاف بتایا کہ خون کی تولید بند ہوگئی جو کچھ قدرے قلیل بنتا ہے وہ پانی ہوجاتا ہے۔ بنا اصلی رطوبت کو سکھاتا ہے ایکطرف پھیپھڑا سڑ گیا ہی

ہوا اور لو کی آواز صاف سُنائی دیتی ہے۔ دوسری طرف ورم آچلا ہے۔ وہ بھی خراب
ہو جائیگا۔

چلیے صبر آچلا۔ خیر خواہون کو بھی۔ بدخواہون کو بھی۔ اس ولیعہد سے اور کوئی بات تو
پیدا نہوئی ہان تین باتین۔ ایک تو دونون بیٹون مین نفسا نفسی بڑھگئی۔ دوسری
خودسری کی ہوا دماغون مین سمائی۔ تیسری بیگم کو رنڈ سالے کی لپیٹ مین خلعت
آزادی کا انتظار رہنے لگا۔ اور اس گھات مین ہو گئین کہ حکومت۔ ملکیت کی باگ جب
ضعیف ہاتھون سے چھوٹے تو اپنے ہی قابو مین آجائے۔

رہی اولاد اُسکا یہ ڈھنگ کہ بڑے صاحب نے شرع کی اینٹ اور رواج کے ساٹے سے
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ ہی مسجد بنالی۔ اور چھوٹے نے بھابھی کی ہانڈی۔ سرتابی
کی آگ پر شورہ پشتی کا نمک ڈال۔ کھچڑی پکانی شروع کردی۔ لالہ ہیرالعل جی
کے اوتار تھے کوئی لڑے۔ کوئی جھگڑے۔ آنکی تو دونون بیٹھے۔ انکو کیا پڑی تھی کسی
کے بیچ پڑتے۔ ہر شخص کے خیر طلب۔ سب کے بہی خواہ۔ جو جس نے صلاح پوچھی
بتادی۔ اگر کچھ خیال تھا تو اسقدر کہ اپنی گرہ سے خرچ کرنا نہ پڑے۔ اور اگر ایسی ہی
ضرورت ہو تو زر اصل سے دونا نفع ملے۔

بنئے۔ مارواڑی۔ پنساری۔ یعنی تاجر آدمی۔ کسی جنس کی مانگ ہوا اور چھپتا
کر دینے کا منصوبہ نہ بندھتے۔ رام کرن سے کوسون منزلون دور تھا۔ چونکہ خاندان
بھر کو کسی نہ کسی مصلحت سے کارگزارون۔ کارکنون کی ضرورت تھی اور ہر جگہ مل
بھی نہیں سکتے۔ اسکے علاوہ بہت سال کے معالج کا تقاضا بھی نہ تھا۔ انھون نے
نیا ڈھنگ ڈالا۔ یعنی ایک گروہ ایسا اپنے کارخانے مین بھرتی کرلیا جو ہر طرح سے
کام آسکتا تھا۔ چوکیداری۔ خدمتگاری۔ دربان گیری۔ آلات سقائی۔ بہشتی نویسی
محل مین کام کو تو گنتی کے بانہ سپاہی۔ منشی۔ مولوی۔ محرر۔ محصلدار۔ مردہے۔
نقیب۔ اتالیق صاحبزادون کی مصاحبت کو۔ دو داستانیہ جراح۔ خانہ ساز
طبیب۔ پرائوٹ ڈاکٹر۔ اپاتھیکری۔ مریض نواب سے کہکر رکھا کو۔ آخر نتیجہ یہ ہوا
کہ خاندان بھر مین جسکو جسکی حاجت ہوئی لالہ صاحب کی کوٹھی سے وہ آموجود
ہوا۔ دس سپاہی شاہ احمد خانصاحب نے ملازم رکھے۔ تو بارہ حامد شاہ نے سات

آٹھ برس سے سرکار نے باہر پھیری کیے۔ داروغہ سے لیکر پیش خدمت تک سب بیگم صاحب نے
کہہ سے کہ بچاس غوغائیاں بھر لیں۔ خدمت کی انجام دہی کا بھی انوکھا ضابطہ تھا۔
یعنی لالہ جی کی دوکان سے سب اپنی نوکری برائے چہرہ دکھایا۔ دم بھر ٹھہرے
سستائے۔ کام کاج جی چاہا کیا۔ نہیں، ابھی آتے ہیں ذرا ستا لیں۔ پھر دیکھا
جائیگا۔ چلئے۔ تھوڑی دیر میں خدمت سے ادا۔ تنخواہ حلال۔ ایک ایک کرکے
اپنے ٹھکانے لگے۔ اگر کام بھی پیش ہوا۔ اول جاول انجام دیا۔ اور پھر جانب
خدمت لالہ صاحب۔ تنخواہ کے ذمہ دار بھی وہی وش کا منشا پہرہ لگاتے ہیں
اسکے نام جسکی فرمائش۔ مگر ہمیں دینا سات کو بھی کا حق المحنت لینا۔ مصالح وقت
کسی کو چون و چرا کا موقع نہیں دیتے۔ صرف موقعے کے انتظار میں یہ سب
کچھ گوارا۔ جب نفسا نفسی کا یہ رنگ ہوا تو ہر خفیف مشکل کیوقت لالہ صاحب
تک پہونچنا۔ پہلا مرحلہ تھا۔ نواب رجوع۔ بیگم رجوع۔ اولاد رجوع۔ باپ اولاد
اور بیوی سے بگڑے۔ بیگم اولاد اور شوہر سے بگڑیں۔ اولاد باپ اور ماں سے
اور بھائی بھائی سے بگڑے۔ سلسلہ تعلق کی زنجیریں کچھ اس قطع سے ایک
دوسرے سے منقطع ہوئیں کہ گتھی پڑ گئی (اس زمانے میں بیگم کو یہ بھی خبر پہنچی
کہ دونوں نور چشم ایک عیش کے دلدادہ ہیں۔ انکو تو اپنی گھات تھی۔ انہوں نے غمازی
کو شفقت کی آڑ میں یوں چھپایا کہ بڑے کو خوش پوشاکی۔ خرابی۔ فضول گفتگو
بٹیر مرغ۔ سیر شکار میں مصروف رہنے کی اجازت دی۔ جہانتک بس چل سکا
روپیہ پیسا دیا۔ اور چھوٹے کو بڑے بھائی کے حرکات جتا جتا کے زبانی ہمدردی
جتائی۔ بلکہ لالہ سے بھی سفارش کر دی کہ یہ چھوٹے ہیں ذرہ سی انپر نظر عنایت
رہے۔ جو کہیں پورا کر دیں۔ دل نہ میلا ہونے دیں۔ نواب سے تازہ چھیڑ یہ
نکالی۔ کہتی باتوں کی صحت میں فرمائش نہ تھی وہ ہونے لگی۔ صاحب مکان
کی مرمت نہیں ہوئی۔ تم نے تو اتنی بڑی عمارت بنا کے کھڑی کر دی۔ اب
گری پڑتی ہے۔ حرم میں طاقت نہیں۔ کون دیکھے بھالے۔ کون بنوائے۔ میں
عورت ذات ڈر جاؤں جیسی چاہئے ویسی مرمت کرا سکے ہیں۔ اچھے خدا کی عنایت
سے سمجھدار ہوشیار ہو گئے ہیں۔ انہیں پیام بھیجا جاتا۔ بات گھر ساتی۔ دریافت بنا کر

تو روز ہی لگے رہتے ہین - مگر کوئی کام سر کا تو رہتا نہین - میرے دل کی آرزو تو یہ تھی کہ مین تمکو دولھا بنا جلدی دیکھتی - یہان کوئی سامان نہین - شادی برات کی فکر تو ایک طرف - خود اپنی حیثیت دن بدن گھٹی جاتی ہے - اگر کبھی کسی عزیز قریب کے ہان کام ہو تو منھ دکھانے کے لائق نہین - نہ زیور ایسا کچھ رہا نہ کپڑے - تمکو کسی بات کی فکر نہین پھر آخر مین کس سے جا کے کہون - تم تو اپنے بدن گرم ہوا اور لیٹ گئے پلنگ پر چلو بس تم سے چھٹی پائی - مجھے تو کمبخت بیماری سے تب بھی نجات نہین -

نواب صاحب - سچ ہے بیگم سچ ہے تمکو فکر نہو گی تو کیا راہ چلتون کو ہوگی - مگر مین تو خیر بیمار ہون - تم کو کیا ہو گیا - صریح میرا حال دیکھتی ہو پھر ایسی باتین کرتی ہو - مین سردست کسی محنت کے لائق ہون؟ کبھی مجھ سے ایسی باتین اب نہ کرنا - میرے دل مین اتنی طاقت نہین - جو کچھ حال ہے حیثیت ہے تم سے پوشیدہ نہین سب کام اپنے طور سے انجام دے لو -

بیگم - آپ تو بیفائدہ ناخوش ہوتے ہین - یہ بھی میرا لکھا - آخر پھر مین کس سے جا کے کہون یا دنیا کے کام بند ہو رہتے ہین -

نواب - ابھی تو مین منع کرتا ہون - بہت بڑا مر رہا ہون - خرچ سے بدر اپنے مکانات کی مرمت کراؤ - شادی بیاہ رچاؤ - اچھا ہے - اس حیلے سے میری قبر بنا نیوالے معمار اور جنازے کے ہمراہی بہت سے تم پیشتر پا جاؤ گی سچ ہے

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

بیگم - نواب صاحب ہم تو بات کرتے ہین - آپ کرشمہ ہمارا اوٹھتے بیٹھتے دیتے ہین اس بڑھاپے مین تمھارے ساتھ غمزہ و کرشمہ نکرونگی تو اور کیا کرونگی - وہی مثل ہوئی غمزہ و جنازے کے ساتھ -

نواب - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - جاؤ اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ - کیون میری دو دن کی زندگی ایک دن کئے دیتی ہو صاحب

بیگم بھی جھلائی ہوئی تھین اوٹھ کھڑی ہوئین - مگر رنج و غم کی جگہ غم و غصہ سے و شوق اور ہوتی ہین جو اپنے اتفاقیہ مواقع پر تاسف کرتی - نادم ہوتی تھین - اب اگر انکو فکر

ہوئی تھی تو اتنی کہ رنج ہی کو طوالت کیونکر دیجاتی۔ بات مین بات کیونکر نکلے اور دل دکھانے والے کلمات سنانے کا موقع کیونکر ملے جانتی تھین خاصکر اس عارضے مین رنج غم قاتل ہے۔ بس یہ امر اور بھی رنج دہی پر آمادہ رکھتا۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے شرارت سوجھی۔ احمد شاہ کو بلایا۔ گلے لگایا۔ آبدیدہ ہو مین اور ادھر ادھر دیکھ کا نین منتر پھونکدیا کہ مین نے اڑتی سی خبر سنی ہے۔ نواب صاحب نے اس موئے ماڑواڑی کی صلاح سے وصیتنامہ لکھا ہے سب چھوٹے کے نام لکھدیا ہے۔ خیر میرے تو مقدر مین آگ لگی ہے۔ مین تو سب طرح خطاوار ہون۔ اسوقت مین یہی بدا تھا۔ جسنے عمر بھر آدھی بات زبان سے نہ نکالی ہو ہر وقت منھ ہی دیکھتا ہو۔ وہ مجھ سے ایسا بیزار ہو کہ سامنے آنا گوارا نہ کرے۔ خیر میرا خدا مجھ سے نہ بگڑے مگر مین کہتی ہون تم نے انکی کیا خطا کی ہے مجھے چھوٹے سے امید نہین۔ وہ ٹانگ کھولون تو لاج۔ یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگین۔

احمد شاہ۔ ہین۔ واللہ سچ ہے؟ اس وصیت کے کیا معنی اور وہ چل کب سکتی ہے میان چھوٹے ناک بن کے بیٹھین گے ہم آپ دست نگر ہونگے؟ مین کہتا ہون ابا جان کو ہو کیا گیا ہے۔ آپ کے ہوتے اول تو کوئی ہوتا کون ہے۔ اور آپ کے بعد ہم ہین۔

بیگم۔ خیر بیٹا مین کیا چھوٹے بچا ہی مین۔ مگر بڑا خیال تو مجھے تمھارا ہے۔ اور بیچارا دعویٰ کوئی کیا اٹھا سکتا ہے۔ میرا مہر ہی اتنا ہے اگر لینے پر آؤن تو ٹھکانا نہ لگے۔

اس طرح کی باتین کرکے احمد شاہ تو باہر سدھارے۔ اور کمرے مین جا کے پیچ و تاب کھانے لگے۔ برادر عزیز سے بات چیت صاحب سلامت ترک والد کے کمرے کی طرف نظر کی آنکھ خون آلودہ ہو گئی۔ لالہ صاحب سے بھی دل پھٹ گیا۔ کٹے کٹے رہنے لگے۔

ادھر بیگم صاحب نے دوسری کارروائی کی۔ ایک جگہ آگ بھڑک چکی۔ ادھر

مقام پر پانی کو دوڑیں۔ آتش گل کے واسطے شبنم تلاش کی۔ اژدہی وحشت سے مطمئن ہمدمی کو بھڑکانا چاہا۔ یعنی حامد شاہ کو بلایا۔ اور بڑے بھائی کی بلند نظری۔ ارادہا سے فاسد کا مذکور کیا۔ اُسکے بعد حصول مقصود پر اپنی بے بسی کس مپرسی۔ اور چھوٹے بھائی سے کسر نکالنے کا یقین دلایا۔ اور در پردہ یہ بھی کہہ گزریں کہ "اگر نوع دگر ہوا تو میرا کوئی سہارا بجز تمہارے نظر نہیں آتا میرے لیے یہ گوشہ بہتر جیل خانے سے بڑھکے ہوگا۔ میں اپنے حامد کے بیکے اکیلی اٹھ کھڑی ہونگی۔ اور جو بن پڑیگی کرونگی۔

مگر بیٹا دیکھو۔ ابھی سے کچھ مشتبہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ اندیشے مجھکو کوئی آس نہیں۔ وہ وقت پر جو نہ کرے تھوڑا ہے۔ اُس کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ اگر تم اتنا کرو کہ اپنے ابا جان کی خدمت میں ایک خط کے ذریعے سے یہ طے کر لو کہ جیب خرچ کے نام سے کوئی رقم معقول الگ مقرر ہو جائے تو بہت اچھا ہے"

حامد شاہ کو یہ صلاح بہت ہی پسند آئی۔ مزاج نفاق پسند نے بھی صاد کیا اور فوراً تعمیل بھی ہو گئی۔

ساتواں باب

ہڈیوں پہ میری لڑتے ہیں سگان کوئے دوست

فرض منصبی بڑا جابر حاکم ہے۔ سوسائٹی سخت بیدرد گروہ۔ زمانہ نہایت بمقدور زور پر ہو رہا ہے۔ کوئی لاکھ مجبور ہو۔ معذور ہو۔ ناچار ہو۔ مگر ان سنگدلوں کو اپنی مرضی کے سامنے کسی کی خس برابر پروا نہیں۔ انکا کام انکی مرضی۔ انکی چال۔ نادرشاہی حکم ہے۔ زمین آسمان ٹل جائے مگر یہ ٹل نہیں سکتا۔

نواب صاحب کو چھوٹے صاحبزادی کی عرضی پر کچھ حکم دینا ہی ہوگا۔ اسقدر چاہیے ہزار خفا فرمائیں پر لاکھ برہم ہوں۔ مگر کرنا کچھ ضرور پڑیگا۔ اتنی عمر کے مزاج کی

اُفتادہ اسامانِ عیش و راحت کی افراط نہ یا تن آسانی خود غرضانہ صلاح سے
اولاد پر کما حقہ دل سے متوجہ نہ ہوسکے ہین۔ مگر ہونے والی بات ہو کے
رہیگی۔ ماشاء اللہ سے اب وہ بھی کچھ ہوسکے ہین۔ اور دیکھیے کچھ۔ بدسلیقہ باغبان
کے درخت لگا ہوا ایک۔ میوہ خیار کی سی ہوئی پوشاک بدنما۔ اسی طرح اول
تو والدہ شریفہ بیمار کے بستر پر شور پہلے پیٹ سے پانون نکالے۔ دوسرے
آفت جیو قطع نے ہاتھ پاؤن نے تیسرے ضرورتین بھی داعی ہوئین دیلمین
واجبی ... درخواست کا مضمون
پڑھوا کے سُنا۔ یہ تو ... آداب فدویانہ کو طرہ دستار شادی بعد عا کرکے
نقابِ حیا یون اٹھایا جاتا ہے کہ زمانہ ستمگیش نے مثل معشوقہ جفاپیشہ وفا
دشمن اس فدوی جمعدار کو ایسا خوار و زار جگر بنایا ہے کہ بقول شاعر ؎

دم آخر ہے شکوا کیا نہ کرتا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

لازم آیا کہ بمصداق ؎

آج ہم اپنی پریشانیٔ خاطر اُن سے
کہنے جاتے تو ہین پر دیکھیے کیا کہتے ہین

کچھ اپنے حال پر ملال کی اطلاع والّتی دیجاوے۔ اگرچہ اس زمانے مین جبکہ
عرصہ دراز سے عروس صحت و اعتدال مزاج پہلو سے معلی سے منقبض
ہوکے کاشانہ جسم اطہر کو بالکل چھوڑ رہے ہے۔ مگر اس سبب سے کہ
وابستگان دامن شگفتہ پر بھی اس ہیجان اور خلفشار مین متعلقات
واجبی سے محروم ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور ظاہر ہے کہ حاجتین ضرورتین
لوازم بشری ہین روز بروز جوق جوق آکے ستاتی اور مجبور کرتی ہین کہ
کار و اسم دنیا کو بالائے طاق رکھ کے جو کچھ ہوسکے کر گزرنا چاہیے۔
بس عرض حال ضروری ہوا قبلہ دو عالم کو کیا خفی اطلاع نہین ہونے پائی۔ بیکھوا رات
خود غرض کا یہ حال ہے کہ عروس طماعی او خیانت کو اُنھون نے گھر مین ڈالیا ہو اور ہم
لوگ جو مستحق ہین بالکل محروم کر دیا ہے۔

جانے انصاف و ترحم ہی کہ جنکی آبرو۔ وقر حیثیت شوکت شان سے خاندان کی آبرو ہو۔
وہ یون دست نگر ایسون کے ہون۔ پیسے کی محتاجی ہو اور اغیار ہماری ہی دولت
یون مزے سے اوڑائین۔

لہذا لازم بلکہ الزم ہی کہ ہمیشہ انکی عزت آبرو کے قیام کیواسطے حیثیت اور وقر کا سامان مہیا رکھا جائے۔ پوشاک۔ سواری۔ خدام حسب معاش خاندانی ہون۔ مگر بدون عنایت خاص اور توجہ کامل واجازت عالی یہ بات غیر ممکن ہی۔ اور جسقدر حاجتین اب رفع ہوتی ہین انکے واسطے کوئی خاص رقم معین نہین نہ وقت مقرر ہی۔ پس اگر ایک رقم کافی تجویز ہو جائے اور کارکنان ریاست کی نام حکم صادر ہو جائے کہ اوقات مقررہ پر پہونچا دیا کرین تو نہایت انسب ہی۔ اور نوبت باربار عرض معروض کی نہ آئے۔ ورنہ درصورت تسامح وتساہل خرابیونکا اندیشہ ہی جنکو آئینہ خاطر بخوبی منعکس کرسکتا ہو۔ اے کون شخص یہ نہین دیکھ سکتا کہ ؎

تین بلا سے پیرو آسے نئے گانو کی ریت ۔ باہر والے کھاگئے اور گھر کے گاوین گیت

نورچشم کی اس تحریر سے نابینا کی آنکھین کھولین۔ کان کھڑے کیے۔ اگر اقتضائے وقت نے آمادہ کیا تو دوراندیشی نے روکا۔ کئی دن تک اُلجھن رہی۔ پریشانی خاطر بڑھی یا علیل علیل آخر کچھ اسی مین بفکر معلوم ہوا کہ انکی خاصی رقم سالانہ مقرر کردیجائے۔ اب ایسے شخص کے حرکات سکنات کا کیا پوچھنا۔ جسنے نہ اچھی تعلیم پائی ہو۔ نہ اخلاق سیکھا ہو۔ نہ سیاست مدن۔ تدبیر منزل سے آگاہ ہو۔ اسپر جوانی دیوانی وغیرہ۔ سری۔ شوریدگی۔ ایک کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔

آگی دیکھا دیکھی بڑے صاحب کو بھی تنفع کی دھن سمائی بیٹھے دریا مین ہاتھ دھونے کی لہر آئی وصیت نامی کا مضمون اگرچہ فقرہ تھا۔ مگر دلوا تہ را ہوسے بس ست کا مصداق ہوا بیگم نے جی مین کہا کہ یہ دونون اپنی اپنی دھن مین ہین۔ خیال جانشین کو باہر کی ہوا خوری کو نکالو دو چار بیرونی معاملہ فہمون کو مشیر کار بنایا۔ سلام پیام آنے لگے۔ جہان بیری ہوتی ہے ڈھیلے ہزارون آتے ہین ایک اور صاحب جو انہین کے امیرزادے تھے۔ نوکری۔ وکالت۔ مشورت سب باتونکا بظاہر سلیقہ رکھتے۔ اور ایک ماڑواڑی کی اس ترقی کو دیکھ دیکھ خار در پہلو ہو رہے تھے پہونچ گئے۔ عمل مجلس سے آگاہ چکنی چپڑی باتونہین بھی مشاق۔ دل بھی ہتھیلا رکھتے تھے۔ دونکا حال خداجانے مگر ادہر دوا نے

سمجھتے تھے یہ بھی اس سرکار سے وابستہ ہو کر بہت ہو گئے ۔ بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک کہہ دیا
تھا لالہ صاحب بھی خدا تعالیٰ ناچار [illegible] طرف کو ایسا ٹھوکر کھائیں گے کہ ٹانڈا لاد
جائیں گے ٹھیک دیکھ سب سمجھ رہا ہے کہ [illegible] ٹوٹ جائیگا ۔ ماشاء اللہ سے اولاد بھی
ہوشیار ہوئی ۔ بیگم صاحبہ اُدھر متوجہ ہوئیں ۔ ایک چیز بھی اور دو دو لیے ہوا معلوم ہوگا
نہ اندھی بگڑی ہوگی نہ بے بوجھ راجہ ۔ نہ تھکے سیر کیا جی نہ تھکے سیر کو راجہ ملیگا مگر لوح پیشانی
کا لکھا ۔ استاد کہنہ مشق تجویز اپنے نوشق کی تحریر نہ تھی ۔ سب کی کارروائی ایک طرف
باڑ واڑی کی قسمت ایک طرف ع

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

بخت و اتفاق نے ایسے کچھ سامان کر دیئے کہ سب منصوبے باد ہوائی ہو گئے ۔
جام لبریز ہوتا ہے تو چھلکتا ہی ہے ۔ انسان کو چاروں طرف سے فکر گھیرتی ہے
تو پھر سے اور بشر سے کا مذکور زبان سے کچھ نہ کچھ نکل ہی جاتا ہے ۔ اگر لالہ صاحب سے
بادشاہ حسین نے مختصر اور مجمل افکار بیان کیے تو کون تعجب کی بات تھی ۔ بہت کچھ
یہ بطور خود بھی جانتے تھے صرف اقرار باللسان کی کسر تھی تو وہ اب پوری
ہو گئی ۔

خیر خواہی ۔ خیر طلبی کا دعویٰ قولاً اور فعلاً کر چکے تھے جو کچھ مناسب سمجھے عرض کرنا
ضرور تھا ۔ آپ نے رائے دی کہ ایک سرے سے سب کی محبت دل سے نکال ڈالی
جائے ۔ جو اپنا جزو بدن ضرر رسانی کرے اُسکا قطع ہونا بہتر ۔ علاوہ اسکے حرمت
منصب کا قائم رکھنا سب پر مقدم ہے ۔ اسکے ماسوا بھی بہت سی گفتنی و ناگفتنی
باتیں تھوڑی بہت کمی بیشی سے گوش گزار کر دیں چلیے دل پھٹ گیا شفقت کی
مقام پر عداوت ۔ محبت کی جگہ شکایت نے دل میں گھر کیا ۔ اور مریض ہیجان
میں عارضے کے صعوبات بھی بھول گیا ۔ اس بخشی نے بڑا دل باندھا ۔ ناسور
میں دور جا کے جو رنگ لایا ۔ رو سے چار جانے بوجھ نکلی تخم فساد کی جڑ لگی ہاتھ آ گئی
یعنی سسرال والوں کو شکایت پیدا ہو گئی ۔ اور وہ بھی دلوں ہی میں پہلے
اگر زبان پر آ جاتی ۔ بخار نکل جاتا ۔ آخر وہ لوگ رفتہ رفتہ کھلے کھلے مخالف ہو گئے
اور ان کے ہر انتظام کو دشمنی کی نظر سے دیکھنے لگے ۔ مگر وہ بر زبانہ آدر سطوت سے عہد ہلا کر

دل و دماغ کو دیکھئے کہ اُسنے بالا بالا اُس خاندان والون سے ملکے ذاتی رسوخ اور رسم کو ایسا بڑھایا کہ جو کچھ کہا وہ آیت حدیث جانا یونہی پران مانا۔ اور جب اعتبار دلون مین بٹھا چکا۔ تو نواب صاحب کی حالت ایسی گوش گزار کی کہ عقلاً یہی مناسب معلوم ہوا سردست خاموشی اختیار کیجائے۔ بعد وقوع واقعہ کوشش کرکے نفع وصول کیا جائے اب انکو بھی اگر فکر ہے تو یہی کہ کب وہ ساعت آتی اور کب امید پوری ہوتی ہے۔

آٹھوان باب

دل پھٹ ہی چکا تھا کہ صدا سے جگر آئی

مستقل جائداد کا ٹھیکہ تو لالہ صاحب کے نام مدت سے ہو گیا تھا۔ مگر چند مواضع اور مکانات نواب صاحب کے پاس رہن تھے اسوجہ سے وہ حصہ جائداد اس انتظام سے الگ رکھا گیا تھا۔ اس طوفان بے تمیزی نے انمین بھی خلل ڈالا یعنی راہنون نے تقاضے کی ایک پھیلی پاکے گردن ڈالدی۔ باقی بھی گر گئی۔ لالہ صاحب کو ان فضول تقاضون سے مطلب بھی نہ تھا اور بڑی بات یہ کہ کوئی فائدے کی صورت نہ تھی۔ زبانی بات چیت گفتگو ہوتے ہوتے نوبت یہانتک پہنچی کہ عدالت کی دوڑ نالش کی ضرورت لاحق ہوئی۔ یہ زمانہ لڑائی کچھ ایسی ہی لڑائی نہین ہوتی۔ دیوانی۔ فوجداری۔ جعلسازی۔ ہنگامہ آرائی میدان داری۔ سبھی کچھ سمجھ لیجئے۔ یہان بھی یہی معاملہ درپیش رہا اور مقدمہ تمام لوازم کے لالہ صاحب اس موقع پر سینہ سپر ہوگئے۔ اور کیون نہ ہوتے سرکار کا نقصان کیونکر گوارا کیا جاتا پاس نمک کہان جاتے۔ مگر اسمین خلاف معمول لالہ صاحب کو بہت محنت و دولت صرف کرنی پڑی۔ ایک دخیل کار کاشتکار کے مقابلہ مین گفتگو تھی۔ وہ بیدخل ہونے مین عذر کرتا تھا۔ کیسا ہی جائداد مقبول کی قیمت طلب کرتا تھا جسنے کھلیان مین خود آگ لگا کے آتش زنی کی رپورٹ گذرانی۔ یا چوبین نے چوکیدار تھانے دار سے ساز کیا۔ غرضکہ اس حصہ جائداد مین بھی گھن لگا۔ لالہ صاحب کے جھٹکے جھوڑنے کی ضرورت ہوئی کارگزاری کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اس خدمت کا خاتمہ بھی انکو نالائقون سے بمصداق ع

دلے بایدش دگر بر سر ناز آمدہ

اس دفعہ دوسری ہی حکمت عملی اختیار کی۔ ادھر تو التواکی کوشش کرکے آتی دقتوں کی سامنے کی بلاؤں کو براے چندے ٹالا۔ مقدمات کو کھٹائی میں ڈالا۔ اُدھر ساز باز کی ٹھہرائی اور قبل فیصلہ عدالت یوں تصفیہ کیا کہ بعضوں کو استمراری پٹہ دیا۔ بعضونکی نان کار مقرر کردی بعضوں کو کنوؤں۔ تالابوں کے بہانے رقم معتد بہ عطا کی۔ اور مژدہ فتحیابی کی رپورٹ بڑے چم وخم سے سرکار میں گزرانی۔

یوں تو کارگزار صاحب کا ستارہ اقبال ترقی پر چڑھا ہی مگر پھر بھی ایک آدھ دشمن پیدا ہوگئے تھے۔ کچھ خیرخواہی نواب سے نہیں۔ بلکہ ہنگاموں کے شوق۔ تردد اور فکر کے انتظار سے اُنھیں میں بیگم بھی تھیں۔ جو رفقاے غماز کی کوششوں سے اتنی آمادہ ہوگئیں کہ ایک دفعہ ہمت باندھ کے یوں کہہ گزریں۔

بیگم۔ کیا وہ مقدمے فیصل ہوگئے۔

نواب۔ کون؟ وہی جو ساہوں کیطرف سے دائر تھے۔

بیگم۔ ہاں وہی جو آجکل تھے۔ کیا انکا انتظام بھی لالہ صاحب کے سپرد تھا۔

نواب۔ ہاں پھر اور کون تھا۔ تم جانتی ہو احمد اور حامد دونوں کسی امر سے خبر نہیں ہوتے سب اپنے اپنے شوقوں اور بیہودگیوں میں مبتلا ہیں۔ اگر آج یہی کام کے ہوتے تو کسی کی کیا حاجت تھی۔ خیر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے اتنی عمر میں ایک آدمی ملا ہے۔ سارا کام اُسی کے سر ہے۔ وہی بیچارا انجام دیتا ہے۔

بیگم۔ ہاں۔ وہی تو میں نے پوچھا۔ اور جو کام کرتا ہے کیا احسان کرتا ہے۔ آخر تنخواہ نہیں پاتا آخر ہے کس کام کے واسطے۔ بھلا ایسی سرکار اُسکو کہاں نصیب ہوگی۔ دیکھتے دیکھتے خاک سے پاک ہوا۔ اسی سرکار سے۔ نہیں پہلے لالہ صاحب سے کیا۔ وہی دوکان پر بیٹھے بیٹھے ٹکے ٹکے کا سودا سلف بیچا کرتے تھے۔

نواب۔ تمنے بھی تو انکی سفارش کی تھی۔ اکثر تعریفیں کرتی رہتی تھیں۔ اور سو بات کی ایک بات تو یہ ہو کہ آدمی کام کا ہو تبھی ہمارا کام خیرخواہی سے کر دیتا ہے ہم کو کیا۔ وہ کچھ ہی تھا۔ ہوا کرے۔

بیگم۔ ہاں۔ مگر خیرخواہی سے آدمی کام کرے۔ یہ نہیں کہ اندھیر نگری کر دے۔ آدمی اتنا کھا سکے جتنے دال میں نمک۔ یہ نہیں پانچوں انگلی گھی میں۔ سنتی ہو دن اسمیں کئی ہزار

روپیہ غبن کیا۔

نواب۔ بس بس خدا خدا کرو۔ تمکو کیا معلوم کس نے تمسے کہا تھا؟

بیگم۔ ہم نے بھی اُڑتی سی خبر سُنی۔ کہین ایسی باتین چھپی رہتی ہین۔ عالم آشکارا ہے۔

نواب۔ بس تمکو یہی پڑی رہتی ہی۔ تم کیا جانو۔ ارے ہمسے بڑھکر تم جان سکتی ہو؟ تم مجھے معذور نہ سمجھو۔ اب اس حالمین بھی خوب کاغذ دیکھتا ہون۔ آنکھون سے معذور ہون تو کیا ہوا۔ پڑھواکے ایک ایک حرف سُن لیتا ہون۔ مجال ہی ایک پائی بھر کا تو فرق آئے۔ تمکو سوائے ان جھگڑون بکھیڑون کے اور کوئی کام آتا ہی نہین۔

بیگم۔ اچھا صاحب۔ ہم تو سب سے بُرے ہین۔ بات سُنی تھی کہدی۔ تم جانو تمھارا کام لالہ صاحب نین کیا ایسے لال لگے ہین جو دوسرا کوئی ملتا ہی نہین۔ ابھی ذرا سی خبر پائین سیکڑون غلامی کو حاضر ہون۔ اور پھر ایک سے ایک بڑھکے شریف۔ بھلے آدمی آبرودار گھر سے خوش۔

یہ کہکے بیگم تو چلتی ہوئین۔ ناخوش ہوکے یا مایوس ہوکے۔ آئی تھین کسی اپنے تازہ مشیر کی سفارش کرنے۔ دیکھا لالہ صاحب کا رنگ گہرا ہے۔ خفا ہوئین جھنجھلائین جھلائین۔ مزاج کی تیزی نے دم بھر ٹھہرنے نہ دیا۔ اُٹھ کھڑی ہوئین۔ مگر اتنا ضرور کر گئین۔

نواب کو یہ بات کبھی کبھی کھٹکنے لگی۔

لالہ صاحب کو بلایا۔ مقدمات کا حال پوچھا۔ اور یون ارشاد فرمایا۔

نواب۔ مقدمات کا سب تصفیہ ہوگیا۔ اب کوئی خرخشہ تو باقی نہین رہا۔

لالہ صاحب۔ خداوند آپکے اقبال سے سب امور خاطر خواہ طے ہوگئے۔

نواب۔ ہان یہ تو ٹھیک ہی۔ مگر آخر کیون نہ ہوجاتے فریق ثانی کا بھی تو کوئی ایسا نقصان نہین ہوا۔ بلکہ اگر وہ اس بات پر اپنی جگہ خوش ہون تو بیجا نہین۔ یعنے اس تصفیے کی نوعیت ایسی ہی کہ دعوی سے زیادہ انکا نفع اسی تصفیے مین ہی۔

لالہ صاحب۔ خداوند۔ مگر مصلحت آئی یہی تھی۔ آجکل حضور ملاحظہ فرمائین۔ ماشا کیا ہی شور رہی اور تلوار اپنے ہی ہاتھ پاؤن دشمن۔ موقع کے منتظر ہین۔ اور خدا جانے

کس کس بلا میں ہیں پس ایسے وقت میں کچھ اسامی بنا لینا چاہیے جو اپنے ممنون احسان ہوں اور ٹھنسے معاہدے ہو جائیں کہ آیندہ اگر اشرار سر اٹھائے تو انھیں کے ذریعے سے اُنکی سرکوبی ہو جایا کرے۔ اسامی کے بغیر زمینداری کا کام تو چل نہیں سکتا۔ کوئی نہ کوئی اُنکی جگہ جمہی گا۔ پھر پرانے قدیم اسامیوں کی جگہ جدید بسانا کیا ضرور۔ وہی حکمت عملی کیوں نہ برتی جائے جس سے سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

نواب۔ ہاں واقعی یہی عقلمندی کی بات ہے مجھے تم سے یہی امید تھی اور یہی وجہ ہے کہ تمھارے سپرد اس کام کو میں نے پورے اطمینان سے کر دیا تھا۔ الحمد للہ اسکو تم نے نہایت ہوشیاری سے انجام دیا۔

چونکہ کدورت شبہہ شک جو کچھ تھا وہ اپنی طبیعت سے تو تھا نہیں۔ بہ تکلیف لایا گیا۔ چور خانے سے پہونچایا گیا تھا۔ اُسکا نکل بھاگنا کوئی خاص جہد کا محتاج نہ تھا۔ پرانا پنچھی۔ بوڑھی تیلیاں۔ مرغ شبہہ کیونکر ٹھہرتا۔ کچا رنگ کبتک رہتا۔ چلیے آئینہ خاطر پھر اُسی طرح صاف و شفاف ہوگیا۔ اعتماد اور اعتبار کی صورت حسب عادت جلوہ فگن۔

مگر بیگم کا ضبط۔ دل ہی دل میں آگ تھی۔ اور یہی اور یہ کیوں جاتی۔ اسکے علاوہ سکوت ہو چکی تھی کہ دو چار سے اُبھار کے بھیجا تھا۔ انھیں ایک آدھ منچلا بھی شریک تھا۔ اُسنے بھائی اُچھو رنے قلعی کھولنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسامیوں کو بھڑکایا بلکہ فوجداری پر آمادہ کیا۔ گنوار تو گنوار پھر کسی طمع کی چاٹ۔ کس کس کے مستعد ہو بیٹھے۔ اتفاق سے دورے کا زمانہ قریب تھا اصلاح ہو گئی۔ راستے میں گاڑا بیٹھا۔ لاٹھیاں سنبھالی گئیں کسی نے تان چھپا لی۔ کوئی کوئی تازہ ڈنڈے ببول کے کاٹ لایا۔ کسی نے صورت بدلنے کو ڈھاٹا کس لیا۔ اور سب گھات کے منتظر سر راہ آبیٹھے۔ سواری نکلی۔ ڈپٹ کے روک لیا۔ اور لاٹھیاں چلنے لگیں۔ کچھ سپاہی ساتھ تھے۔ انھوں نے جتنی بن پڑی مقابلہ کی۔ ایک کی دو کی دو دو چار۔ آخر کہانتک جمے رہتے تھے۔ پاؤں اُکھڑ گئے۔ بقول شخصے فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ اور نوک دم جسکے جدھر سینگ سمائے نکل گیا۔ کچھ کھیت رہے۔ کچھ مجروح ہوے۔ مگر خیریت یہ گزری کہ لالہ صاحب صحیح سلامت رہے۔

رات کو سیاہ چادر کی آڑ میں دبے پاؤں میدان سے کھسکتے کھسکتے آبادی میں پہونچے جان بچی اور لاکھوں پائے۔

نوان باب

سے تو آن بُرد مہر شیوۂ دل آسان از من

کوئی کسی حال مین ہو۔ مرتا ہو۔ جیتا ہو۔ مفلس ہو۔ امیر ہو۔ مگر دنیا کے کام بند نہین ہو سکتے زمین تین سو پینسٹھ دن مین آفتاب کے گرد ضرور چکر لگا لیگی۔ چوبیس گھنٹے مین اپنے محور پر ایک دفعہ ضرور گھوم جائیگی۔ کسوف خسوف موقع موقع پر ضرور واقع ہونگے۔ سیارے لازمی طور سے طلوع غروب ہونگے۔ جاڑے۔ گرمی۔ برسات کی فصلین لامحالہ آئینگی۔ امیر قاقم و سنجاب کی پوشاک پہنین یا قلاش تنور پر شب بسر کرین۔ گرمی پہاڑون پر سے کہ پا چربی پگھلے۔ مومیائی نکلے۔ آفتاب کی شعاعین سیدھی ترچھی جو پڑنی ہین پڑینگی اور سب ٹھنڈے کی چوٹ پڑینگی۔ وسط ایشیا کے ریگستان گوبی سے انجرات بلند ہو کے خلا پیدا کرینگے اور بحر ہند کی رطوبت ہوا کے اس رخ بادل کھینچے گی۔ ہمالیہ کی کوہستانی دیوارون مین ابر ٹکرا کے ہندوستان مین پانی برسائیگا۔ نباتات اُگین گے۔ غلہ پیدا ہوگا۔

اسی طرح جو بچہ ہے وہ جوان ہوگا۔ اور جوانی کے واسطے جو سامان چاہیے مہیا کرنا ہی ہوگا نواب شہنشاہ حسین علیل ہین۔ معذور ہین۔ مگر احمد شاہ اور حامد شاہ تو جوان ہو رہی ہین حسن نظر۔ شادی بیاہ کا زمانہ مارا مار ڈبل کوچ چلا آتا ہے۔ بے زری۔ کم استطاعتی۔ کم فرصتی۔ معاملات کی ژولیدگی جسکے واسطے ہے وہ جانین۔ تہوار کے لیے ٹالے نہین ٹلا کرتی جاتی۔ شباب اور جوانی دور سے پدر را نمی بیند" اسیر رسم۔ رواج کا تمیز چاہ بخشو کے ٹھوکے۔ نیم جان ہمت اور حوصلے کی اشتعالکین۔ اور آفت دو نو بھائیون کے حرکات بے حاق۔ تازہ کوفت۔ ایک صاحب زبان حال پکارتے سے

جنون کا عبث سر سے مذکور ہے
جوانی دیوانی ہی مشہور ہے

دوسرے ان مین ہان ملاتے ع
ساقیا مرنج از من عالم جوانیہا ست

والدین ان کیفیتون کو کسیقدر معذول گئے ہین مگر حافظے پر نقش تو تھے مجبور کہان اصل

کہاں عقل - اب اگر یاد ہو تو ان حرکات پر ناخوشی - دوسرے انکو بھی اپنی پڑی ہے اولاد کی شادی دل کی ہوس - والدین کا ناچ - دماغ ایک دوسرے کی راے میل ہی نہین کھاتی - آخر ایک دن اس گتھی کو ناخن تدبیر سے سلجھانے کو بیٹھیں - نواب بیگم اور دارا شکوہ بعد رد و قدح بسیار طے پایا کہ جس طرح ہو شادیان کر دی جائیں - اور اس کا اہتمام لالہ صاحب ہی سر انجام دیں -

آپ جانیے انسان سب کچھ کر سکتا ہے - اگرچہ یہ صرف برآورد کے مطابق جنس وغیرہ مہیا کر دینے کا کام کر سکتے تھے مگر وہ عجب چیز ہیں - فطرت پر تکیہ کر کے بیڑا اُٹھا بیٹھے - اور جلسہ برخاست ہوتے ہی کارروائی آغاز کر دی - پہلے تو دونوں میاں بیوی کو خود دستایا انھوں نے خلاف مصلحت سمجھ کے انکار کیا - بظاہر تو انکار اور تردد ات کا حیلہ تھا مگر اصل میں اس قوم کی محبت تھی جسنے انھیں حضرت کی دوکان پر دل ہاتھوں ہاتھ بیچا تھا - اس کے بعد ڈیوڑھی پر پہونچے - بیگم صاحب کی جا بجا فرمایشوں کی فہرست لکھی - دل خوش کن منصوبے سنائے - خیالی پلاؤ پکانے میں بیاہ لانے سحکم کا تو وہ بانی فضولی اور اسراف کے معقول حیلے پیدا ہونیکا سبز باغ دکھایا - اگرچہ وان - جہیز - زیور اور اسباب خانہ داری کی اُمید ایسے گھر میں جیکا جوندھ لگانے والی نہ تھی - مگر پھر بھی اس مذکور سے دلچسپی ضرور محسوس ہوئی - اور رجوع الحال ایک طرح کی مغائرت اور ناخوشی انکی طرف سے ہو گئی تھی فی الجملہ کم ہو چلی - سچ ہے - دنیا میں کوشش شرط ہے بالو سے بھی تیل نکل سکتا ہے - عورت پھر عورت - چند روز کے روغن قاز اِدھر اُدھر کی گپ شپ - میری تیری داستانوں نے بیگم کو پہلے متوجہ - پھر متوجہ سے منہمک ہی کر کے چھوڑا - اب انکی طرف سے لگائی بجھائی کرنے والونکی بات کی سماعت کی مہلت کم ملنے لگی - بعضے بد دل اور چند ناخوش ہو کے خاموشی مناسب سمجھے کہ دیکھیں اب کون رنگ چڑھتا ہے - یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے -

ان تینون کا یہ بھی بس کچھ
وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

یہان مہلت غنیمت تھی اُدھر سے اطمینان کر کے سامان شادی فراہم کرنے پر لالہ صاحب تلے -

اس دھوم دھام کا اہتمام کیا کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ دردیوں کی تیاری میں کپڑے
کی کوٹھیاں خالی ہو گئیں۔ کشمیر سرد۔ ڈھاکہ گرد ہوا۔ گجرات اور بنارس میں ایک
تار بھی نہ رہا۔ چین چین بول گیا۔ ایران اور ترکی نے قالین بنا بنا کے ٹھیں بچھائیں [illegible]
پٹنہ۔ بدخشاں بہ نشان کی کانیں خالی ہو گئیں۔ بحر ہند، خلیج فارس نے موتی اگلے۔ کرمان
نے زیرہ [illegible] نے [illegible] تحفے میں بھیجا۔ زہرہ و مشتری کی [illegible] سے [illegible] آئین
بار بار اور نکیسا تان سین۔ [illegible] اور [illegible] سیکھے۔

تو پاٹ کیا تھی [illegible] سب اپنی ہی قوم [illegible] سے تھے۔ [illegible]
سرشتے میں ہی افسر [illegible] کارکن۔

لاکھا خلعت بٹا۔ مکانات اور بکرے تک تحفے ہوئے۔ [illegible]
تک محل سے منڈپ تک گئیں۔ مگر [illegible] وہ چہل پہل دھوم دھام [illegible]
[illegible] کے دوسرے خیال تک کا گزر دشوار ہوا۔

محلے بھر میں جتنے مکان تھے سب پر قلعی [illegible] کیا [illegible]
[illegible] و مکانات [illegible]
میں دو رویہ قطار۔ سڑکوں پر گلدستوں کی بہار [illegible]
بانجار رفیع الشان پھاٹک اور پھر بجلی کی روشنی۔ چاندنی اور صاعقی پر شتاب [illegible]
نوبت کی صدا دلوں میں گدگدی کرتی۔ گلیوں میں سڑکوں پر گلاب اور کیوڑے کا چھڑکاو
اور بخورات کے خوشبو دار دھوئیں سے گنج مور گھٹا کا سامان۔ غرضکہ ایک دریا
مسرت و خوشی تھا کہ اس سرے سے اس سرے تک موجیں مار رہا تھا۔

اس آرائش و زیبائش میں چند باتیں ایسی تھیں جو غیر معمولی طور سے ناظرین
کے تعجب و تحیر کا باعث تھیں۔ ازان جملہ ہر پھاٹک پر ایک تصویر رکھی ہوئی
تھی۔ مصور کی مصوری تو ہر شخص بقدر مذاق جان سکتا تھا۔ مگر مجوز کی تجویز
پہچاننا ذرا مشکل تھا۔ ہاں کبھی اگر کسی صاحب نظر نے غور سے دیکھا تو کچھ سمجھ کے
سر ہلایا اور اپنی راہ چلا گیا۔

ایک پھاٹک پر شیر اور ہاتھی کی تصویر تھی۔ دونوں لڑ رہے تھے۔ شیر جست کر کے
مستک تک پہنچ گیا تھا۔ اور ہاتھی زچ ہو گئے۔ سونڈ اوٹھائے گویا چنگھاڑ

کے پھانک دیا جاتا ہے۔

دوسرے پھاٹک پر ایک موٹے تازے شخص کی تصویر بنی تھی۔ گود میں ایک کاسہ جسمیں پانی بھرا اور تالاب سا صابن گھلا ہوا تھا۔ کسی حصے کا چھوٹا سا حلقہ ہاتھ میں لئے اس سے صابن کے بلبلے منھ سے اڑا رہا تھا۔ سیکڑوں حباب اوپر اوڑ رہے تھے اور ہوا اور آفتاب کی شعاعیں ساعت بساعت قوس قزح کے ساتوں رنگ کی بہار دکھا رہی تھیں۔ گرد تبندل اور بازاری لونڈے بھی جمع تھے۔ ان حبابوں کو دیکھ دیکھ وہ نہایت متحیر ہوکے خوش ہوتے اور تالیاں بجاتے جاتے تھے۔ انہیں میں ایک شخص چست چالاک ان بچوں کی ٹوپیاں اوڑاتا جاتا تھا اور یہ گروہ ایسا محو ہو رہا تھا کہ اسکو مطلق سر پاؤں کی خبر نہ تھی۔

تیسرے پر تین آدمیوں کی تصویریں تھیں۔ ایک آنکھوں پر پٹی باندھے ترازو ہاتھ میں لئے دو ٹکڑے روٹی کے تول رہا تھا۔ داہنے بائیں دو آدمی نہایت لاغر صرف ہڈی چمڑا۔ لنگوٹی باندھے گویا ۱۸۹۶ء کے قحط زدہ کمال شوق اور انتظار میں ترازو کے پلڑوں پر نظر جمائے بیٹھے تھے۔ تولنے والے کے دوسرے ہاتھ میں ایک چھری بھی تھی۔ اور کچھ ٹکڑے روٹی کے گود میں جس سے ظاہر تھا کہ وزن برابر کرنے کو جو حصہ چھری سے تراشتا ہو وہ اپنی گود میں رکھتا جاتا ہو۔

چوتھے دروازے پر الہ دین کے قصے کی ایک تصویر بنی تھی۔ ساحر نئے چراغ پرانے چراغوں سے بدل رہا ہے۔ ایک طرف ساحر جسکے لبادے پر ہلال صلیب ترسول۔ شمس وغیرہ کے نشان۔ اور قسم قسم کے معنی خیز نقش و نگار جو سمجھ میں نہ آتے تھے بنے تھے۔ نئے لیمپ۔ لالٹین۔ اسکے آس پاس لئے ہوئے۔ اور دوسری جانب زن و مرد برنا و پیر۔ مٹی۔ لوہے۔ پیتل کے چراغ۔ فتیل سوز۔ دولہن تیل اور تیل میں چکٹے ہوئے ٹکڑے تھے بعضوں نے بدل لیے تھے اور بعض بدل رہے تھے۔ ایک نئی سجائی دولہن اور مہریکیں لالٹین کا مقابلہ کر رہا۔ وجوہ ترجیح تجویز کر رہا تھا۔ اس تصویر کے نیچے یہ شعر بھی جلی قلم سے لکھا تھا ؎

ہیں ارزاں نئی روشنی کے چراغ
کدھر ہیں خریدار روشن دماغ

پانچویں دروازے کے پردے پر دو پہلوانوں کی تصویریں تھیں جو کشتی لڑ رہے تھے ایک دبلا پتلا ہاتھ پاؤں کا چھلکا سا بیت۔ بالکل سینکیا پہلوان نہایت باریک پوشاک پہنے دوسرا خوب موٹا تازہ جسیم۔ قوی۔ توانا۔ فولادی بازو۔ آہنی پنجہ کٹھا پٹھا۔ سارا بدن ٹھس گویا سیسہ پلایا ہوا۔ رگ پٹھے مضبوط۔ دبلے کو اس حریف نے سر پر اٹھا لیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب پھینکا اور اب پھینکا۔ مگر چہروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موٹا تازہ پہلوان محنت اور پیچ کرتے کرتے پست ہو گیا ہے دم پھول گیا ہے پیٹ دھونکنی کی طرح پھولتا اور پچکتا ہے چہرہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں سراسیمگی چتون سے ظاہر ہے۔ دوسرا پہلوان مسکراتا جاتا ہے اس کے چہرے سے نہایت اطمینان ظاہر ہے۔ اس تصویر کے نیچے روشن حروف میں لکھا ہے

"جنگ مادہ و روح ہے"

غرضکہ ایسی ہی بہت سی تصویریں جا بجا بنی ہوئی تھیں جن میں سے بعض تو سمجھ میں آتی تھیں اور بعض نہ اچھی طرح دکھائی دیتی تھیں اور نہ سمجھی جاتی تھیں۔

یوں تو محلے بھر کے سب مکانوں کی آراستگی کا ذمہ لالہ صاحب نے اٹھایا تھا اور جو جس حیثیت کا تھا اسی کے مطابق سجا تھا۔ مگر خاص دولت سرائے آقا پر توجہ خاص مبذول ہوئی تھی اور ہونی بھی چاہیے۔ مگر افسوس آقا صاحب نابینا تھے اس لیے یہ ساری سجاوٹ مالک کے دیکھنے کو نہ تھی۔ اوروں کے دکھانے کو۔ در و دیوار میں خوشنمائی کے قدم قدم آئینے۔ دروازوں میں ریشم کے پردے اور ان میں بیل بوٹوں کی طرح قسم قسم کے مرقعے لٹکتے ہوئے باہر سے اندر تک بھی معلوم ہوتے۔ اور اس کے پیچھے۔ شیشہ آلات کی تنہا نظر کو خیرہ کر دیتی۔ ایک دفعہ کوئی دیکھ لے تو مشعل یعنی مہر و ماہ کی روشنی آنکھوں سے گر جائے۔ روز روشن شمع کافوری رکھے تو دکھائی دے۔ ورنہ رات دن دنیا اندھیر ہے۔ شاہ سیاہ کا تھا ایک طلسمی کارخانہ تھا۔ نہ کہیں چوب نہ طناب معلق ہوا میں مثل حباب۔ کنارے کے چھجوں میں موتی سونے۔ در پلنگ چلمنیں۔ سنگ دار و یاقوت اس خوبی سے کہ ممکن نہیں کوئی پہچان سکے۔ وسط میں کواکب اور سیاروں کی نقلیں بنیں۔ چاند سورج کو نوراں بہ چادر زر نقش جنکی دمیں عین وسط میں آتی تھیں۔ الغرض شاہ سیاہ کا گردش فلک سا

کا پورا چربہ۔

ارباب نشاط۔ سامان طرب۔ لوازم جشن کا کیا کہنا۔ سرکار ہین انھین کی پرورش قدردانی کی بدولت سے ہوتی تھی۔ پچھلے حق اور آیندہ کی امید سے بجا سے خود آمادہ کیا سب اسطرح بے بلاسے امنڈ آئے جیسے تازہ خشک جھیل پر مچھلی مارنیوالے پھر انکے علاوہ تازہ ولایت کسبیان۔ دور دور کے طائفے مزید بر آن۔ رات دن آٹھو پہر رنگ رلیان رہنے لگین سگریلی الصباح کی بھیرویں اور دوپہر کی غزلیں ع

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

اور ع

کمو بلبل سے لیجا سے چمن سے پیشانی جا

ایسا سمان باندھتین ہر فہمیدہ اور نافہم پردہ اٹھا دیتین کہ بزم طرب اور صف ماتم مین صرف سمجھ کا پھیر رہجاتا۔ آنکھین سامان شادی دیکھتین۔ تو دل صدا سے غم سنتا۔ سچ کہا ہے ع

کہ دنیا مین تو ام ہین شادی و غم

مختصر یہ کہ جاشنی دار شادی بعد چند روز کے خاتمے پر پہونچی۔ اس مدت مین حالت گذشتہ اور آیندہ پر غور کرنے کی مہلت کم ملی اور ملتی بھی تو ہو کیا سکتا تھا زمانہ جب ڈھرے پر کچھ دور چل جاتا ہے پھر مشکل سے پلٹتا ہے۔

فلک کمند گیند ہے۔ واقعات صدا ہین پھر آواز بازگشت ضرور پیدا ہوا چاہے۔ کانون مین آ گئے اور ضرور آئے۔ آج نہین کل۔ کل نہین پرسون۔ اندر باہر دو مینون مغنیون نے بہت غل مچایا۔ اصول موسیقی سے کی لے تال سرسارنگی کی ٹون۔ طبلے کی گمک۔ مجیرے کی تال۔ تالیون کی چٹاخ پٹاخ۔ نوبت کی شہنائی نقارے کی دون۔ دون،، تاشے کی تڑتڑاہٹ اور ڈھولے ڈھل نے آسمان سر پر اٹھا لیا محلہ کیا شہر بھر گونج اٹھا۔ مگر کیا ہوا۔ بلا سے چند نے کان بہرے ہو گئے پھر آخر وہی سماعت وہی اور راگ۔ وہی حس مضطرب۔ وہی دماغ۔ وہی فکر۔ خیر جسطرح بنا دولہا بنا۔ دولھن بھی سائس سسر سے اور تقریب خاتمے کو پہونچی دولھن بیاہ آئی گھر کی آبادی بڑھی۔ اور آیندہ بڑھنتی کے سامان ہوے

دسواں باب

شادی کا پیچھا بھاری

اور بہت بھاری۔ کئی وجہوں سے۔ اول ہندوستان کے طرز معاشرت سے کچھ ان رسموں کا کینڈا ہی ایسا ہے۔ مدت سے ایسے ہی چلی آتی ہیں۔ ملک میں رہ کے جیتے جی بالکل پس ماندوں کی آبرو کی خاطر سے بغیر انکی پابندی کے بن ہی نہیں پڑتی۔ سو یہ بھی انکے واسطے جنکو کچھ اس جانب خیال ہے۔ ورنہ دل و دماغ خود ہی عادتاً آمادہ رہتا ہے۔ اس شادی میں اہتمام ایسا ہوا تھا کہ واجبی طور سے خوب حوصلے نکالے اور نکلوائے گئے تھے۔ مدار المہام کیوں اپنی سرکار کی بدنامی روا رکھتے بعنایت الٰہی کسی بات پونجی کی تقریب تو تھی نہیں (شمار بمقدار عام) کہ دال بھات کھلا کے چٹ پٹ نکاح ہو جاتا پھر پیچھا کیوں نہ بھاری ہو۔

اسکے علاوہ یہاں نواب کو ان فکروں نے گھیرا۔ وہاں ہمکو بھی یہ تشویش ہوئی ہے کہ آخر ناظرین کو کیا بتائیں کہ کہاں شادی ہوئی (کونسی شاہزادی سے شادی ہوئی) کون خاندان ایسا ملا جسنے بیٹی دی۔ بی بی نوجو بیاہ آئی ہیں کیسی ہیں۔ مزاج کیسا ہے۔ ماں باپ کی حیثیت کیسی ہے۔ کس ملک کی رہنے والی ہیں۔ اپنوں میں سے ہیں یا اغیار میں سے۔ اگر کہتے ہیں تو مدار المہام کی مصلحت کے خلاف ہو یا موافق۔ نہیں کہتے ہیں تو ناظرین کو الجھن ہوتی ہے۔ حاصل یہ کہ شادی کا پیچھا فسانہ نگار کے واسطے بھی بھاری۔

لیکن کوئی بوجھ تو ہلکا ہونا چاہیئے۔ نواب صاحب کے معاملات تو کھلی ہو گئی جیتی بیٹی اتنی بھاری۔ ایک فرض سے ادا ہوئے۔ دوسرا بھائی فرض اسکا جانشین ہوا۔ آئے دن کے چالے۔ ذرا ذرا سی بات کا اہتمام۔ ریت رسم۔ امیرانہ چوچلے دم نہیں لینے دیتے۔

ایک آفت ان سب سے زحمت دہ۔ یعنی نوشاہ صاحب کے اعزا اقربا۔ اور دیسی پردیسی جو جنوں ہمراہ آئے تھے۔ اور اندر باہر مہینوں تک جمے رہے۔ مہمانداری۔ خاطر مدارات پہلے تو نمائش کے واسطے ہنسی خوشی ہوتی رہی۔ مگر ایک دن مہمان دوسرے دن

عذابِ جان تیسرے دن چوتھیاں چھٹیاں بیسیوں شیشیاں وغیرہ - جنکو صرف لڑکا نے
چارپائیوں کے توڑنے کے سوا کوئی کام نہیں بیٹی کی سسرال میں پہنچا
ہندوستانیوں کی غیرت کی بات تھی - مگر نزاکت ان باتوں کو دیکھ دور باتیں
سنا کرتی ہے - غیرت شیشے سے نازک تر بغیر ضرورت اور حاجت کے دیکھے
کب برداشت کر سکتی ہے - وہ تو اسی وقت کافور ہو گئی تھی جب لڑکی کی شادی
منحوس گھر سمجھ کے کی تھی - اب تو ساری ہوشیاری - چالاکی - اسی میں تھی کہ لڑکی کے
خوب کھاؤ - مزے اڑاؤ -

اب گھر کا خدا حافظ - مرے کو ماریں شاہ مدار - تنگدستی اور معذوری میں شادی
کیا ہی شادی کوڑھ میں کھاج - مفلسی میں آٹا گیلا -

ادھر بازار والوں سوداگروں - ارباب نشاط بنیوں کو مدار المہام نے اشارہ کیا
انھوں نے دروازے کی دھول اڑا دی - سب خوب نچ اور مجبور کر لیا بخوبی خوشامد
کرائی - تب جا کے گلو خلاصی کرائی - اور اپنے کھاتے میں اتنی رقم بڑھائی کہ ہوا دیکھ
حالت اسکی اوائی قیاست سے بڑھ کر رہی - یہ رعایت بھی بہت کچھ تھی - گویا سمجھی کہ
روپیہ پیسے کے معاملے میں لالہ صاحب اپنی تدبیر سے کامیاب تھے جب بچارے تنخواہ دار گھر
نہ تھے - اور غنیمت تھی تھا کیونکہ اگر خدانخواستہ ایسے ہوتے تو لا محالہ کبھی کبھی
سو مزاجی کی نوبت آتی - مگر اسی فرسٹ لگا کر رہی تھا - اور مدار المہام کو فی الجملہ
روپیہ مہیا کرنے میں اپنی دوکان سے کچھ ہتھیار نکلنی پڑی تھیں تھوڑی تھی
انھوں نے قسم قدر ہی سے چوتھا ہر کیا - بالآخر انکے معاوضے یا سود میں بہت
حقوق کچھ بڑھا لئے کہ صرف ٹھیکہ داری نہ رہی - بلکہ مالیت کی بھی شرط شامل ہو گئی
نواب کے اسامیوں پر زوال آ گیا کے طور پر شادی ٹیکس لگایا - یعنے شادی کی
نذر کے نام سے بہت کچھ وصول کیا جو بیچارے دے سکے وہ تو دے نکلے - اگرچہ اس
شادی پر کئی بیگھیں ہو کر - اور جنکے لئے نہ ہو سکا انکے نقد کی جگہ جنس لی اور جو بالکل
قلاش تھے - انکے بیل اور ہل اور گدائی تک ضبط کر لی - پانی کو لٹیا تک نہ رہی -
مٹی کے برتنوں تک نوبت آ گئی -

اس طرح جو رقم ملی وہ نواب صاحب کے فرزند شادی میں خرچ ہو گئی اور لالہ صاحب

لے الیسے ڈالا تھا کہ بس سب کو کہ جمع ہو گئی جس کا نیلینے والا جہیز دیکھنے والوں کو بتا رہی تھی۔ سب کے نام وا جب الادا لکھی رہی۔ حساب ان

جہیز کے پاس تھا یا اب بہت اکثر لفظ بیان ہو سکتے ہیں نہ معلوم۔

اونٹ کی چوری تھی۔ آتا ہی تھی۔ دنیا تو دیکھتی۔ بعد چند سے بات چیت چھپنا کے پیشوار ہوئی کہنا عیدا دسنے اگر چور دیا ہی تو لا رہے بھی خوب رقم اڑائی جن لوگوں نے انعام آرام پاسے تھے۔ انکی ہوس اتنی ہوئی۔ آتش رشک بجھ کی بجائے شکوہ شکایت انکے دلوں میں سمائی جو بدخواہ نہ تھے وہ بھی نکرامی پر تل گئے۔ جہیز سال بھر جوڑا کے دیئے گئے تھے وہ بھی مکمل ہو گئے۔

حسرت لونڈی اس تقریب میں بالکل محروم رہی تھی! ایک دن بڑی بیگم نے کسی پر مارا تھا ایسی کہیں چوٹ لگی کہ بخار آنے لگا بیمار ہو گئی۔ اتنی بڑی شادی اور بستر پر پڑی۔ اسکو نہ کھانے کو چھوڑا نہ شادی کی سیر جی کھول کے دیکھ سکی۔ بعد ختم تقریب بھلی چنگی ہو کے اٹھی تو سب بہار خزاں۔ آتشبازی چھوٹ چکی تھی۔ جوڑا جو سرکار سے ملا تھا نہ پہن سکی۔ جی میں حسرت کا کانٹا گڑا چبھا۔ سب سے بیزار ہوئی۔ گھر سے بیزار۔ نوکروں چاکروں سے بیزار۔ مالک سے بیزار حتی کہ جان سے بیزار۔

ادھر ایک بڑا اہم معاملہ پیش آیا کہ اس بیاہ سے بیگم صاحبہ روز بروز ناخوش ہوتی جاتی تھیں۔ وجہ کیا کہ دولہا صاحب ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔ لوگوں نے مخصوص مشاطاؤں اور انکے کمان افسر لالہ صاحب نے صورت کی بڑی تعریف کی تھی۔ گوری چٹی۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب چراغ لے کے ڈھونڈو تو ایسی نہ ملے۔ سلیقہ شعار نیک مزاج پھر اسپر بے زبان۔

ہو بہو آئیں کالی کلوٹی۔ لوہے کا توا بس ہنسی کے دونوں رخ آفتاب ماہتاب سمجھو۔ پھر چشم حسن کی تپایان مانو۔ چراغ لے کے کوئی کیا ڈھونڈے۔ کالے سے آگے کہیں حسن کا چراغ جلا ہے۔ سلیقہ صرف زبان تک تھا باتیں بیشک بہت کچھ کیا کرتی تھی۔ مگر عملاً ناک پھر [illegible] قدم تو [illegible] ایسے وہاں بھی رہتی تھی۔ اور [illegible] نہ بیاہ کرا تو ان کی رہتی تھی۔ ہر شخص پر اس بیاہ سے [illegible]

کرتی تھی کہ سارے گھر کا ناک مین دم کر رکھا تھا۔
آخر اسکا الزام ادھر اودھر ٹالتے ٹالتے لالہ صاحب کے پگڑی دار سر پہ رکھا گیا اور سب کے دلون مین اس آفت کے لانے پر ناراضی پختہ ہو چلی۔

گیارھوان باب

مکھولا بیگم

یہ کون ہین؟ مکھولا بیگم یعنی بہو صاحب ہو گئے اس گھر پر نازل ہوئی ہین مزاج مین چھچھلاپن۔ گستاخی۔ بیباکی۔ اشتعال سے سوا ہو۔ اسوقت میان احمد سے یون باتین کرتی ہین۔

مکھولا۔ یہ تم آخر چپ کیون ہو۔ کچھ فکر ہے۔ سست کیون رہتے ہو۔

احمد۔ آخر میرے خوش ہونے کی کون بات ہو۔

مکھولا۔ تو کیا سب اپنی بیویون سے یونہی روٹھے رہتے ہین

احمد۔ نہین۔ مگر دھوکا کھا کے آدمی افسوس کرتا ہی ہو۔

مکھولا۔ اپنی حماقت پر پچھتاتا ہی۔ پھر تمسے کون ایسی بات ہوئی۔

احمد۔ مجھسے خدانخواستہ کیون ہوتی۔ مگر اس پاجی لالہ نے دھوکا دیا۔ اتنا قدیم نمکخوار ہو کے ایسا فریب دینا اسکو نہ چاہیئے۔ جب ایک کا کام کا سیاہ سفید اسکو سپرد تھا تو اسکو ایسا کرنا نہ چاہیئے۔

مکھولا۔ آخر کیا دھوکا کھایا۔ مجھسے کہو تو سہی۔

احمد۔ کس کس بات کو کہون۔ جو تمسے چھپانے کے لائق ہو۔

مکھولا۔ کچھ تو کہو کسی طرح دل کا غبار تو نکلے تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے معاملے مین دھوکا کھایا ہے۔

احمد۔ ہان تمھارے بارے مین بھی۔ اس مردود نے فریب دیا۔

مکھولا۔ بھلا مین بھی تو سنون۔ اگر ہو سکے تو صفائی کرا دون۔

احمد۔ اجی واہیات بات ہے۔ خیر گذشتہ را صلواۃ۔

مکھولا۔ جو ایسی ہی سمجھ ہے تو پچھتاتے کیون ہو۔

انگد - چہ خوش! بیٹا بھلا قول بھی نہ - والله والدہ کو اسنے بڑا دھوکا دیا - اور
مجھ سے تو خدا جانے کیا کیا وعدے کئے تھے - لیکن ان سے ایک بھی پورا نہ اترا -
بڑا ایسے جیا آدمی ہے - خیر وہ تو سہی - جاتا کہاں ہے - اسکا مزا چکھایا تو شاہ احمد
نام نہیں -

گھوا - یا اللہ - تم تو چھیڑنے سے اور بھی بگڑے جاتے ہو - کوئی بات نہ چیت
اور خواہ مخواہ ماش کا آٹا ہوتے چلے جاتے ہو - اگر تمکو خفا ہونا ہے جاسکے - بیچ ناحق
خفگی کر بیٹھنا - یہاں کسکو سناتے ہو - وہ صاحب ہم تو بات پوچھتے ہیں اسکا [illegible] سبب
نہیں دیتے اور دل فول بکتے ہیں -

انگد - بات کیا کہوں - تم بات کے قابل بھی ہو - ایک یہی اسکا فریب کیا کم روح
فرسا ہے کہ جو کچھ تعریفیں تم لوگوں کی اور تمھارے گھر کی بیان کر کے رشتہ مندی کی
اسنے کی تھی وہ سب غلط - سراپا غلط -

گھوا - تو یہ کیوں نہیں کہتے - سارا غصہ مجھی پر ہے [illegible]
ہوں تو ادھر بھی [illegible] نہیں جو جو میرے ماں باپ نے سنا تھا - اور اسی پر تمھارے
ہاں راضی ہوے تھے وہ اس سے زیادہ غلط نکلا - مگر بات اتنی ہے کہ [illegible] ہوتا
ہو اسکا اب کیا ذکر - انکو تو عمر بھر نباہ کرنا ہے -

انگد - اجی ہم سے تو اسنے تمھاری شکل صورت - لیاقت - پڑھنے لکھنے سلیقے
اور خدا جانے کس کس بات کی تعریف کی تھی -

گھوا - تو اسمیں جھوٹ کیا کہا - میں اپنے وقت میں جب تھی [illegible]
[illegible] تھی - اور جب نئی نئی آئی ہوں تو تمنے بھی دیکھی تھی - ہزار جان [illegible]
[illegible] یاد ہو تو [illegible] - وہ اللہ کی دوکان پر کوئی [illegible] تھی جنے ایک بات
پر بہت فضیحت بھی بہت کی تھی -

انگد - آمین واللہ - تم وہی ہو میں نہیں یقین کرتا - تمھارا فقرہ ہے - ہاں وہ کہاں تم
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

گھوا - جی میں وہی ہوں - صرف بات اتنی ہے کہ تمھارے ملک کی آب و ہوا کی
تاثیر ہے - باقی مزاج میرا تمھارے ہاں کے مزاج کے مطابق ہو چلا نگوڑے بگڑا

ویسا مین نے بھی اختیار کیا - اگر تم چاہتے ہو جو باتین تمنے میری سنی ہین وہ سب
ظاہر ہون تو پہلے اپنے گھر کو ۔ ان باپ کو اور خود اپنی ذات کو اس لائق تو بناؤ
پھر اگر کوئی بات جھوٹ نکلے تو کہو -
احمد - بتاتو صحیح رہتی ہو - مگر تم بالکل بدلی ہو - جن خوبیون پر مین ہزار جان سے
عاشق ہوا تھا انکی جگہ اب تو مجھے سب عیب ہی نظر آتے ہین -
کھولا - اول تو تمنے صرف صورت دیکھی تھی - میرے مزاج کی افتاد کا تم کو کیا تجربہ
ہوا تھا - اگر تم لوگون کو پوری جہان بنان کر لی تھی تو دنیا مین جیسی ہوتی ہے کر لی ہوتی
آخر بعدہ باعتبار سلالہ و لالہ یا باعتبار حیثیت کا معاملہ کیون کیا -
احمد - خیر اس الزام مین تو تمھارے ہان کے لوگ بھی شریک ہین - مگر مجھے حیرت ہو
تو اس بات کی ہے کہ اتنا بڑا اہم معاملہ ایسا فریب چھپ چھپاتے کیونکر ہو سکا -
کھولا - یہ تو کوئی ایسی بات نہین کہ سمجھدار کی سمجھ مین نہ آئے تمھارے گھر کا باوا آدم ہی
نرالا ہے - سچ تم ایک بات کو کہتے ہین تو اپنی آنکھون تمھارے ہان کا کارخانہ اس
گھڑے کا دیکھتی ہون کہ اندر باہر سب ہی جھنگیا سے معلوم ہوتے ہین اور جب
کوئی انقلاب عظیم کسی خاندان مین ہوتا ہے تو وہان ایسی ہی حالت ہر جگہ ہو جاتی
ہے - مین نے ایک کتاب دیکھا تھا جب کوئی شے ایسی حالت کو پہونچتی ہے
تو وہ مثل گرتے ہوئے ستون کے ہوتی ہے - اسکے سنبھالنے کی کوئی آسان
تدبیر نہین - اول تو بہت بڑی طاقت درکار ہوتی ہے کہ اسکی جھونک روکے
اور دوسرے اگر کسی سہارے پر اطمینان کر کے روکا تو ستون بیچ سے ٹوٹ
جاتا ہے یا اگر زیادہ اہتمام کیا اور علمی آلات جر ثقیل سے سیدھا بھی کیا تو ستون
کی جڑ اپنی طرف ہل جاتی اور فضول تکلیف محنت مشقت جدا اٹھانی ہے - پس
عقلمند لوگ صرف اتنا کرتے ہین کہ اسکی زد سے بچنے کیواسطے بھاگ کھڑے
ہوتے ہین اور جب گر چکتا ہے تو اس ملبے سے دوسرا ستون نیا استاد
کر لیتے ہین -
احمد - مجھے تو تمھاری جوہر آج معلوم ہوئے - تو سچ سچ تم پڑھی ہو - بھلا کوئی
کتاب تو میرے سامنے پڑھو -

پھولا — مگر اپنی زبان کی کتاب بند ہو گئی اور تھا یہی — بالمیں اسکا نفس مطلب سمجھ لو گی — سمجھ لو یہ اپنا افسانہ ہے

ایک خوبصورت عورت دریا میں بہتی ہوئی آئی — بالکل نوجوان شباب کا زمانہ تھا — بانکے چہرے پہ گلاب سے گال — بلند پیشانی صراحی دار گردن — لمبے لمبے گھونگھر والے بال کمر کے نیچے تک آئے ہوئے — ایک تو چہرے میں یوں ہی چمک تھی اور پھر آفتاب کی شعاعیں پانی میں غوطہ لگا کے جو عکس ڈالتی تھیں اس سے سمندر کی طرح دمکتا تھا — بہت خوبصورت سارے دل و دماغ میں تھی — ہی جیسے کسی کے انتظار میں ہو — اسکا نام حیات تھا —

دریا دل ہی دل میں سوچتا رہا — ادھر کنارے تک آئیں لہریں ساحل کو بوسے دیتیں اور اٹکھیلیاں کرتی چلی جاتیں — جانور ان دریائی پانی میں چہلیں کرتے کلیلیں کرتے اور کوئی اسکی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا جیسے ٹھٹھک کے دیکھتی — شام ہوتی جا رہی تھی دریا بھی سست چلنے لگا تھا — ہوا بھی تھکی تھی — اسکو غنودگی آگئی — ذرا تو پھر سر رکھ کے سو گئی — اتنے میں ایک جہاز کا تختہ بہتا بہتا اسی کنارے پہ آلگا — کوئی آہستہ سے اتر خشکی میں قدم رکھنے کی آواز پا کے چونک پڑی — ایک شخص نے جھک کر اسکے شانے پہ ہاتھ رکھدیا — سارے جسم سے کانپ گئی — سر اٹھا کے بچا کر اسنے دیکھا — یہ وارد عشق کی تھا — اب اسکو معلوم ہوا کہ بیقراری جو یہاں سے آگے مجھے بیکار بنا رہا تھا اسکی وجہ یہی تھی — یہ مقدر قسمت کا لکھا —
عشق نے حیات کو گرمجوشی سے آغوش میں لے لیا —

---

(۲)

کچھ عرصہ بعد اس عورت کی اولاد ہوئی — نام تھا خوشی — بڑی ہنس مکھ، خندہ پیشانی غنچہ کیا مسکرائیگا — پھول کیا کھل کھلائیگا — جام کیا ہنسے گا — صراحی اسکی قلقل پر بولنا سیکھے آگے کیا قہقہہ لے — بڑی چلبلی — بڑی شوخ — ذرا سی گرما گرم سوا ہنسنے کھیلنے کے دوسری بات نہیں — ماں — باپ حیات اور عشق بلبلا ہی ... — جاگتے میں سوتے — دل اسی خیال سے باغ باغ تھا کہ وہ عمر بھر اس کے ساتھ تیرے لطف سے گزرے گی

اسی حال میں ایک زمانہ گزر گیا۔ معلوم نہیں کتنا۔ کیا وجہ کہ حیا ہے و عشق دونوں پلنے کی پرورش تو بہت کرتے ہیں اب وہ بات نہیں رہی جو پہلے پہل تھی جسکا چرچا ہر سو دیسے گئے ہیں۔

وہ پہلے پہل دل لگانا غضب
نئی بات کا لطف پانا غضب

بچے کے کھیل کود میں خدانخواستہ کوئی کمی نہیں۔ سلامتی سے ہنستا اب بھی تھا کھیلتا اب بھی تھا۔ مگر کبھی کبھی ہاتھ پاؤں سست ہو جاتے تھے۔ غنودگی بھی زیادہ آنے لگی۔ یہ کیفیت دیکھ دیکھ باتیں دل ہی دل میں اپنی اپنی جگہ تشویش ہوتی۔ نہ تو ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کچھ زبان سے نکال سکا۔ نہ خود بچے سے پوچھ سکا کہ بیٹا کیوں مضمحل ہو؟ دونوں اپنے اپنے دل کو سمجھا لیتے کہ کچھ نہیں۔ کوئی تردد کی بات نہیں۔ آج اداس ہے تو کل اللہ نے چاہا پھر بحال ہو جائیگا۔"

کل کا دن آیا۔ وہی اضمحلال وہی سستی۔ وہی کاہلی۔
ایسے ایسے کل خدا جانے کتنے گزر گئے اور بچے کا وہی حال۔

ایک روز یہ دونوں زحمت سفر سے تھکان کے تسبب کیطرح سو گئے۔ سویا سو کھویا مثل ہی مشہور ہے۔ جب آنکھ کھلی تو بچہ غائب۔ ابے کیا ہوا۔ کہاں گیا۔ آنکھوں کا نور گیا۔ دنیا اندھیر ہو گئی۔ دل کا سرور گیا۔ جی چھپکا پڑ گیا۔ گھبرا کے ادھر ادھر نظر ڈالی۔ ہو کا عالم۔ چاروں طرف سناٹا۔ اداسی۔ کچھ دور ہٹ کے ایک اور بچہ سبز مخمل کے نرم و نازک فرش پر بیٹھا دکھائی دیا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ادھر ادھر بھیانک ہو کے دیکھ رہا ہے۔ صورت سے ملامت اور غصہ مترشح۔

دونوں نے اسکے حال پر کچھ اعتنا نہ کی۔ روتے پیٹتے اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش میں بادل بلول چل نکلے۔ ہائے خوشی۔ پیاری خوشی۔ تو کہاں چلی گئی۔ تجھے کس کی نظر کھا گئی۔

تو جائے تو کیوں نہ آئے افسوس
افسوس افسوس ہائے افسوس

بچہ جو دور بیٹھا تھا آہستہ اُٹھا۔ پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا۔ اور دونون کے درمیان ہو کے شفقت سے ہاتھ اونکے داہنے بائین ہاتھون مین ڈال دیے۔ دونون ذرا سہمے ہٹے۔ چلنے لگے۔ انکو پھر پاس کر لیا۔ خود واسطہ بنا۔ اور ساتھون ساتھ چل نکلا۔

حیات نے باشفقت پُر غم جھک کے صورت دیکھی۔ آنکھ سے آنکھ ملا لی۔ دیکھے اپنے آنسوؤن کے قطرے اسکی آنکھوں مین بھی نظر آتے ہین۔ عشق نے نالہ فلک فرسا بلند کیا۔ "افوہ۔ افوہ! ہم تو چلتے چلتے تھک گئے۔ مارے غم کے قدم نہین اُٹھ سکتا۔ آنکھون کا نور پیچھے چھوٹا۔ آگے وہ ظلمت ہے کہ کچھ سوجھائی نہین دیتا۔ چلین تو کس کے سہارے؟"

اسکو سن کے بچے نے ایک پہاڑی کیطرف اشارہ کیا۔ اور مسکرایا۔ چلتے چلتے حیات کے پاے نازک زخمی ہوے۔ راستے کے کنکر پتھر لہو سے رنگین۔ بچے نے لباس کے اپنے کرتے سے لہو پونچھا اور جراحتون پر بوسہ دیا۔ زخم جگر پہ گویا مرہم رکھا۔

ایکدفعہ عشق کو گرمی کی شدت سے غش آ گیا۔ اسکو گاہے ماہے یہ عارضہ لاحق ہو جایا کرتا تھا۔ لق و دق میدان۔ کہین سایہ نہ چشمہ۔ جلتی بھنتی ریگ کوسون تک بچھی ہوئی۔ بچہ ننگے پاؤن۔ اس تپتی ہوئی بالو پر دوڑ گیا۔ ایک پہاڑی سے جو فاصلے پر تھی اور جسکے سوراخون سے قدرے قلیل پانی ٹپکتا تھا۔ پتے کا دونا بنا کے پانی لایا۔ کچھ منہ مین ڈالا۔ خشک ہونٹون اور حلق مین تری آئی۔ دو چار گھونٹ پلاے۔ سوکھے دھانون پانی پڑا۔ ہوش آ گئے۔ جان تازہ پائی۔

یہ دونون مسافر ایک درہ کوہ مین پہونچے۔ بلا کی اندھیری۔ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا۔ چارون طرف تاریکی۔ اسپر سردی اور بھی طرہ کرۂ زمہریر کا نقشہ۔ برف کی سلین۔ سر پہ ٹکتین۔ زمین پر ہزارہا من جمی۔ ہاتھ پاؤن گلے جاتے تھے۔ حیات و عشق کے منہ سے دھوان نکلتا تھا۔ دونون کی حرارت سمٹ کر شرارہ سنگ کیطرح سویدا ے دل مین پناہ گزین ہوئی۔ اعضا مین لرزہ آیا۔ پالے سے وہ پالا پڑا کہ دانت سے دانت بجنے لگا۔ بچے نے چھوٹے سے معصوم دل مین

رحم کی چنگاری سی چمکی - اور باری باری سے انہے اپنے سینے میں لگا لیا اور ہر ایک کے ہاتھ چوم سر چوم کر رخصت کیا۔ اس فرصت سے باغبان سے گیا نکلے سیر آگے ہیں تھوڑا دیا - یہاں تک مطلع صاف تھا - آسمان کھلا ہوا - ٹھنڈا اور بادل نام کو نہیں - سبزہ ہی سبزہ اور ... تتلی بھنورے طرح طرح کے خوشنما اور خوشبودار پھول کھلے ہوئے - یہ سماں دیکھ کر چہروں پہ بشاشت آگئی۔ مشرقی مسافر کی زیارت سے چہروں پر اشراق آیا - آنکھیں کھلیں جان میں جان آئی - بچہ بھی مسکرایا - اور چہلیں کرتا آگے نکلا - کبھی بھاگ کے سبزے کی سیر کرتا - کبھی نرگس کے کٹوروں میں آب خنک لاتا - کبھی جا کے بیلی چمیلی پہ لگے لذت شہد چکھاتا - صحرائی پھولوں کے ہار کھینچ کے گوندھتا - اور دونوں کے گلو میں ڈالتا - غرضکہ اسطرح یہ دونوں مسافر راہ طے کرتے چلے جاتے تھے - کہیں بالکل اندھیرا گھپ - کہیں اچھی خاصی روشنی - کہیں میدان پامال خزاں - کہیں قدرتی تختہ ہا گل دلالہ مسرت بہاران دونوں کو پہلا بچہ بھی یاد آجاتا - اکثر اسکو یاد کرتے رہتے اور جی میں کہتے اگر آج وہ بھی ہوتا تو دونوں سے خوب جی بہلاتا -

چلتے چلتے ایک جگہ پہونچے - یہاں ایک کہن سال بڑی بی زانو پر کہنی ٹیکے - سر جھکائے ہتھیلی پر زنخدان رکھے غور میں مستغرق بیٹھی تھیں - انکا مشغلہ یہ تھا کہ پیچھا پشت سے نو رسیدے کے آگے ڈالتی جاتی تھیں - انکا نام بوا ملامت تھا حیات و عشق کو راہ چلتے خضر ملے - دل کسی تیسرے کا متلاشی بھی تھا - پاس پہونچے اور یوں درد دل کہنے لگے -

اے بڑی بی تم زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ سمجھدار - تجربہ کار معلوم ہوتی ہو خدا کے لیے ہمارے معاملے میں کچھ عقل لڑاؤ - یہ کیا بات تھی کہ جب پہلے پہل ہم ایک دوسرے سے ملے ہیں تو ایک بچہ ملا تھا - کیسا پیارا - آنکھوں کا تارا - کیسا خوبصورت مجسم مسرت - سوا ہنسنے کھلکھلانے کے رونے کا نام نہیں جانتا تھا - سر خوشی کا خمار تھا سر سے پیر تک - نور مجسم سایۂ کلفت سے مبرا - گل بے خار خزاں سے محفوظ بہار - مگر ہائے افسوس ہماری غفلت سے جاتا رہا راہ میں کھو گیا لاکھ سر مارا کہیں پتہ نہ چلا - کوئی تدبیر بتائیے کہ وہ دولت گم گشتہ پھر سے ملے تمنائے دل بر آئے -

اس عورت نے پوچھا کہ اگر وہ کچھ چاہے تو پھر اس دوسرے کو چھوڑ دو گے؟
دونوں بے اختیار بول اٹھے یہ ممکن نہیں۔

حیاست۔ وہ کہتا یہ ہم سے کیونکر چھوٹ سکتا ہے۔ اگر راہ میں پاؤں فگار ہوسے کانٹے تلوے کے پار ہوسے تو ہم کو کون پوچھے گا۔ اور زخموں کو اپنے لب سے کون مندمل کریگا جب وقت درد سر ستائے گا۔ کون اپنے ہاتھوں سے دبائیگا سردی پالے اور اندھیرے میں کون ہمارے دل گرمائیگا۔

عشق۔ بھلا یہ تو ہماری جان کے ساتھ ہے۔ موت بہتر مگر اسکا چھوڑنا نہیں گوارا خوشی کے بغیر تو بسر بھی ہو جائیگی اور ہو رہی ہے۔ مگر اسکے بغیر ایک لمحہ نہیں کٹ سکتا۔ نہیں نہیں یہ ہم سے نہیں چھوٹ سکتا۔ اسکو ہم نہیں چھوڑ سکتے

یہ سنکر اس نیک بخت نے جواب دیا کہ تم دونوں بڑے احمق نادان ہو۔ تمکو کچھ بھی سوجھائی نہیں دیتا۔ ارے یہ وہی تو ہے جو پہلے تمہارے پاس تھا مگر تمکو یہ نہیں معلوم ہوا تمہارے ساتھ رہنے لگا تھا کہ جب تم دونوں پہلے پہل ایک دوسرے سے ملے تو ایک نور سے سایہ پیدا ہوا۔ اور جوں جوں راہ طے کرتے جاتے راستہ ناہموار ہوتا رہا ساتھ ہوتا جاتا دن مصیبت کے۔ راتیں کٹھن آتی جاتیں۔ تم دونوں ان باتوں کو نہیں دیکھ سکتے نہیں جان سکتے تھے۔ آخر کو رفتہ رفتہ اب دن جب آنکھیں کھلیں تو گریہ و زاری کرنے لگے ہائے خدا واسطے خدا۔ یہ کیا ہوا کہاں گیا۔ کیا ہوا؟ مگر تمکو نہیں معلوم کہ دشوار راہ میں جہاں ویرانے سرحدی برف کی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہیں ایسی نازک چیز اپنی پہلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی۔ دراصل یہ وہی پہلی خوشی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ایک وہ ابتدائی تھی اب ہے سردی میں گرم جوشی ہے۔ اور مصائب کے وقت سلیقہ تیار ہے۔ اب اسکا نام خوشی نہیں رہا۔ بلکہ بدلی ہو گیا ہے اور یہی خوشی کی بلوغ اور تکمیل ہے اور یہی تمہارے ساتھ رہنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

احمد۔ (کچھ دیر کے بعد) ہاں کتاب تو اچھی ہے۔ مگر ایسی جسکا یقین آوے کچھ بھی نہیں اگرچہ اپنے ... میں سے ہمکو دلچسپی نہیں مگر اپنا جانتے ہیں کہ ... کبھی کوئی ایسی کتاب اباجان کے کتب خانے سے اٹھالایا کرتے تھے۔

مکھولا - ہمارے ہان تو سب ہی طرحکی مضمونون کی کتابین ہین انھین سے ایک یہ بھی ہی -
احمد - اجی یہ تو معلوم ہوا تم بڑی لائق فائق ہو - اور اگرچہ اپنے خاندان سے نہین مگر پھر
بھی غنیمت ہو - مگر تمکو گھرداری - تدبیر منزل کی بھی کوئی کتاب پڑھائی گئی ہے -
مکھولا - مگر وہ تمھاری سمجھ مین نہ آئیگا جو مجھے معلوم ہی - پہلے تم ہم لوگون کے
اخلاق عادات سے تو آگاہ ہو لو -
احمد - بہ خوش - ہمکو تو اسوقت حاجت ہی کہ تم اس بگڑے گھر کو سنبھالو - انتظام درست
کرو - اور تم ہمارا انتظار کر لی ہو -
مکھولا - مین تو لالہ رام کرن کی صلاح پر چلتی ہون -
احمد - تو تمکو اب اُنسے کیا واسطہ -
مکھولا - یہان میرے میکے کا کوئی اور ہی ؟ انھین پر مجھے سب باتون کا بھروسا ہی -
احمد - خیر معلوم شد -
مکھولا - معلوم تو آپکو آگے چل کے ہوگا - مگر اتنا تو انصاف کرو کہ ایک ایکی میکے کے
آدمی کو کوئی بھی دودھ کی مکھی کیطرح نکال دیتا ہی - مگر میرا یہ بھی اصرار نہین کہ تم سب
طرف سے آنکھین بند کر لو - آخر تمکو بھی کچھ سمجھ خدا نے دی ہے -
احمد - اب اگر کچھ کہتا ہون تو شاید تمکو برا معلوم ہو -
مکھولا - نہین نہین سچی اور انصاف کی جو بات ہوگی اُسمین برا کیون ماننے لگی -
احمد - جب سے یہ لالہ ہمارے ہان آئے ہین ظاہر مین تو بڑی خیر خواہی کا رگزاری
کرتے ہین مگر دراصل مجھے ایسا کھٹکا لگا ہی کہ دل ہی جانتا ہی -
مکھولا - خیر یہ بات ہی تو تمکو اپنے معاملات خود دیکھنا چاہیئے - انسان کا اعتبار
کیا پھر میکے کا کوئی رشتہ نہین - کوئی درد تمکو انکا - نہ انکو تمھارا یون دنیا سازی کی
تو دوسری بات ہی -
احمد - خیر تمھاری اسطرحکی باتون سے دل تو میرا بہت خوش ہوا اور اپنی خوش قسمتی
سمجھتا ہون کہ ایسی بیوی نصیب ہوئی - مگر ہمارے گھر والے تمسے اجنبیت
کیوجہ سے کچھ وحشت ضرور کرتے ہین خصوص والدہ تو تمھاری صورت سے
بیزار ہین بہت سی شکایتین مجھی سے کر چکی ہین -

کھولا - انکی نہ کہو - اتنے دن کے تجربے سے مجھے معلوم ہوچکا ہے انکے مزاج کی افتاد ہی خدا نے ایسی ڈالی ہے - ایسے وہ مجھ سے ناخوش کیا - یہ تو بتاؤ خوش کس سے ہیں - اگر انکی میرا معاملہ نہوتا تو اور سے وہ کب خوش رہنے والی اماجی تھیں بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ انکی باتیں خود بڑے نواب صاحب سے کب ہمدردی اور عقلمندی کی ہوتی ہیں - انکو کون ایسا راضی رکھتی ہے اچھا - خیر پھر اب اسکا کیا علاج - مقدر کی بات ہے جو قسمت میں ہے بھگت کے رہنے گا -

۱۲ باب

بارھواں باب

شامتِ اعمال ما صورتِ نادر گرفت

جب انسان کسی وجہ سے آرام آسایش کا عادی ہوجائے - واجبی محکومیت اور سیاست کا شکنجہ ڈھیلا پڑجائے تو ممکن نہیں مستعدی اور چستی پر مجبور کرنے والے اسباب پر چین بجبیں نہو -

مست خواب ناز جو صبح کو جبراً بیدار کیا گیا ہو - مدرسے کا طالب علم جو طویل تعطیل کو کھیل کود میں خرچ کرچکا ہے - مویشی جو کچھ مطلق العنان چر چگ چکے ہیں - شتر بے مہار جو بے تکلف چارے پر منہ مارنے کا عادی بنے کیوں نہ جھنجھلائے آہستہ قدم نہ اٹھائے - گمراہ ہوکے ادھر ادھر نہ جائے کیوں آسانی سے نکیل باندھنے دے - یہی حال اس گھرانے کا ہوا - ایک سرے سے نوکر چاکر سے لے کر آقا اور مالک تک سب ہی اول جلول الٹے سیدھے کارخانے کے عادی - ہر معاملہ درہم برہم - کسی بات میں قرینہ نہ کسی کام میں سلیقہ - جو حکم ہے بے موقع ہے - جو سیاست ہے بیجا جو حرکت ہے بیہودہ - ایک طوفان بے تمیزی ہے کہ رات دن برپا - ہر شخص آپا دھاپی - نفسا نفسی میں مبتلا -

ایسی حالت میں منتظم - ہوشیار - چالاک - خود غرض - اجنبی غیر کفو

غیر قوم - لالہ رام کرن سے کیا انتظام کی چستی و نفاست - خوب تھا - ہر ایک بیکار گزاری
- تحویل کی تاکید - علاقہ کے اسامیوں اور ٹھیکیداروں سے کارندوں سے
اوقات مقررہ پر تنگ طلبی سے بے مروتی - سختی ناگوار گزری - رفتہ رفتہ مخالفت نے
پاؤں پھیلائے ہر حرکت نکتہ چینی کی آنکھ سے دیکھی - اعتراض کے کان سے سنی گئی
دسہرہ سونے میں سہاگا - رنگ میں کھٹائی - یہ کہ بار قرضہ سے مریض لو اسے اسے
دینے کو دم بھول گیا - طاقت برداشت نہ رہی - بزبان حال پکار اٹھے
سے

تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی
چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی

ادھر شاہ عابد رشک و حسد کی آگ سے جلے بھنے سب سے کیا اپنی
جان سے بیزار بیٹھے تھے - مزاج میں شورش بھی تھی انھوں نے اس آگ
کو دامن نا عاقبت اندیشی سے ہوا دے کر اور مشتعل کرنا شروع کیا - اور
سب سے بڑھ کے تو عشرت تو لڑکی نے وہ لگائی بجھائی کی - اندر باہر
وہ فتنہ فساد کے شعلے بلند کیے کہ ہر شخص لالہ کا دشمن جانی ہو گیا

ایک بوڑھا دم تھا جو کسی طرف نہ تھا - گویا بے وجود تھا - اول تو اسکی
سنتا ہی کون تھا - اور جو کبھی زبان کھولنے کا موقع - بات کہنے کا یارا ہوا
تو یہی سمجھایا کہ پہلے اپنے گھر کی حالت درست کرو - جو امر بلا تدبیر کے تمہارے
کرنے کا ہو اسکو تم بخوبی انجام دینا سیکھو - پھر اپنی طاقت لیاقت بڑھاؤ
جب سب طرح سے ہو سکے اور تدبیر کوئی اور ارادہ کرو - اللہ نے چاہا پھر
تم کو کوئی وقت نہ پہنچ سکیگی - خدا تمہاری مدد کریگا - سب مانگے مراد بر آئے گی
مگر یہ صلاح شہر خوابیدہ میں قطرۂ آب اونٹ کے منھ کو زیرہ ہوئی اور اسکی دانائی
سمجھی گئی -

ادھر سوء اتفاق سے لالہ جی اپنی کامیابی عزائم پر فی الجملہ مغرور اور نشہ حکومت
و ثروت میں چور ہو گئے تھے - انھوں نے [illegible] پر [illegible] شوق قائم کیے
تھے بندوبست جدید میں جو اضافہ ہوا تھا اسکو [illegible] [illegible] کرا [illegible] سے [illegible] را

کیا تھا ایک آدھ کو چھپا دیا کاغذ کا تختہ چھپنے سے [illegible] سو چار [illegible]
کے نکال دیئے گئے اور سپاہیوں کو جو باہر آ گئے دیا [illegible] وقت [illegible]
اور سواری کے مصارف ملتے تھے۔ وہ [illegible]

ان سب میں چلکر [illegible] شاہی [illegible] [illegible] لوگوں کا
پامال سبزہ کبھی بر سالہا سال سر بلند کر سکتا ہے [illegible] سر پامالی
کئی سال میں نکلتے ہیں۔ سر [illegible] دیا [illegible] ہے۔ اسی
طرح جو لوگ ہمت پا سکتے ہیں وہ میں گرم ہو سکتے [illegible]
اسکے واسطے کچھ زمانہ درکار ہوا۔ [illegible] سلگتی تھی
پھوڑ سے کا چور دور تک پھیلتا۔ خیر [illegible] آگ تھا۔

اکثر اہم واقعات [illegible] اسباب سے پیدا ہو جاتے ہیں [illegible]
چنگاری [illegible] آسمان فرسا شعلے بلند کر دیتی ہے۔ ایک [illegible]
کو میدان جنگ سے اپنے ساتھ [illegible] کے ہاتھ سے
سلطنت ہاتھ سے نکل گئی۔ اتفاق کی بات کہیں ایک قصبہ میں
[illegible] کسی غریب کسان [illegible] واسطے
سرکاری چپراسی کے ساتھ [illegible] کر [illegible]
لے [illegible] [illegible] پکڑ کے پیٹھ کو
گالی گلوج شروع کیا۔ پھر لے کے لاٹھی [illegible] مستعد ہوا۔ [illegible] ہاتھ پڑتے
[illegible] آئی۔ ادھر کے سپاہی کا [illegible] لگاؤ کو
[illegible] سرکاری چپراسی [illegible] کے
پاؤں [illegible] گھر کو بھاگ [illegible]

[illegible] کے لبوں [illegible]

[illegible] ہو گا [illegible] کی گلی
[illegible] جمع ہو گئی۔ ایک [illegible] شور سرکش نے جو [illegible] علم بغاوت
بلند کیا۔ اور [illegible] صاحب کی کوٹھی لوٹنے کا عزم مصمم کر لیا۔
[illegible] میں جو کوئی ملا۔ واسطہ اور بلا واسطہ اسکو بھی ساتھ لیا۔

اینٹ پتھر روڑا۔ کنکر۔ جو ملا سامان حرب میں شامل۔ جلے سوختے چولھوں سے نکالے۔ چینی۔ ہانڈی۔ ہاتھ میں لی۔ پلنگ پٹی توپ بنی۔ ہر فتنی کی چھڑی بندوق ہوئی۔ غرضکہ یہ ساز اور یہ عسکر کی تلاش۔

آخر عقل نارسا انجام بین ہادی بنی۔ نظر کہنہ تنگ دستگیر ہوئی اور کشاں کشاں اصلی مالک نواب بادشاہ حسین خان کے دردولت مصدر فلاکت تک پہونچا دیا۔ انقلاب زمانہ کا نقشہ چشم عبرت کے نظارے کے واسطے اتفاقاً ذرا تفصیل سے کھینچ دیا۔

اللہ اللہ۔ ایک زمانہ تھا یہ گنوار گروہ اگر جا فرماتا تو نقد اطاعت در کف عرضی رعایت در دست۔ یا کسی قانونی گرفت میں پھنس کے عفو تقصیر کا مستدعی یا کسی ضلعدار کارندے کے تشدد۔ تنگ طلبی کا شاکی۔ ترحم کا منتظر یا جبریہ رسوم اضافہ لگان کے نادری حکم سے نکلے۔ دربانوں۔ چوبداروں کی خوشامد میں گھنٹوں پہروں خوشامد کرتا۔ بلکہ ہفتوں۔ مہینوں در دولت پر پڑا رہتا۔ اگر دعا مستجاب ہوئی تو خوش قسمتی سمجھتا۔ عرض معروض کا موقع ملتا تو سر عزت کو تا افلاک پہونچا سمجھتا۔ آقا سے بلند مرتبت بھی مصداق ہے

کون سنتا ہے فغان درویش

قہر درویش بجان درویش

چنداں پروا نہ کرتے۔ اسامیوں کا جوق جوق آنا سمجھ کر دلچسپ سے زیادہ زیادہ وقیع نہ جانتے تھے

ڈیوڑھی پہ بندوبست برنگ دگر ہے آج

شور و غل سنکے کسی انکار رفتہ تو کرنے پڑتے کہنہ پھاٹک بند کر دیا ہے۔ جو صرف بازاری کتوں کی آڑ رہ گیا تھا۔ باقی مدت کی بے مرمتی سے تختے سڑ گئے پرانی کیچڑ کے ہوئے۔ کیلیں ضعیفی کے دانت۔ جو ہیں ڈھیلی ہو گئی ہیں۔ اگر آج کوئی گھس کے لات مارے تو پھر اکے سینے آ رہے۔ زمیں اندر باہر تہلکہ پڑ جاوے گا۔ آخر یہ ہجوم فقرا اس زمانہ میں کیوں جمع ہوا ہے۔ صاحب خانہ گھبرا کے

ٹھٹھکتے ہوئے - الٹی [illegible] رہتے ہیں کوشش کو مضطرب ہو ہو کے آ ور [illegible] دیتے رہتے ہیں - بیگم صاحبہ بھی [illegible] بار بار چلی آتی ہیں - جو بھی لب بام آ سکے تماشا دیکھنے لگی ہیں -

باہر لمحہ بہ لمحہ بھیڑ بڑھتی جاتی ہے - آوازوں پر آوازیں دی جاتی ہیں - تحکمانہ انداز سے دق الباب ہو رہا ہے - دس پانچ گستاخانہ لہجے میں دروازہ کھلوا رہے ہیں - اصل حال نہیں معلوم - پاسے عقل لنگ - دست ہمت شل - مخزن دماغ عفنو مفلوج مصائب تازہ کا اندیشہ مستولی - آخر زچ ہو کے ع

در بلا بودن بہ از بیم بلا

ڈھان کے چند انفاس کو بلایا - ڈر کے - سہم کے - غرض پوچھی - اسیر پر غوغو پیشتو منی

ہمت بہادر - (پٹواری) حضور علاقے میں بدعملی ہو گئی -

زور آور سنگھ - (ٹھاکر) ٹھیکہ دار کا قبضہ کبھی گاؤں سے اٹھ گیا -

لو کھی - (مراؤ) فوجداری ہو گئی - ہم پنچوں سے اور ٹھیکہ دار کے [illegible] سے -

ویری - (گویا) ہم کہا چلی ڈیوڑھی پر -

لال جی - (بھرجی) حضور بڑی بدت کرت رہے -

رستم خان - (میواتی) کیا مجال جواب لالہ کوڑی وصول کر پاوین -

مچھو - (نائی) حضور آپ مالک ہیں - ہمیرا فقر دستر ہی - [illegible] [illegible] رہیں - [illegible] کسی [illegible] آدمی [illegible] عقا لے دار کا ست [illegible] ہو -

محمدی شاد - فقیر دین کی تو روز شیخ شاد ک [illegible] - ہتی ہر یہ پاپ [illegible] مالک نے قبول کی -

مادھو - (پانڈے) ہاں اب نہیں اچھے ... -

دین محمد - (ملا) بفضلہ تعالیٰ بحق حقدار پہونچے گا - انشاء اللہ

بادشاہ حسین خان - اچھا تمہارا اب مقصد کیا ہے - تم جانتے ہو مجھے اب ان باتوں سے کیا علاقہ - معذور ہوں - مجبور ہوں - قانوناً میں کچھ کر نہیں

سکتا - دوسرے یہ جو کچھ تمنے کیا اپنی خوشی سے کیا - تمہارے جھگڑے سے مجھ سے کوئی واسطہ نہیں - کچھ مفصل حال تو کہو کیا معاملہ ہے -

ہمت بہادر - خداوند نعمت - ہم جو کچھ تابعداری کرتے تھے چنانچہ یہی سمجھتے تھے اپکی تابعداری کرتے ہیں - سارا علاقہ کچا تھا - چنانچہ ٹھیکیدار نے ظلم زیاستی (زیادتی) شروع کی - مارے عدالت کے ہمارا بیان کو رد کر دیے - اسامی بگڑ گئی ایک مقدمہ چنانچہ فوجداری ہو گئی - چنانچہ لاٹھی چلگئی - دونوں طرف جو میل ہوئے گنوار تو تم جانو گنوار - چنانچہ دیہی کا غذات ضایع کیے - منلو دارونکی روکر لوٹ پاٹ کی - اور ظالم سنگی ہوئے (وغیرہ) چڑھ دوڑے - لا سے ابھر پڑے - چنانچہ ساعت میں آ دابے - لا مجروح ہوئے - زخم ہائے شدید لگے - فلہذا حاضر ہوئے ہیں (ہیں) کہ مرحمت خداوندی مبذول ہو - زیادہ حد ادب -

باز آمدم کہ طاعت آن خاک پا کنم

گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

رستم خان - مقدمہ فوجداری کا جو ہوگا دیکھ لیا جائیگا - اب حضور تابعداری اس سرکار کی ہوگی - نیا عملدرآمد ہو جائے تحصیل جاری ہو - کوڑی اگلی پچھلی [illegible] میں شور ہے [illegible] - یہاں سے لیکے بلایت تک لڑینگے [illegible] - خیر یہ تم لوگوں کی بات ہے مگر مجھے تو معذور ہی رکھو - خدا کی مرضی تھی تم میری رعایا تھے [illegible] میں ایسی حکومت اور [illegible] تو خدا [illegible] ہوں -

دین محمد اور مادھو رام (ایک زبان ہو کے) مگر خدا کی خلقت کو آفت اور تکلیف سے بچانا ثواب ہے اور آپکے اختیار میں ہے -

بادشاہ حسین - نہیں - نہیں - میں خود معذور ہوں نہ ہاتھ پاؤں میں سکت نہ دل میں طاقت ہے - اگر یہ مقدمہ تمہارے حق بجانب بھی ہوتا تو مجھے غرض نہ تھا اب میری صلاح پوچھو تو جاؤ عدالت کا دروازہ کھلا ہے -

داد فریاد کرنا ہو خود کرلو۔ اور نہیں تو ٹھیکیدار کی اطاعت کرو۔ اگر خطا ہوئی ہو سرتابی کی ہو تو خطا معاف کراؤ۔ جسکو میر حکومت کرتا ہو۔ گاؤں والوں کی کرتا ہے وہ میر اپنے مظالم نہ کریگا تم تمام ویران برباد ہو جاؤ۔ اسامی مثل اولاد کے ہے۔ ماں باپ ناخوشی کے وقت سزا دیتے ہیں۔ ما متا اور شفقت سے محروم نہیں کرتے۔

زبردست سنگھ۔ ہمارا چھتری بن تو نہیں کہتا جس سے ان بن ہوگئی اسکی خوشامد کریں۔ اب یا ہم نہیں یا وہ نہیں۔ اگر اب اسکے آگے سر نیوڑائیں (جھکائیں) تو چھتری نہیں چمار ہیں (غصے سے مونچھوں پر تاؤ دیتا ہے)۔

لال من۔ مجبوری کچھ بات نہیں۔ مجبور نہ بات رکھیں تو اور کون مالک ہو۔ جوں ہاتھ پکڑلے۔ اچھو یا ہم سبھی کی لاج رکھو۔

بادشاہ حسین۔ بھائیو غور طلب ہے پھر جواب دیا جائے گا۔

رستم خان۔ تو خداوند جلد جواب ملے۔ کوئی اور سیتا کون دارسے ہاں اور کیا۔ یہاں جو کم تمہارے لیے ہے۔ ہم سب طرح موجود ہیں۔ اب تو کمر میں کھول لئے ہیں کل حاضر ہو نگے۔

۱۳

تیرھواں باب

قتل عکاشہ کی روداد سے پہلے

انسان کو فطرت سے بھیجنا الہیہ کا کام تھا۔ اپنے بڑے کام کی اہمیت عظم الملکوت سامنے چاہتی تھی۔ خالق اور مخلوق کے اعلیٰ اور پاکیزہ تعلقات کو فرشتہ مقرب بیان نہ کر سکتا تھا۔

انسان کو انسان سے فرشتہ کرنا انسان ہی کا کام ہے۔ یہ مقولہ ہی اس حقیقت کے مناسب حال چل سکتا ہے۔

نابینا بادشاہ حسین خان۔ باوجود ضعف جسمانی و کمی بصارت و بصیرت

آ سکتے ہین - تیرا سے زرد یا یان خوان نعمت کیون کیسطرح گرد جمع ہین اور
بہت ہی بڑا مسئلہ پیچیدہ گتھی پیش ہے -

ابوالفضل وقال بسیار - رائے سلیم مین تزلزل آیا - کہنے سننے سے پہاڑ ٹل جاتے ہین - یہ تو سلیل کی رائے تھی اور دل بھی سمجھتا ہے یا نہ تھا - امیر طمعیان یہ کہ جبتک دیوانی و فوجداری کا جھگڑا رہیگا - اپیل مرافعے کے مراحل طے ہونگے تب تک تحصیل وصول اپنی رہے گی - خزانہ خالی تو کچھ ہو جائیگا - لڑائی جھگڑا کا بکھیڑا ہوسلطے اسامیون کے سر رہیگا - گوشت خورد ندان سگ - مرن دو زخ مین جاسے یا بہشت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب - آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا -

مگر یہ سب کچھ تھا - دیانت اور انصاف کا نشتر جو مصداق معزول شود معقول شود کسی قدر تیز ہو رہا تھا - برابر نیش زن تھا کہ دیکھو یہ راہ اچھی نہین سنبھل کے چلنا - آخر سب کی سن کے بادشاہ حسین نا بینا نے یون تقریر اخیر کی -

"تم سب کے اصرار سے مین قبول تو کرتا ہون اور قبول نہ کرون تو کیا کرون مگر تم سے اپنے دل کی بھی کہہ گزرنا ضرور ہے - اصل یہ ہے کہ مین اس مہم مین شرکت کے لائق ہرگز نہین - جو معذوریان اتنی مدت سے چلی آتی ہین وہ کوئی مٹا نہین سکتا - دلمین ہمت نہ عقل مین قوت نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت جو کچھ ٹھیکہ دارون نے میرے ساتھ برتاؤ کیا اسکی شکایت میرے دلمین کسیطرح آتی ہی نہین - تم میرے دلمین اپنا دل نہین ڈال سکتے - اگر مین بھی تمھارے دلمین اپنا دل ڈال نہین سکتا - یہ سمجھ لو - اور اچھی طرح سمجھ لو کہ مین دو مصیبتون مین ہون - اگر تمھاری رائے کے مطابق چلتا ہون تو آج سبز باغ کی سیر ہے مگر بعد کو خار بستر عمر بھر کو نصیب اور عاقبت مین بھی باز پرس ہو تو مشیت ایزدی دیکھئے تعجب نہین - اگر خاموشی اختیار کرتا ہون کہ تم سب نا انجام بین - کوتہ نظری کی شراب مین چور ہو رہے ہو - غرور تکبر کی چربی آنکھون مین چھا گئی ہے - جو جرأت و ہمت ہے وہ اپنے دلون کی نہین ہے بلکہ ایک قسم غیظ کے ہیجان نے پیدا کر دی ہے - یہ عین سناخت نامردی - بزدلی - اور جبن کی ہے

یہ خاصیت تو لوگوں اور مکاروں کی ہے - اپنا ہی کیے اپنے محل میں اسی سبب سے
شہر بولتے ہیں کہ انکے گھر قریب ہیں - آفت پر دم دیا ہے کے سبب سے
اہل انجمن شہر دیکھتے ہین - شہر دل وہ ہے جو بلا اپنے باتین دیکھے جوش میں
گر گزرے - سو مجھے کوئی یقین ہے کہ یہ صفت تمھارے افعال و حرکات
اور خود میری شامت اعمال کے نتائج لازمی ہے مدت ہوئی تھی متغائر
ہوگئی ہے - تم محض دست شل ہو - جو صرف اس امید پر اٹھنے کے قابل
سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا ہاتھ اسکو سہارا دیسکتا ہے - پس اصلی جوہر تم سے
مدت سے مفقود ہے کہ پھر عرصہ دراز تک اسکے واپس آنے کی
امید نہین - اور مجھے تو اسی دن سے یقین ہوگیا کہ جب میں نے وحشتناک
خواب دیکھا تھا - اب جو تمھارا کہنا کرتا ہون تو یہ سمجھ کر کہ بدون اسکے مجھ کمبخت کو
کوئی چارہ نہین - تمھارے یہ وعدے - یہ ہمت بظاہر میرے ڈوبتے اقبال
کی نشانیاں ہیں - بجھتے چراغ کی لوین ہین - نکل ہوتی ہوئی آگ کی آخری چنگاریاں
ہین - یہ بھی اسی سلسلہ نکبت و فلاکت کا آخری وار ہے - جو اقبال کے
بھیس میں مجھے ستانے آئی ہے - غرض تم کہتے ہو تو جبراً قہراً تمھاری بات مانے
لیتا ہون - مگر اے خدا تو میرے دل کا حال خوب جانتا ہے - اے آسمان
کے ستارو - اے ماہتاب - اے زمین آسمان - اے عناصر اربعہ
تم گواہ رہنا کہ میں ہرگز ہرگز انکا ساتھ خوشی سے نہین دیتا - حاکم حقیقی اگر
اسکی بازپرس کرے اور یقیناً کریگا تو تمکو میری معذوری اور ناچاری کا واسطہ
تم ایمان کی کہنا -

اس دنیا میں جو کچھ میری ذلت - خواری - رسوائی ان لوگون کی
بدولت ہوا اسکا تو ہر حال میں میں مستوجب ہی ہون - اور اتنے دن جو
اس آخر عمر میں کٹے وہ بھی ذلت ہی سے کٹے - ایک ایک دن میں
ہزار ہزار دفعہ میں زندہ مردہ ہوا ہون - سیکڑون مرتبہ مارے شرمندگی
کے زمین میں گڑ گڑ گیا ہون - لاکھون گھڑے پانی مجھ پر پڑا ہے - مگر بدنصیب
سخت جانی ہے کہ دم نہین نکلتا - پس اب میرے واسطے کون ذلت خواری

اُٹھ رہی ہے جسکا دھڑکا مجھکو ہو رہا ہے سر۔ وہاں سودا ہے سر

رنج در تنہا نشستن دیگران در تنہا [illegible] ہائے دگر

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

سچ پوچھو تو میرے اقبال عزت۔ آرام آسائش کے دن قسمت میں باقی ہی نہیں رہے۔ دنیا میں منھ دکھانا اور اکیلا رہنا [illegible]۔ اقبالمندوں پر نظر ڈالنے کے قابل بھی اس معذوری سے نہیں رہا کہ خود اقبال میرے پاس نہیں نہ سہی اوروں کے اقبال کو دیکھ کے آنکھیں تو سینک لوں۔ قدرت کی گلکاریاں باغ و بوستان کی رنگ آمیزیاں۔ وادی و صحرا کی فضا۔ دریاؤں چشموں کا دلکش نظارہ۔ کوہ و بیابان کا پر شوکت سماں۔ سحاب و شفق۔ صبح و مسا، ستاروں، قوس قزح کے لطف [illegible]۔ اجرام فلکی [illegible] ستارہ [illegible] کے افق میں نہیں [illegible] چاند سورج کے پرنور چہروں کی زیارت سے میں مایوس ہوں۔ اس حد ہو گئی کہ ذرہ ریگ کی چمک کے قابل میں نہیں۔ حسن و نفاست کی کشائش لیے سبزہ پامال کو بھی آنکھیں ترستی ہیں۔ اپنے پرایے عزیز۔ قریب۔ دوست آشنا کے چہرے کو میں نہیں دیکھ سکتا۔ غرضکہ میری نظروں میں دنیا اندھیر ہے جو اس جسم سے وہی حس چھن گیا۔ جو سب سے شریف اور افضل تھا جس سے خدا کی قدرت کا نظارہ بدیع اور قوی اثر پیدا کرتا۔ اور جس کے کرشموں شعرا اور علما سے تاثیر الانظار (سحر نظر) نے ایک انوکھی ہی دنیا آباد کی ہے۔ مگر ہائے میں اس سے محروم ہوں پھر دل کے چین کا یہ حال ہے کہ گھر میرے واسطے جہنم سے بدتر ہے کروٹ کروٹ خار غم ہے پہلو پہلو نشتر الم ہے

یک پہلو و صد خنجر۔ یک سینہ و پیکاں

جس قدر معذوری بڑھی اسی قدر عقل فساد نے گھر میں راہ پائی۔ دولت ثروت میں جب چہل پہل ہوتی ہے۔ افراط فراغت عقل کو کاواک کرتی ہے۔ اسکی بھی ایک

ستاتا ضرور پیدا کردیتی ہے۔ مگر وہ سکون یا قبل طوفان ہوتا یا آفت ایک دوسری عافیت سوز پریشانی جلو میں لاتی ہو۔ ذلت اور تباہی کا زہر دیے کہ حسنِ اخلاق کردار نیک تک جو دولت کی صورت سے نا آشنا سے مخصوص ہیں، وہ ڈوبتی کشتی سمجھ کے کنارے کر گئے ہیں۔

بس ایسے معذوروں کو یوں مجبور کرنا۔ تم ہی دل میں سمجھو کیسی نادانی ہے خیر میں سب تمھاری خاطر سے گوارا کرتا ہوں مگر یہ ہر وقت پیشِ نظر رکھو کہ تم ہیں مجھے اس منصب رفتہ پر بٹھاتے ہو اور اس لو سے جہاز کو زبردستی دریا سے تو مار رہیں۔ نصیحت سے کہ ڈالتے ہو آج کی بات یاد رکھو۔ دیکھو بہت پچھتاؤ گے اور کئی عمر دن تک رو کے آنسو رو گے۔ خیر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جو کہو گے واسطے راضی ہوں"

اس تقریر نے اثر کیا۔ مگر مختلف طبیعتوں پر مختلف رنگ سے۔ کچھ جھلا سے کچھ بشاش کچھ متفکر۔ کچھ خوش کچھ ناخوش۔

اس مجمع میں دونوں صاحبزادے بھی موجود تھے۔ انکو خود تو فکر نہ تھی مگر وہ لوگ گھبرا گھبرا کر لا رہے تھے۔ جاڑا بھی دکھا تھی۔ یہ سے سوچے سمجھے مستعد ہو ہو کر نانے میں بھی حرج بھی سمجھے۔ صاحبزادہ کی ایک ایک بات پر ہزار ہزار آفرین ہولی۔ لفظ لفظ کی دھجیاں اڑیں۔ بیگم صاحبہ کو مثل رندان عالم سوز یا لورد یا علم سے کچھ مطلب نہ تھا۔

نفع کے خیال سے دنیا و مافیہا کو بھلا دیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہاں تک مستعد ہو گئیں کہ اگر آج بیوہ ہوتیں تو انکو آزادی کے ساتھ خود خیال دیتیں۔

ہاں گھر بھر میں ایک بہو کا دم تھا جو ان سب باتوں کو شیخ چلی کا منصوبہ سمجھتی اور اس جھگڑے کو خاندان کے حق میں سم قاتل جانتی تھی۔ مگر ایک تو اجنبی دوسرے طرہ یہ کہ گوش ناشنوا۔ اس گھر سے ایسی مانوس بھی نہ تھی۔ اگر مشوش ہوئی تو ذاتی عافیت پر افسوس کرتی تو اپنی حالت پر۔

لونڈیوں باندیوں۔ ماماؤں اصیلوں نے شرارت کی بے تمیزی کی سند پر سر گھر پر اٹھا لیا۔ پورا طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔

۱۴

چودھوان باب

تیغ ننگی بدن مین خون نہین
کیا بہائے گی کیا نچوڑے گی

مقدمہ فوجداری کا خمیر اوٹھ رہا ہو۔ بوئے ہوے کانٹے نکل رہے ہین بیج رہے اُگ رہے ہین۔

انقلابات عظیم کے ٹرین کا انجن گرم ہو رہا ہو۔ اوخنہ و انجرات مجتمع ہو رہے ہین۔ موالون نے مختارون۔ وکیلون۔ بیرسٹرون کے واسطے چہل پہل کے سامان فراہم ہین۔ تھانے مین رپورٹین ہوچکین۔ ہوا ہے دار و گیر تیز و تند چل رہی ہے۔ بلوے کا مقدمہ گھٹنون چل نکلا ہے۔ کوئی دن مین سن بلوغ کو پہونچ کے تا عدالت سشن آیا چاہتا ہے۔

یہ جھگڑے بکھیڑے متمرد اسامی اور اہلکاران ٹھیکہ دار رچا ہین۔

ہم تو اس گھر کے خیر منانے والے ہین

یہان نفاق۔ اختلاف۔ آپا دھاپی۔ نفسا نفسی زور و روان پر ہے۔ رئیس جبراً قہراً نیم راضی ہین۔ مگر دل پاچھی کرتا ہو۔ پرجوش مفسدون پر اطمینان نہین ہوتا۔ عصائے کہنہ قابل اعتبار نہین۔ جسکا دل بیٹھا جاتا ہے وہ دستگیری کو کیا اوٹھ سکتا ہے۔ جس کا قدم ڈگمگاتا ہے وہ کڑی منزل مین کیا پامردی دکھائے گا۔ بوسیدہ کڑیان کیا سقف مکان سنبھال سکینگی۔ جامہ کہنہ کیا تن پوشی کرے گا۔

صاحبزادے کا بل استعمال کرنے والے یا ماتحتیون سے پہلے تلوار کی آنچ نہین سہہ سکتے۔ بلکہ طمع اور ہوس۔ نا انجام بینی اور دغابازی کے دھوکے مین آ کے گھنائے ہین۔ مگر دوست نادان اور دشمن دانا کا مقابلہ کیا۔ پھر ساری امنگ عیش و دولت کی چاٹ پر ورنہ گھر سنبھالنے کا خیال اردگرد

نہیں اور سیر کو ڈھونڈ کھا چ مفلسی مین آ گیا کہ اپنے ہی قدرت کی خبر منانے سے
محض خیالی اور وہی بات پر ابھی سے کٹے مرتے ہین -
ایک منصوبے لیے ہین ہین -

یون حکومت کرینگا - یون تحصیل وصول ہوگی - نجو خان سوائی مختار عام ہونگے
پڑھے لکھے نہ سہی معاملہ فہم تو ہین - مدت سے حق مین دوستی سے
ادا ہونگے - ایک دفعہ پانچ روپیہ مہینہ بجز کے وعدے پر قرض لا دیئے تھے
ابھی تک ادائی کی نوبت نہین آئی -
یہ وقت معاوضے کا خوب ہے "

دوسرے ابھی سے ہنٹر لیے در و دیوار پر چابک کی مشق کر رہے
ہین - گاؤن مین جاتے ہی وہ رعب بٹھاؤن کہ بشتاب سے چراغ
جلے - باقی کی نالشین یک قلم موقوف ہو جائیں بار بار کے کھڑے
کھڑے روپیہ تحصیل کر لون - ایک سال پیشگی کا قاعدہ باندھ دون
درخت ہر اسامی کے ضبط - گاؤن کی پیداوار پہلے ہم لین - اور دام
سب سے نصف قیمت لگا کے دیجیے -
ایک دن دونون مین چل گئی - حقیقت کی گفتگو تک آگئی - اور دونون
اپنی اپنی ٹکڑی لے کے ایک دوسرے کی فکر مین پڑے - ذلت - خواری
بدنامی - حتیٰ کہ جان تک کے خواہان ہو گئے - وہی بدمعاش ان کے
مصاحب - ہمدرد اور نیکے خیر خواہ -
بیگم کا حوصلہ زیادہ تھا - مگر اُفتاد طبیعت سے کا واک - اولاد کے
ہوتے کیا کر سکتی تھین - بچ ہو کے سمجھ کے موافق کھل کھیلین -
پردہ اوٹھا دیا - دربار کرنے لگین اگر نواب مین دم درود ہوتا تو انکی خیر
نہ تھی - وہ موذی رشتہ پر اسے بیت قرار دے کے نظر انداز ہو گئے -
مگر طبع آزادی و حکومت - شفقت مادری پر غالب آئی - بیٹے سے کبھی
مین اپنے خون سے جلایا - وہ جان لینے پر آمادہ ہے -
سانپ اپنے بچے کھا جاتا ہے - بعض بہائم اور سباع اپنی نسل آپ

ہیٹ کر جاتے ہیں - ایک کو ایک کھاتا ہے - تقاضا ے فطرت یہی ہے -
یہ بھی قابل معافی ہیں اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو فسانہ نگار زبان پر نہ لاتا - اگر خلاف
فطرت انسانی ہو تو ان نیکبخت کی فطرت قابل الزام ہے - یا ہمارا ذریعہ
واقفیت غیر معتبر ہے - مگر اتنا ضرور صحیح ہے کہ زہر دونوں کو کھانے میں دیا
گیا - دونالی بندوق داغی گئی دو شاخہ خدنگ اس رستم سرشت عورت نے
کمان حرص سے لگا دیا شکسپیر نے میکبتھ میں دکھا دیا ہے کہ عورت کی
ہمت کیا کر سکتی ہے - صرف ملکہ بننے کی طمع میں محسن - فرشتہ خصال
بادشاہ کو ذبح کر ڈالا - امام حسنؑ کا خون شاہد ہے کہ اس نازک طبع فرقے میں
موقع پر کسقدر سنگدلی آجاتی ہے - روئی کی نرمی میں پنبہ داغ کی سختی
کیسی چھپی ہوتی ہے - کباب کی ہڈی اچانک کیا صدمہ دانتوں کو پہونچاتی ہے
پیس کیا - اگر حکومت کی طمع شفقت کے چمنستان سے ماں کو کھینچکر
شقاوت کے خارزار پر لائی - پہلے ہی ایک آدھ مرتبہ ایسا ہی خیال پیدا ہوا تھا
اس دفعہ زور شور سے آیا اور اس جھونکے میں دونوں چشم و چراغ
گل ہو گئے - چلئے آنکھ پھوٹی پیر گئی - بیٹے کا بہانہ ہوا - اندر جنازے
ایک ساتھ قبرستان روانہ -

لوگ روئے ماتم کیا - ماں باپ کے دلوں پر زخم لگے - خصوصاً ماں کے
دل پر جوش خون سے گہرا چرکا پہونچا - مگر تیر از کمان جستہ - صبر کے مرہم نے
اندمال کر دیا - ہاں کھولا بیگم جو رانڈ ہوئیں - یہ بڑا ستم ہوا - اور وہ بھی ماں
کی کرتوت سے بقول شخصے - کم

نا اُمید لے ڈبولی خضر نے

انکی قسمت پھوٹ امنگیں آرزوئیں حسرتیں کمال بے دردی سے کشتہ
ہوئیں - بلکہ گلا گھونٹا گیا - آنکھ اوٹھا کے دیکھتی ہے - اس بیچاری کا دنیا جہان
میں کہیں ٹھکانا نہیں - اسکے حق میں مرنا ہی زندگی - زہر آب حیات - گرقسمت
میں جینا بدا تھا - اس پر اسے نام زندگی اور حیات سے محروم ضرور رہنا ہے

ہاں بیگم صاحب سلامتی سے چہار روزہ سوگ بعد باقی جو بند ہوگئیں۔ جیسے دونوں پہلوؤں سے کانٹے نکل گئے۔ ذہنی باتیں تھیں تو البتہ جیسیں ذکر ہوتے ہوئے کھنچتی ہیں۔

عیب شوہر۔ معذور شوہر مجبور شوہر۔ بڈھا شوہر۔ خدا نہ بنائے ایسا پھر ایسی کمبخت۔ زبان دراز۔ بیباک۔ سفاک کا۔ روز شیر کے منھ میں جانا۔ ہر لحظہ پیاسی مرگ پھکنا۔ اور سخت جالی سے بچ کے بسمل کی طرح تڑپنا۔

اب ان بدمعاشوں کے صلاح مشورے میں شریک ہوتا۔ ساری ساری رات فضول بکواس۔ شیخ چلی کے منصوبے۔ بیکار سازشوں کے مشورے کرنا۔ مکر۔ فریب۔ دغا۔ جھوٹ۔ غلط بیانی کے اظہار بنانا۔ جعلی دستاویز۔ بہی کھاتے۔ حساب کتاب۔ کاغذات دہی بنوانا۔ بس یہ کام رہ گیا۔ جبن تو فطرتی تھا اس نے مکر کو پیدا کیا۔ مکر نے فریب و مغالطہ بہی عادت۔ اور جعلسازی اور غلط بیانی کی صلاح دی۔ اور نتیجہ خود بخود اس کے سامان مہیا ہوگئے۔

۱۵
پندرھواں باب
ناکردہ گناہ

ساری شورش۔ ہنگامے کا نتیجہ ایک اعتبار سے کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ اہتمام یہ انتظام۔ یہ سازش۔ یہ وعدے۔ باد ہوائی گئے وہی جو قاعدے قانون سے ہوتا ہے ہوا۔ اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ دست شل سے بوجھ نہ اٹھ سکا بہت قاصر دور تک ہاتھ نہ مار سکی۔ گل پژمردہ کھل کے مشام خاطر معطر نہ کر سکا بلکہ اصل میں شرکت کی غرض۔ علت غائی بجز خود مطلبی کے اور کچھ تھی ہی نہیں۔ شمع جلی۔ خود جلی۔ درختوں میں آگ لگی جنگل بھی راکھ ہوا۔

مقدمے نے طول کھینچا۔ سازش و اغوا کی لپیٹ میں رئیس بیگم دربان سب پکڑ بلائے گئے۔ جن جرائم کے مرتکب بھی نہ ہوئے تھے ان میں دھرے گئے رو داد نے قیاس نے اچھی طرح ثابت کر دیا

نالائق بیہودہ لغو شخص تھے - معاملات اپنے ہاتھوں اسقدر بگاڑے کہ نان شبینہ کو محتاج ہوگئے - سو تدبیر سے آنکھین کھو بیٹھین - اسی شخص نے بانی شرارت سے ناجائز نفع اٹھانا چاہا - وہانتک مین سوزش اٹھوا کا جال پھیلایا - اور سبکو تقریر پر آمادہ کیا - بلوہ کر دیا - مثل ہی مشہور ہے ہو سکے شرافت سے ڈرنا چاہیئے -

گواہیان گزرین روز واقعہ کو یہ خود کسی کے گھوڑے پر سوار بدمعاشون کی کمان کرتے تھے - لاڑکے کا غذات اُنہین کے حکم سے پھٹے جسکسی نے جو کچھ لوٹا سب اُنہین کے پاس پہونچایا -

کاغذات مین جعل انہین سے نے بنوایا - زنانے جعل ساز کو چھپا کے دریدہ کارروائی کی - بیگم یا تو دولت کی منتظر تھین یا اس ذلت مین پھنسین وہ بھی شریک جرم -

یون مقدمہ ادھیڑا ہوا - روبکاری طویل - پوری مسل کے محافظ خانے مین ہوگی اس مختصر مین اتنی گنجایش کہان - ہان جسقدر رئیس صاحب اور اونکی ننگ و ناموس کا اظہار ہوا ہے اُسکی مختصر کیفیت یہ ہے -

ایک شخص دُبلا - پتلا - قاق - صرف پوست استخوان - مریض - نابینا ہتھکڑی اور بیڑی مین جکڑا ہوا برہنہ سر - میلی سی پھٹی کملی اوڑھے کراہتا - لڑکھڑاتا پر رعب پولیس کی حفاظت و حراست مین ٹھوکرین کھاتا آرہا ہے - عدالت مین سناٹا ہے - ہر متنفس کی نظر اسکی طرف ہے - کٹہرے کے پاس پہونچکر اسکی بیڑیان اور ہتھکڑیان کھلین - رہائی کے واسطے نہین - مجرمون کے کٹہرے مین جانے کے واسطے - یہ معدلت کا پہلا نمونہ ہے جسمین تاحکم عدالت ہر ملزم کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے جو بے جرم و بے گناہ کے ساتھ لازم ہے - پولیس نے کٹہرے کے سہارے ٹھہرایا بیان شروع ہوا - اسنے گڑگڑا کے اپنی مجبوری بیان - معذوری دکھائی - رویا - سچے دل سے حلف اٹھایا - میرا خدا گواہ ہے - مین بے گناہ بے قصور ہون اس جھگڑے سے بے خبر تھا - مجھے اس معذوری مین کیا وجہ امید کرنے

کی تھی کہ لوگ میری بات مانیں گے - میری تھا طرح سے بلوہ کر بیٹھے - مدتیں
گذر گئیں - لالہ رام کرن کے ہاتھ پاؤں سے صدمے میں زندگی بسر کر رہا ہوں
جو کچھ ترس کھا کے دیدیا اور یہاں میری شوریدگی بس جو ہوئے
پڑھا جاتا - بلوہ کس اضطراب پر ختم کر آیا - قبر میں پاؤں لٹکائے موت
کا منتظر ہوں ہاں البتہ اتنی خوب ہوئی کہ جب لیڈروں نے مجھ [illegible] شرارت سے
مجبور کیا تو ہاں میں نے بھی کر دی - [illegible] کسی کا نام [illegible] ایک [illegible]
میں بادی - میری حالت خود ہی شاہد ہے - یہ قطعی حاکم چوہدری
کے دماغ سے کسی طرح نہ نکلا کہ ملزم اندھا ہے - اور اندھا ہے [illegible] -
محسن کشی - اعزا بدخواہی الشان سے بعید نہیں یہ بھی انسان ہے کہ
ایک زمانے میں لذت دولت چکھ چکا ہے - اگر اس کا [illegible]
وادی پر لائی تو کون خلاف عقل بات ہوئی - وکیل سرکار نے وکالت کے
[illegible] پیش کیے [illegible]
اچھی طرح الزام قائم ہو گیا -
بیگم شورت ذات - اور پھر ہندوستان نکبت نشان کی مستورات [illegible]
گفتگو - چند ایک باتیں بہت [illegible] وقت بتائی تھیں وہ بھی بھول [illegible]
قصہ مختصر حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم سنا دیا گیا - [illegible]
[illegible] - حاضرین جو ابھی چند لمحے پہلے خفا کی نظر سے دیکھتے [illegible]
چوہدری جو ابھی مجرم قرار دے چکے مہربان [illegible]
اللہ [illegible] انقلاب ہے زمانہ -
عدالت میں بلوہ کی روداد کا جب [illegible] ختم ہوا - بادشاہ [illegible]
[illegible] دوبارہ نہیں کر سکتا ہوں نہ سونے چاندی میں تلے [illegible]
آج مجھ کون سے [illegible] اٹھے وہ تو لڑ رہے [illegible]
لو جہیں نصیب ہوا تھا [illegible] پہنچ گیا - تم موت [illegible] ابھی [illegible]
ہی بھلی - پھر ایسی آفت میں خود مالک ہی بھول جاتا ہے - زمانے
[illegible] پڑا - پھر جب ایک عرصہ کا [illegible] کسی شے سے وفا [illegible]

سے بے خبر ہے تو اوسکا کیا ٹھکانا ہے۔
نوکر چاکر تھے ہی کیا زمانے ہے مدت سے پنشن دیدی تھی۔ حسرت عمر کے دن پورے کرتے تھے۔ بقول شخصے پڑھے موسے پڑے موسے بیکاری کی بدنامی مٹانے کو نوکر تھے۔ یا کچھ ایام گزشتہ کی قدر دانی اور انعام اکرام کے احسان کو مانے جاتے تھے بعض قدامت کے خیال اور وہی کچے دھاگے سے بندھے۔ وفائے دیرینہ کے حق کو گرتے پڑتے ادا کرتے جاتے تھے ایک آدھ پیر فرتوت لاچاری و معذوری کی پردہ پوشی کو پچھلی محبت الفت کے سہارے پڑا زبان حال پکار رہا تھا ؎

تال سوکھ پریٹ بھئے اورہنسا کہون نہ جائین
بانہے پچھلی پیت کے سو تنکر چن چن کھائین

لیکن اب تباہی کے طوفان بربادی کے تلاطم نے رہی سہی جھوپڑی بھی او جار کے پھوس اور تنکے کو ستون جھٹک دیے۔ بوسیدہ لاش کی صورت ہڈیاں پسلیاں تجزیہ و توزیع سے بکھر گئیں گوشت پوست طعمۂ زاغ و زغن لقمۂ دم ہوا۔ اور کہنہ کتاب کے اوراق کی شکل گلیوں کوچوں میں منتشر ہو گئے یا پنساری کی دوکانوں پر پڑیا باندھنے کے کام کے رہے۔
ان سب کی حالت پھر بھی غنیمت تھی۔ کسی کو نے کھدر سے میں پڑے یا گھورے پر پہونچے۔ مگر اس کم بخت جنم جلی بہو کی کسی نے خبر لی۔ حضرات ناظرین ہم آپ بھی بھول گئے افسوس صد افسوس کیا کتی۔ اندر کیا ہو لی سچ پوچھیے تو بڑی بدسلوکی اوسنے کی جسنے اپنی حکمت عملی مصلحت ذاتی کی طمع میں اس کنواری کنیا کو تباہی اور مفلسی کے کالی کے منہ پر بھینٹ چڑھایا۔ نادانی اور حماقت پر صلاح مشوروں کی ناشنوائی۔ مشاورت کا انکار اگرچہ اپنے وقت پر روح فرسا تھے۔ اور پیر بھیجی۔ جیسی۔ زندہ درگور کرنے والی بلا۔ اور آخر تان شہنہ کی محتاجی۔
بس مصیبتوں کا مزہ تھا جنکی سفاکی بیان کے احاطے سے باہر ہے جسقدر جس کے خیال کو وسعت ہو جاسے خود قیاس کر لے۔ زلیخا کی

سنگری کا نقشہ کھینچ لے ۔

۱۶
سولھوان باب

جاٹ مراتب جانئے جب تیرھوین ہو جائے

افراط تفریط کی خرابیان - آگلی کے فرشتے - جہل کی جسارت ضرب المثل ہے
احمقون نا انجام بینون نے کچھ سمجھا تھا - حقیقت حال کچھ اور تھی - وہ کیا چکر تھا - وہ ہوا جو کیفر کردار کے واسطے لازمی تھا - لالہ رام کرن کی خبر مرگ گرم ہوئی - مگر وہ شہید سے نہین ہوئے - روز معرکہ کو ایک کھائین مین گر پڑے تھے - بلوائی سمجھے کشتون کے پشتے تو بن ہی گئے ہین یہ بھی داخل جہنم ہوئے مگر کسی کو اپنے سرپاؤن کی کب خبر تھی کہ اگر بیچ کھیت رہے تو لاش کہان ہے - لالہ صاحب اندھیرے مین بھاگ ہو لئے گنجان خیزران قریب کے موضع مین چوکیدار کی چھپر مین چھپے رہے - بعد اسکے بھیس بدل وقت دوکان ہو بیٹھے - پر شور بلوائیون کو اپنے نفع کی پڑی تھی اپنی اپنی فکرون مین پڑ گئے - اور یہ سارا انتظام خفیہ ہی خفیہ کر سکے -

آجکل گنوارون نا سمجھون کے مقابلہ مین گاؤن داری زمینداری وہی خوب کر سکتا ہے جو ان اشرار کو عدالت کی کشمکش مین ڈال سکے - کچہری دوڑا کے دوڑا سکے پشیمان کرے -

چنانچہ ادھر تو مقدمہ فوجداری دائر کیا - ادھر سپاہیون کو بھیج کے تشدد شروع کر دیا - تحصیل وصول - بیدخلی - اضافہ مین نادری حکم - رعایت مراعات بالکل موقوف - پولیس سے ملکے ہر شریر تند مزاج کی عافیت تنگ - تشخیص ٹکس مین اضافے کی خواہ مخواہ تحریک - رسد حکام کی فراہمی کے پردے مین ہر کس و ناکس پر ظلم - [illegible] سے نرخ مین ترقی کھاد کا انتظام حفظان صحت کے نام سے ایسا کیا کہ شروع سال سے ہر ایک اپنا اپنے کھیت کے قریب ڈال چلے - ہل - بیل - [illegible] بڑی سب مقررہ نرخ سے مول لے - ہر کسان کھلیان مین جبراً بیگار کرے -

ان انتظامات نے عافیت تنگ کردی - بڑے بڑے اشرار جیل بول گئے
- ادھر مقدمے مین جو کچھ پیروی ہوئی اوسکا نتیجہ ناظرین سن ہی چکے -
لیکن یہ سب کچھ تھا - اوسپر بھی بادشاہ حسین خان کے ساتھ اظہار ہمدردی
و نیک صلاحی مین خدا اتھوا سے کچھ نہ تھا
سامنا تو ان سے ہوا نہیں مگر آدمی روز حوالات میں آتا - پشیمان
جبین کرجاتا - افسوس بھی ظاہر کرتا - ہمدردی کی رندی کرجاتا - اور زخمون
پر نمک شکر مین ملا ہوا چھڑک جاتا - خود لالہ صاحب کو بھی سخت افسوس و
ندامت مگر عدالت کے قانون سے مجبور ہیں کچھ کر نہیں سکتے -
کبھی کبھی مکھولا بیگم سے بھی سلوک ہوتے - مگر وہی جب تین فاقے
گزر چکتے وہ وا کیا حق نمک ادا کیا ہے - ہزار منھ ہزار باتین - کوئی لالہ کی
تعریف کرتا - رئیس کم بخت کو الزام دیتا کوئی دبی زبان سے خدا لگتی کہتا
مگر بیچارہ واقعات مشتہرہ سے ثبوت نہ دے سکتا -
ادھر لالہ نے اس مقدمے کی ایک پوری کتاب بھی چھپوا کے ہندی اردو
اور انگریزی مین شایع کرادی - اومین رئیس کی نسبت تو کچھ نہیں مگر دہات
سے جو شرارت کی تھی تفصیل پوری درج تھی -
قسمت بھی عجیب چیز ہے - مارواڑیون نے ایکا کرلیا - بدون ایما
راہم کرن معاملات قرضی دام - دادستد مین عام سختی شروع کردی - اور جسطرح
بنا کثرت سے تمام علاقے مین اپنی کوٹھیان بڑھادین - غلے کا کاروبار اپنی برادری
کی بدولت - اڑہتیون کی بدولت ہر موضع مین قائم ہوگیا - ممانعت ہوگئی
خریدار - ادھر فصل تیار ہو - بھوسہ - غلہ - پیال - بھوسی سب وہین بک
جائے - اور جبتک مارواڑی لے تب تک دوسرے کو ہرگز نہ دیا جائے
قیمت ضلعدار کے ہاتھ مین جائے وہ بعد مجرائی لگان اسامی کو دے -
اور قلمبند کرتا جائے کہ کس کو کسقدر نفع نقصان ہوا -
رئیس کا مکان اچھا خاصا تھا مگر کچھ تو بے مرمتی - کہنگی اور کچھ فالج کی
نابینائی سے انہدام ویران ہوگیا تھا - عجیب آفت یہ تھی کہ اس تباہی کے

جھونکے نے اینٹ سے اینٹ بجادی ۔ کھنڈر تک باقی نہ رہا ۔
کاش یہ خرابہ بعد اس خرابی کے اتنا تو رہتا کہ قوم مقدم سے شناسائی دنیا پر ثابت رہتی
قبر آہ و زاری کرنے کو آشیانہ ہی سمجھ کے واسطے اس نگر اور گھر اسے
کی خرابی کیفیت پر دو آنسو بہانے کو صرف نشیمن بنا لیتا ۔ کچھ دن پہلے جہاں عیش
عشرت کے سامان کی وہ کثرت تھی کہ رنج و فکر کو بار نہ ملتا تھا ۔ دولت حشمت
اقبال قدم قدم پر آنکھیں بچھاتے تھے ۔ نغمہ ہائے دریا سامعہ افروز تھے ۔
ہوا ہے مسرت آنکے جھونکے غم والم کے تنکوں کو کہیں گرا پڑا بھی نہ رہنے
دیتے تھے ۔

یا وہ زمانہ آیا فلک جریم خو نے وہ رنگ بدلا کہ ابر حشمت و دولت صرصر
حوادث کی آندھی سے منزلوں دور بھاگا ۔ خورشید ادبار کا شمس لقیت النہار
سر پر آ پہنچا سامان راحت و امارت برف کے ڈھیلے کی طرح اس تمازت
میں گھل کے پانی ہو کے بہہ گیا ۔ شعلۂ بیراں کف دست میدان ہے ۔ بجز
خاک و گرد کسی بات کا نشان نہیں ۔ قطعہ زمین بزبان حال اپنے دشمن
کو یہ پیام بھیج رہا ہے ۔

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا تو اس کو کچھ خاک اڑا کر

اس سناٹے میں بے بہروں کو محسوس ہوتی ہیں تو صرف ہوا کی صدا
اور ارباب بصیرت کو سنائی دیتا ہے یہ پرانا قطعہ ۔

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل ۔۔ زنہار اگر تمہیں ہوس نائے و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو ۔۔ میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی ۔۔ مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط ۔۔ دامان باغبان و کف گل فروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ ۔۔ یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبح دم جو دیکھئے آکر تو بزم میں ۔۔ نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی ۔۔ اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

مکان کا یہ حال ہوا۔ مکینوں کی کیفیت ناگفتہ بہ۔ اس خاندان جلیل کی زینت مرقع عبرت۔ جنکی سواری خدم وحشم سے نکلتی تھی۔ گرد و پیش کے مجمع سے جھلکی تک نظر نہ ہو سکتی تھی یا مجلس کی سواری میں اپنے گھر وتنہا جا رہے ہیں جنہوں کی پوشاک کا یہ پیوند سے رو کے کشش کرتی ہے۔ ندگی نازک قاقم و سنجاب۔ حریر و دیبا سے مانوس ہو۔ اور سیتا پیتا نائی اور جب مرض نے جلد کو زندگی کا گویا بیمار بنا دیا ہے۔ پھر وہ سے گھر بیٹھ دستوران کا کام دیتا ہے۔ رو دیان رو یان ہوکے آنسو رو تا تھا۔ اور سے امانت نشست برخاست سے جا بجا چھیل گیا ہے۔ رطوبت تپی کہاں جسم چھیل کے گوشت شاخ تانبے کی طرح نکل آیا ہے۔

قید خانہ میں حسن اتفاق سے رحمدل ڈاکٹر تھا۔ اوسنے ترس کھاکے اور رحم آمیز قاعدہ سرکاری کے ذوق پر اپنے پاس ہسپتال میں لے لیا۔ گویا ایک مرتبہ اژدر کی پیشی سے اما رکھا ہے اور جیتے جانے لگے پھر زندگی ملی۔

بیگم دنیا کی عبرت یا بدقسمتی سے عدم ثبوت جرم اور دیگر رایج الوقت اسباب سے رہا ہو گئی۔ مگر کس کام کے لیے؟ دربدر خاک بسر پھرنے کو۔ نیچے گھر میں کسی نے جگہ نہ دی۔ اگر حاکم نے حبس نہ بھیجا تو خلقت نے بھی شہر سے نہ نکالا۔ کچھ نہ پوچھ جسم و جان باہم برقرار رہتے گویا رنجہ نان دیتی ہو لیکن ترس کھائی۔ اور کبھی خاطر مدارات بھی کرتی رہتی۔

انسان سب کاموں کے واسطے بنا ہے۔ روے زمین کی ہر اقلیم ہر منطقے خشکی تری میں اور ہو سکا تو ہوا پر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطبین کی برودت خط استوا کی حرارت سب برداشت کر سکتا ہے۔ نباتات ترکاری۔ گھاس پھوس کھاکے جیتا ہے۔ گوشت کھا کے بھی بسر کرتا ہے۔ اگر خشکی میں آج اپنے پاؤں کے رستا سہتا ہے تو کل تری میں بے خطر پھرنے عمر کاٹتا۔ آج تخت و تاج شاہی کے بغیر چین۔ مگر کل خاک گدا گری پر بوریے میں بھی باک نہیں۔ امید کا تکیہ نرم ہموار رہے۔ گدگدی بستر خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ بالوں کی پوبی تختہ ہے سخت بیروت۔ مگر اسکا م طرف

سے اطمینان دلاتی ہے۔ صرف عادی ہونا پڑتا ہے۔ تم سے پوچھو تو یہی اطمینان ہے جو ہشتاد سالہ بیوہ بے کس و بے فرزند کو زندہ رکھتا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ اگرچہ کسی نے مستقل دستگیری نہ کی۔ مگر خاطر سب دلوں میں باقی رہی۔

عصرت کھلے بھیک مانگنے لگی۔ اپنے حال میں خوش بھی تھی طبیعت [illegible] بھی ایسا ہی تھا۔ سب کے گھروں میں جانا۔ اوپر کا کام کاج کرنا۔ اور روٹی ٹکڑا پیٹ پالنے کو پا جانا۔

یہی حال سب کا ہوا۔ یوں زمانے کی نیرنگی سے کوئی امر بعید نہیں مگر انسان کا دل طرفۃ العین میں اس انقلاب کو دیکھ کے متاثر کیوں نہ ہو۔ خصوصاً آجکل جب ایسے بنتے کم ہوں مگر بگڑتے زیادہ ہوں

روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل
شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش
زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ماہ ہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم
صفدرے خیزد بہ میدان یا عروسے در چمن

سالہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب
لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

۱۷

سترھواں باب

یہیں لیتا ناگہ خنجر مرا گلو بھی نہیں رہے گا
کہ یہیں قاتل کے سر ہمیشہ [illegible] رہے گا

سیاوش قتل ہوا اور کچھ رنگ نہ لائے۔ اس عالم اسباب کا قانون نہیں اور کچھ نہ سہی حساب [illegible] صورت میں پیادہ شاہ ہی ہو کے نکلیگا۔ [illegible] [illegible] صفدر [illegible] اسی طرح اور [illegible] کاروں کی [illegible] [illegible] پھل نکال دیے۔ مگر اس معاملے نے بڑی صورت پکڑی تھی۔ اسے صفدر [illegible] ضرورت تھا۔ جس [illegible] ہوچکا تو [illegible] صفائی لازم آئی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے [illegible] کرنے کا ذاتی کام [illegible]

ایک بڑے متمول کارخانہ کے صرف گماشتے تھے۔ ایسی ایسی چار پانچ کوٹھیان مختلف شہرون اور اقالیم مین تھین۔ مگر مستعدی چالاکی۔ ہوشیاری اور تیزفہمی ایسی ان مین کوٹ کوٹ کے بھری تھی کہ کسی کو بھی گمان تک نہ ہوا کہ دوسرے کا کام انجام پا رہا ہے۔ جسوقت تمام معاملات کی خبر مالک کو پہونچی تو بہت کچھ

بگو مگو ہوئی اور آخرکار یہی مناسب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب سبکدوش ہون خدمات شائستہ کے عوض مین حقوق مقرر کردیے جائین اور کاروبار حساب کتاب انتظام سب صدر سے ہوا کرے۔ نوکر کو عذر ہی کیا۔ خیرخواہی۔ نمک حلالی سے مجال چون وچرا نہین۔ اقبالمند۔ ہوشیار قوم سے تھے۔ بہبود دولت نے آرام پسند بنایا نہ طمع ناجائز نے آنکھون پر پٹی باندھی۔ انھون نے کوڑی کوڑی کا حساب سمجھایا۔ بہیان بند کین۔ بوریا ڈور باندھی۔ بستر لپیٹا۔ بساط حکومت سمیٹی۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر سدھار گئے۔ جنسے واسطہ ہوا تھا اون مین اکثر متاسف ہوئے۔ کم جدت پسند خوش بھی ہوے مگر دونون نافہمی سے۔ کیونکہ اس ہیر پھیر مین جو ہونے والا تھا وہ نہ انکو معلوم تھا نہ ہمکو۔

ہان چند روز کے بعد دیکھا سنا گیا۔ کہ انتظام علاقہ ایک نئے ڈھنگ سے مقرر ہوا۔ جس قدر اسامیون سے واسطہ تھا اونمین نرمی کی گئی۔ جنھون نے مقدمے مین موافق گواہیان دین۔ یا اُس فساد مین شریک نہ ہوے اونکو ایک ایک سال کی جمع معاف تو نہین ہوئی مگر چار قسطون مین دینی ہوئی۔ آجکل اس بے مروتی اور خودغرضی کے زمانے مین ہزار جاگیرون اور پتی گرانون سے بڑھکے بات ہوئی۔ اس کے علاوہ حقوق زمینداری جو رقم سوا کے نام سے مشہور تھے اونمین تخفیف بہت کردی گئی۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاندان سابق جو صرف چند نفوس مین محدود ہو گیا تھا۔ مسماۃ فرخندہ بیگم کی تنخواہ بسر اوقات کے واسطے

کافی مقرر ہوئی اور یون بھی اس کے علاوہ کبھی کبھی سلوک منظور فرمایا گیا
بعد کے دن پھر سے یعنے جب یہ معلوم ہوا کہ اول تو بے گناہ ہے دوسرے
لالہ کی سفارش تھی اور یہ بھی اس تقریب مین شریک غالب تھی - تو یہ
بلوائی گئی اور اسکو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ علاقے مین دورہ کرکے تعلیم نسوان
کی ترغیب دے -

جب حیات ایسی مستعار نعمت عالم اسباب مین گزشتنی اور کل کائنات گزشتنی ہو
تو یہان کی کسی شئے پر کسی قسم کا حق کیا قابل اعتبار ہو - انسان دنیا مین بیک
بینی و دو گوش آتا ہے - خالی ہاتھ جاتا ہے - نہ وہ یون توڑون نہ جواہرات کی
تھیلیان نہ املاک - وسیع قطعات ارض - نہ انبیری نوٹ یا کمپنیون کے حصے
نہ رجسٹری شدہ قبالے چھاتا ہے -

یہ سب دنیا کی رنگ آمیزی سے کرشمے ہیں [illegible] ایک ایک پہلو مین ہر لحظہ ہزار
ہزارون پیدا ہوتے ہین [illegible] زمانے مین
موج انقلاب [illegible]
[illegible] کا خون بہا کے
سلطنتین لین - لیکن [illegible] دوسرون
کے واسطے چھوڑ گئی [illegible]

[illegible]
[illegible]

پھر حالت اس پر اگر [illegible] ہوئی انصاف سے قریب [illegible] سکو جا [illegible] ثروت کی
کیا ضرورت ہے [illegible] مناسب سمجھا مہیا کردیا -
دنیا مین کس چیز کی [illegible] استحقاق - قابلیت [illegible] بھی تو ہوئے س

قابل گوش سبکے دن گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

بچپن مین بچہ دودھ ہی کے لائق ہوتا ہے پھر اسکے واسطے روح مادی تک
تو مہیا کردیتا ہے - ماں باپ کسی حیثیت کے ہون کھلونے لادیتے ہین جوانی دیوانی

آئی ساتھ ہوا اور ہوس لائی - اسکی فرمائشیں بھی پوری ہوتی رہیں - [illegible] یاد آیا
عصا و بستر کسی نہ کسی جتن سے مہیا کر دیتا ہے - موت بھی ہو گو کفن چار سے کے
کاندھے - دو گز قبر کی فکر رو پیٹ کر ہی دیتی ہے - کوئی مردہ بے تجہیز و تکفین
پڑا نہیں رہتا قبر پختہ بنی - مقبرہ طیار ہوا - ہاتھ بھر کا گڑھا کھود دیا - یا اہتمام سے درجہ
بنا رغ و زعفران کا پوٹا گنبد ہوا - بہر کیف مٹی ٹھکانے لگی - جو بات ہونی لازم تھی
ہو گئی - بادشاہ حسین کی ملکیت جائداد بھی گویا متروکہ تھی - قانون کی رو سے
آمد و شد نفس کے دم سے وابستہ تھی - جیسے گڑھی میں کمخواب کا پیوند - دنیا
کی نظروں میں بے جوڑ معلوم ہی ہوا جاتا ہے - اور ٹھیکہ داری آنکھوں آنکھوں [illegible]
تھی - اب اسمیں تغیر تبدل ہو - اور ضرور ہو - تجدید معاہدہ شور بستان یا [illegible]
تھا - اسکے علاوہ بے حس و بیچارہ کو تکلیف ما لا یطاق - محض حجت شرعی -
حیلہ قانونی ختم کرنا تھا - حقیقت کی حقیقت جو کچھ بھی - دنیا جانتی تھی لیس معاملہ
ٹھیکہ فسخ کرنا بمصالح مناسب معلوم ہوا نئے سر سے قبض و تصرف کی بنیاد قائم کرنی لازم
آئی پچھلا دھرا دستاویز منقضی المیعاد - سڑی جھونپڑی منہدم عمارت -

اب جھونس کی چھاؤنی پختہ پارک بنے - کچھ کنووں میں گولے چلے اندر اندر اپنے
ناؤ کے [illegible] بیل میں کوٹھیاں لگیں تب کام چلے - بنیا جھوس اسامی - تہی دست
زمیندار کو اس اہتمام میں پس و پیش ہو سکتا تھا - تھوڑی کہاں سے [illegible] - اضافہ
آمدنی کے لوازم کیونکر مہیا ہوں یہاں بعنایت الٰہی کس بات کی کمی تھی -

زر پیشگی جو ٹھیکہ میں بغرض اطمینان بطور ضمانت لیا گیا تھا - قرضہ کی صورت میں آیا
جو متفرق رقم زر ٹھیکہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً سرکار میں لگا دی گئی تھی - چھانٹ چھانٹ
کے اضافہ ہوئی - تقریبوں تقریبوں میں [illegible] لائے گئے
تھے - طلسمات کے سین دکھائے گئے تھے [illegible]

قصہ مختصر بلکہ تفصیل مجمل یہ کہ جائداد پر بار [illegible] ہو گیا - کچھ
چارہ جوئی عدالت مفر نہ تھا - مجبوری تھی [illegible] اتنی بھاری [illegible]
یعنی جائداد آج اس سے وصول کرو - یا کل پر اٹھا رکھو - جبتک اس بوجھ کی
طاقت تھی صاحب معاملہ نے خود ہی طرح دی - آخر یہی [illegible] دن پیش آیا

پھر استخارہ کیسا تذبذب کیوں تامل کس لیے۔

مسودہ تیار کیا اسٹامپ آیا۔ دعویٰ تیار ہوا۔ داخل بھی ہو گیا

سمن جاری ہوا۔ مدعا علیہ کی کارروائی بعد ازاں نہ ہوئی۔

جواب دہی کے جو سامان ہو سکتے تھے۔ ناظرین ناول خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

ایک طرف ملکیت حقیقت بزبان حال کہتی ہے۔

اگر کھلا نہ سکے تاب تیغ نازکشی
مگر کہ زندہ نہ تھی جانِ ادبار کشی

دوسری طرف "شارع عیب و قاضی الحاجات" سکہ زر علیہ السلام ہر ایک۔ قانون عقل و فراست و دیکھنی "حق بحقدار" کی آلفت تا مرغن۔ عام اسامیان علاقہ جات

اس طرف ساری ابتدائی حوالہ کچھ بھی نہیں

اگرچہ ردبکاری فیصلہ ڈگری یکطرفہ ہونے کی وجہ سے ساری کارروائی مختصر ہوئی گویا مقدمہ نے ڈبل کوچ کیا۔ یعنی پیشوں تمر لین ایک دن میں سے کچھ میعاد مقررہ کے بعد نیلام کی بھی نوبت آگئی۔

۱۸
اٹھارھواں باب

کب لگاتا ہے کوئی اس دل بے حال کا مول
سب لگا دیتے ہیں مفلس کے عوض مال کا مول

آج نیلام کا دن ہے۔ بڑے علاقہ کا نیلام ہو گا۔ اس علاقہ کا ایک زمانے میں دور دور شہرہ تھا۔ مشہور لوگوں کی چیزیں بھی مشہور ہوا کرتی ہیں۔ علاقہ بھی مشہور تھا۔ ابھی بہت دن نہیں ہوئے۔ ریاست ہندو نگر زرخیز معمول۔ اور زیور بھی جانی تھی سے ہم چشم اعزاز کی آنکھ سے دیکھتے تھے۔ بعض دولت والے ہمت باندھتے تھے کہ اگر سارا علاقہ بک جائے۔ ریاست کا خزانہ خالی ہو جائے۔ اثاثہ بھی کچھ نہ رہے تھی کہ جہاں کا کچھ روپیہ پیدا ہو جائے تب بھی ریاست سے لینا پڑے۔ غرض یہ ہے ایک موقع وہ تخت کا تھا کہ جیسے بھلا برابری نہیں کر سکتے لیکن افسوس میں سمجھے کہ ایسا ہوا ہے۔ بار اتنا ہو گیا ہے۔ اگر چار سے پانچ

معاملہ ہو جاتا تو بڑی بردباری تھی ۔

مگر تازہ جھگڑے نے بازار کا رنگ بدل دیا ۔ بادشاہ حسین خان کا نام فہرست معززین میں نظری ہوا ۔ ریاست شال کرم خوردہ ہوئی ۔ علاقے کی ہوا بگڑی ۔ رعیت کی شورش ملتفت ازبام ہوئی ۔ اب روپیہ لگانا درد سر مول لینا ہے ۔ ابھی کون روپیہ پھنسائے وہی مثل آ بیل تو مجھے مار ۔ آجکل کا زمانہ ۔ رعایا پر سختی تشدد ممکن نہیں ۔ پھر آئے دن کے مقدمے تحصیل کے جھگڑے دیوانی فوجداری کے بکھیڑے اور سب سے بڑھ کے ٹھیکیداروں کا بار ۔ تا دیہا سب باتوں سے پاک ہوتا تو مضائقہ نہ تھا ۔ ہاں ایک زمانے میں علاقہ اچھا تھا ۔ مگر اب تو ٹھیکیداروں نے بھی چوس لیا ۔ خالی چھوک رہ گیا ۔ اونچے اونچے ایسے لگائے رسوم ایسے ایسے باندھے کہ اسامی بن سکت نہیں ۔ یا … شوربہ پشت یا مفلس ہو گئے ۔ بچہ بچہ قانون آئین سے آگاہ ہو گیا ۔ قدم قدم پر حجت لگاتا ۔ ذرا ذرا سے حق پر لڑتا ہے ۔ یا غریب … نہیں پھر جیبیر مزدوں کے علاوہ پانی کاشت بھی بہت سے داخل ہو گئے ہیں جنکا کچھ مذور ۔ اسلئے تحصیل وصول میں وقت زیادہ پڑتی ہے ۔ الغرض ایسی باتیں مشہور ہوئیں کہ جتنی قاصر ہوئیں … جو جائدادیں زیر بار ہو کے بکتی ہیں انکی قیمت بائے … خیال سے گھٹ بھی جاتی ہے ۔ بیشتر سے حقیقت حال بھی اچھی طرح کھل نہیں سکتی تھی ۔ مفصل کاغذات خریداروں کو یا عدالت میں ملیں یا ٹھیکیدار سے ۔ دونوں کو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ قیمت بڑھانے کی فکر کریں ۔

اسپر بھی کچھ خریدار جمع ہی ہو گئے ۔ یہ کون ہیں ۔ ایک ریاست کے مختار ہیں ۔ انکا علاقہ ہم سوانہ ہے ۔ خریداری کی بہ نسبت سیر نیلام زیادہ مدنظر ہے ۔ روپیہ تو اسوقت انکی ریاست میں اتنا بھی نہیں کہ یکمشت چہارم داخل عدالت کر سکیں مگر حکم ریاست کی تعمیل کو آئے ہیں ۔ یہ دوسرے ایک ہزایل صاحب کوٹھی کے نائب ہیں ۔ انکے ہاں کبھی ملاتے ہیں ۔ کوٹھی کی ساکھ بھی ہے ۔ اگر قیمت واجبی اٹھی تو عجب نہیں لے لیں ۔ اتفاق کی بات ہے ۔ یہ تیسرے صاحب

برہمنون کی ریاست سے آئے ہین - ان لوگون کا بڑا علاقہ ہے - ریاست خوشحال بھی ہے - تلک دھاری راجہ ہین - انسے بنک سے معاملہ ہوا ہے کہ اگر بولی انکی منظور ہوئی تو وہ روپیہ دیدے گا - اور پھر بیتے سے بار بھی ادا کرے گا پھر کچھ اپنی ریاست کچھ اس علاقہ کی آمدنی سے قرضہ ادا ہو جائیگا -

اب نیلام کا حال سنئے کہ ٹھیکیدار کے بار کا اعلان ہوا - اور بولی شروع ہوئی ڈگر پیدا رسے نے ایک مجہول الحال کو بولی پر کھڑا کر دیا - جو بولا اوسکی بولی پر بڑھا - کچھ لوگ ادھر اودھر جھوٹے ہوئے تھے اور قلعون نے علاقے کی اسقدر برائیان مشہور کین کہ سب ٹھنڈے ہو گئے - کوئی آگے بڑھتا ہی نہین ہزارون بلکہ لاکھون کا معاملہ تھا - ناظر صاحب بھی بولتے بولتے سرمہ در گلو ہوئے - سارے دن یہی رنگ رہا - اور آخر تو ایک دو تین اوسی مجہول الحال کی بولی پر ختم ہوا - بعد ضابطے کی کارروائی کے سرٹیفکٹ نیلام بھی ملگیا - برائے نام کسر باقی تھی وہ پھانس بھی نکل گئی - ٹھیکہ پھر ٹھیکہ ہے ملکیت اور ہے ٹھیکہ اور - بہت کچھ تغیر و تبدل ہوئے - مگر سب رفتہ رفتہ بلا ہائے نف التحیل - دفتر مین کام کرنے والے مختار - منلودار - گرداور انٹرنس پاس سپاہی مڈل کلاس ایک بیرسٹر کی تنخواہ پانچسو ماہوار مقرر ہوئی - پانچ وکیل پچاس پچاس ماہوار - اور ایک ہائیکورٹ کا وکیل ڈھائی سو ماہوار برمشورہ قانونی کے واسطے - مختار یہ کہ امتحان دیئے ہوئے سرٹیفکٹ رکھنے والونکی خوب بھرتی ہوئی - آخر کی بھرتی بادی کیطرح چھنٹ گئی -

۱۹
اونیسوان باب

روزے افتاد فتنہ در چشم ۔۔۔ ہرکس از گوشہ فرار فتند
روستازادگان دانشمند ۔۔۔ بوزیرے پادشاہ رفتند
پسران وزیر ناقص عقل ۔۔۔ بگدائی بروستا رفتند

ناظرین! حامد شاہ اور احمد شاہ مرحوم ہو چکے تھے - شیر مادر جام زہر بنا تھا - شفقت مادری ڈائن بن کے کلیجہ کھا چکی تھی - ہم آپ کیا مغنے بہت سے

دنئی قبرون پر گلستان تاسف کے دو پھول چڑھا سکتے تھے - اشخاص فسانہ کی فہرست سے عرصہ ہوا نام خارج ہوگیا تھا - مگر دو فقرہ روزگار سے ابھی نام نہین - تدریسی عبارت نے منقطع کیا - اور سچ ہی ہے ابھی آنکھون سے دنیا ہی کیا دیکھی تھی - فلک شعبدہ باز نے جوڑ دھندے کا تماشا ہنڈولے کا لطف کیا دکھایا تھا -

یعنی اسمین کلام نہین کہ زہر دیا گیا - مگر عجیب اتفاق مدت کا رکھا تھا - بیگم بھی اتنا عیاش نہین کہ زمانہ جوانی مین بادشاہ حسین کو ایک ایرانی تاجر نے تحفہ دی تھی تاثیر یہ تھی کہ جسکو یہ دوا کھلائی جائے اوسکو تین پہر ہوش نہ آئے - دماغ پر ایسا اثر کرے کہ سکتہ بھی اوسکے مقابلہ مین ساکت ہوجائے - امیرون - شوقینون کے ہان ایسی چیزین پڑی رہتی ہین - دل لگی کی غرض سے یا کسی اور کام کے واسطے - استاد زمانہ نے اس دوا کو بھلا دیا تھا - مالک کو کلیات کی کب خبر رہی جو ضروریات کا دھیان آتا - ہان دوا ایک دفعہ ابتدا مین بیگم سے ذکر آیا تھا بلکہ وہ پڑیا انھین کو دیدی تھی کہ اپنے صندوقچے کے کسی کونے مین ڈالدین -

جس زمانے مین بیگم کو اسکی ضرورت ہوئی - وہ دوا یاد آئی - زیادہ تحقیق و تفتیش مناسب نہ سمجھی - دوسرے عورت ذات تو جب کسی بات کی دھن ہوتی ہے اور ذریعہ بھی معلوم ہوجاتا ہے تو زیادہ چھان بین بھی نہین کرتی - ایک دن غذا مین دیدی - اوسکا اثر بھی اتنا ہوا کہ واقعی مرگ سمجھی گئی - چور کا دل کتنا - پر آشوب زمانہ - افشاے راز کا دھڑکا - بس خاک ڈالنے کی جلدی پڑگئی - اور اول منزل پہونچا دیا - دفن کر آئے - گھر مین ماتم بھی ہوچکا اتفاق کی بات ہے -

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

قبرستان کا تکیہ دار کوئی اچھا آدمی نہ تھا - وہ سن رسیدہ شخص تھا مین باوفا ... سے پرورش پانے والا - چادر کفن کو لنگوٹی بنانے والا - قبرستان جسکا مسکن ...

جیسا کہ کلیتہً مردون دراز سے متعلق سامان کو نقصان نہ پہنچنے والا۔ طبیعت مرگ
کی ہیبت اور ہیبت سے کوسون دور۔ نباشی مین اول درجہ کا مشاق نکلا جب
کبھی موقع ملتا۔ لوگون کی آنکھ بچا دوسرے تیسرے ہی دن قبر کھود کفن
چرا لیتا۔ لاش بچہ اندر [illegible] نوبت کو چھوڑ دیتا۔ اول تو ایسے مردون سے
یہ سلوک کر سکتا جو جیتے جی پیٹ کی روٹی تن کے کپڑون کو محتاج کچھ اتنا نہ رکھتے
نہ ترکہ چھوڑ جاتے تھے۔ پھر ورثا کو کیا پڑی تھی جو خبر ہوتے۔ یہی تکیہ دار
ہڈیان جمع کر کے قبر اُبھرا اُٹھا تا گور کڑھا کر دیتا اور نہین تو ورثا روتے
پیٹتے آتے۔ جانورون کی جان کو مرنے کی جان کے ساتھ رو جاتے اور
پھر لوٹ جاتے۔ بہر حال معاملے پر خاک پڑ جاتی۔ اسیطرح جب یہ دونون
مردے آئے ہین اور صرف محلے کے چند مسلمان ترس خدا سے سپرد زمین کر گئے
ہین۔ تو اس شب روپے نفع کی امید سے اس مشاق نباش کو آمادہ کیا قبرین
کھودین کفن اوتارے۔ اور لاشین ہوا کھانے اور بجوؤن کے شکار کو یونہین
چھوڑین ہنوز کوئی اور گزند نہ پہونچا تھا کہ جسکے بعد پھر سے ہوش آیا۔ قبر کے
صندوق مین دونون نے اپنے کو پایا۔ حالت اور کیفیت پر تعجب متحیر و دہشت
ہو رہے گھبرا کے اٹھ بیٹھے۔ پہلے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
ایک ذرہ دو طرف۔ عجیب انقلاب۔ طرفہ اتفاق۔ دو ماجائے۔ ایک ہی مان
کے پیٹ مین پاؤن پھیلانے والے۔ قبر کی گود مین چند لمحہ رہ کے اپنے
بدلے کہ دنیا اونکو بھولی۔ اور یہ سگے بھائی کو۔ دونون مادر زاد ننگے ہٹا کے
باہر نکلے۔ دو اسکے نزدیک بیہوش تو پہلے ہوئے اب اس سامان نے
بدحواس کر دیا۔ [illegible] ایک ساتھ دیہات میں چند کوس جا کے
[illegible] نکلتے [illegible] ادھر کا کھیت نظر آیا۔ فی الحال روپوشی کو آٹے کی
[illegible] چھپ گئے [illegible] ہمین وہ [illegible] کچھ کچھ حال بھی بیان کیا۔ اور ہم خود زمین پر
بیٹھ گئے [illegible]

یہ انقلاب زمانہ نیرنگ کرشمے نہ کسی فلسفی کی سمجھ مین آتے ہین نہ
نہ کسی قانون قاعدے کے پابند ہین انسان جنکو الزام دیتا ہے تو انکو

احمق بناتا - اوراس بحث وتکرار - بحث ومباحثے - تخطیہ اتہام کا نام معاملات دنیا ہی - اس غلط بحث سے اہل بصارت کو وہ چکا چوند لگتی ہے کہ اصلیت نظر ہی نہیں آتی - شریف زادے گہوارۂ دولت وعزت کے پلے - قاقم وسنجاب خرید دیا پہننے والے بستر ناز کی پر استراحت کرنے والے چند لمحوں کے ایر پھیر میں کن حالوں کو پہونچے ہیں - وہ مسند حکومت جس کے منصوبے تھے کیا ہوئی - اوس خواب حکومت کی کیسی تعبیر نکلی - بستر خاک اور وہ بھی ارہر کا کھیت جسمیں جوار کی کھونٹیاں بد اعمال کے کیفر کردار کیطرح ڈوڈوا کر ابھری بیچ میچ بستر خار - غذائے لذیذ کے عوض ارہر کی کچی پھلیاں - ہری پتیاں - آب مصفا وخنک کے گڑھیا کا پانی - ستر پوشی کو چیتھڑا یا پیر کے ٹیلے کا گودڑ - جو ایک کریل کی جھاڑی پر گاؤں والوں نے دھجی دھجی پھینک دیا تھا -

ایک دن ایک رات اسی ہیئت کذائی سے کٹی - صبح پھٹی لنگوٹیاں باندھ کے آبادی کی راہ لی - گنویں گاؤں میں بھیک مانگی - مان مان بھتیاں نصیب نہیں - یہی غلہ یا موٹی جھوٹی روٹی - اسی گداگری میں کسانوں اور ہلواہوں کی زبانی ان سانانوں کا بھی جستہ جستہ حال سُنا جو فوجداری کی نالش کے واسطے ٹھیکہ دار کے اہلکار مہیا کر رہے تھے -

کچھ تو دوا نے دماغ پر ایسا اثر کیا تھا کہ صحت نفس کے واسطے سکون طویل درکار تھا - اسپر مصیبت بالائے مصیبت - اچھے خاصے آدمی کے حواس جاتے رہتے - امارت کی چوکڑی فوت افلاس وفلاکت کی دوڑ میں پہونچے ہوش گم - حواس غائب - برگشتہ تقدیر - بے سر وسامان - سرگردان و پریشان دہات میں پھرنے لگے -

کام کاج دہات میں اسکے لائق کیا تھا اور سچ پوچھئے تو اسکو آتا ہی کیا تھا صرف دو کام - ایک کھانا دوسرے سو رہنا - ہل اسنے جوتا نہیں جانا کھیت اسنے کاٹے نہیں جانتے - سانی کیا سے ناواقف کھیت کے بوجھ لاد لانا - کھلیان بچاتا - ... چھوکروں کی ... مویشی چرانا - عورتوں کا

نکام قسمت بر آتا - سینہ پھٹتا - رونا بھی نہیں آتا -

بیسواں باب

گیا بگذشت این دل زار بسامان — سرما بگذشت و این دل زار ماند
القصہ تمام عمر و سر عالم — برما بگذشت و این دل زار ہمان

دنیا کی دھوم دھڑکی میں جب تک حیات کی کوک بھری ہے کبھی پہلو کبھی بغل بدلنا پڑے گی مشغولہ - طبیعت دماغ کا شیرازہ شیشہ سوتے جاگتے شادی کے مرغزار غم کے لیا تکلف سرخوشی کے بیابان سرگردانی کی تنگ نائے فراغت کی صفا سطح عشرت کے ناہموار قطعے سر و زبر طے کرے گا -

دولت ثروت - افلاس بے دولتی - رنج راحت میں فرق امتیازی ہے - دل و دماغ کے پیلتے پرزوں میں زنگ لگے تھے نہیں - چال میں فرق آنے نہ پاتا - بے فائدہ پاشکستہ ہو کر سکون بحث نا ممکن ؏

رات دن چکر میں ہوں جب آسمان

تو زیر آسمان کیوں اثر نہ پڑے - سفلیات کیوں تابع علویات نہوں - یوں تو دن کے اپنے پرائی حالت کو پوچھئے - بلکہ رسید ہی آگئی - خدا یہ دن دشمن کو بھی نہ دکھائے مگر دل کی ہوس دماغ کی فکر معطل نہیں رہ سکتیں - یہ تو جان حزین کے ساتھ ہیں ؏

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

سوتے جاگتے آسیب کی طرح سر پر سوار رہتیں - انکو مساعدت و نامساعدت زمانہ سے کوئی واسطہ نہیں - شاہی کے لیے تخت و تاج کے محتاج نہ دریوزہ گری کے واسطے کچکول اور جھولی کے پابند مفلس دل سے غنی - غنی دل سے مفلس - ورنہ خیال میں بے آب و دانہ تا بینے پھرتے ہیں -

غرضکہ الله بن عجیب و غریب مجموعہ اختلافات معدن اضداد ہے جب کائنات کا ظاہر و باطن ایک نہیں تو انسان بیچارہ کی کیا مجال - اگر امیر زادے جھونپڑی میں رہ کے محلوں کے خواب دیکھتے تھے تو کیا الزام - آرزو در جوانا عیب نیست -

کہیں دیہاتی مدارس زنانہ کے دورے کو ملتوی کیا اوس موضع کیطرف متکلین صورت شکل حسن ذاتی میں اچھی کیا گیا تھا - بلکہ سچ پوچھو تو رنگ روپ پوری عمر پہو پچنے - مہذب لباس سے آراستہ ہونے سے اچھا نکل آیا تھا - اوس پر ستم یہ کہ بے پردہ تھا جیبت - جاکٹ - باکی - بانٹ ڈٹوپی بہت شاید سونے میں سہاگہ - یہ گویا اسی سج دھج اور اسی وضع کے واسطے واضع حقیقی نے بنایا تھا - بیچارے اگرچہ بظاہر دوسرے ہی عالم میں تھے مگر چراغ کشتہ ہیزم سوختہ کے جگر میں آگ کیطرف سے خود کشش ہوتی - گرم ہوا شعلہ بھڑکا دیتی ہے

احمد یار دل سوختہ - وحشت برگشتہ مضطر کے دل - قلاش کی خاطر کیطرح پراگندہ پھرتے پھرتے اس راستے پر بھی آنکلے - یہ سلمہ کا بھی تھا - ایسے مقام ایسے موقع میں یوں دو چیزوں کا ملنا تو احاطہ قیاس میں آتا ہو نہ سیدان اندیشہ میں سماتا - اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ داڑھی کی آراستہ پیراستہ دوکان کی سیر میں یہ جنس گراں بہا نظر فروز ہوئی تھی - یا ایک زمانہ وہ تھا کہ شمع کاشانہ محبوبی نصف تدبیر گھر کا اوجالا بنی تھی شادی کی رنگین رسمیں ایک طرف جشن خانہ آبادی کے نغمے دوسری طرف - آرسی مصحف کے پھیرے میں ضیاء سے مرآة کے مقابلے سے چشم مشتاق کی پلیٹ پر فوٹو لیا تھا - یا آج باوجود بے سامانی یوں دید وادید کی نوبت آئی - حالت ضرورت مصلحت تو غش کھا کے گرنے ہی کی تھی - جلوہ وہی - موسی وہی - نور وہی - طور وہی - ہاں نوبت دولت نہ تھی بیچارے لن ترانی کے راز و نیاز کیونکر ہوتے - فاتت الشرط فاتت المشروط -

انکی صورت پہچانتے کیا معنی نظر اوٹھا کے دیکھنے کے لایق کب تھی - چپ چاپ ساکتین ہوا - سعا چپ چپ رہا - ایک ہوا آئی اور چلی گئی نسیم و صبا کا جھونکا ہے تو کیا - سموم کا تھپیڑا ہے تو کیا - باد صرصر کا موجہ ہے تو کیا - اگر کسی دم فرصت ہوئی - یا یہ لگی - کسی نے برباد کیا - یا فالج لقوے نے مار ڈالا - رفتار زمانہ کیا کرے - شعرا اس معاملے کو تغافل یار کہیں - حکیم کہیں عشاق وا سے معشوقانہ کا نظارہ - میں تو تسلی یہیں معاملات دنیا اگر ارادے خیالات کے مطابق ہوا کرتے تو کارخانہ عالم درہم برہم ہوتا - کرہ زمین بجائے کے قدموں کی بدولت بالکل جنانہ

بن جاتا۔

الحاصل ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے لگی۔ یہی خواب جنت تھا کہ حور کا چھلاوہ دوزخی نے دیکھا تھا۔ ورنہ اس عالم اسباب کا نہ یہ قانون نہ اعمال و جزا کا قاعدہ۔ اعتقادی خدا میں سب قدرت ہے کہ دوزخی کو جنت پہونچا دے جنتی کو دوزخ سے ملا دے۔ یہاں گیہوں سے گیہوں چنے سے چنا ہی پیدا ہوگا۔ اور دو دو چار ہی ہونگے۔ ماہ و خورشید کا اوقات معینہ پر طلوع و غروب ضرور ہوگا رگڑ سے حرارت پیدا ہوگی۔ ترچھی شعاعیں جھاڑ کے آویزوں مینہ کی بوندوں پر قوس قزح کے ساتوں رنگ پیدا کرینگی۔ یہی ہونا چاہیے تھا کہ احمد یہاں کے دم بخت ہوں اور بی کلمولا بیگم کچھ یاد کرکے اپنی لغزش۔ حافظ سعد وہ متخیلہ کو غلط مانیں اگر انھوں نے

آدمی را بچشم حال نگر

پر عمل کیا تو کیا گناہ کیا۔ انکو بھی تو لوگ صرف اوستانی جی سمجھنے لگے تھے۔ ہاں فرق اتنا تھا کہ ایک کو ٹھگ گدا جانتے۔ دوسری کو رنگین تصویروں لیکٹوں کھلونوں کی چاٹ پر سخاوت کی دیوی مانتے

حضرات ناظرین۔ ایک بھائی کو تو یہ شغلہ ملا۔ میدان تخیل میں امید کے لنگڑے ٹٹو کی سواری نصیب ہوئی۔ دوسرے کو عنایت الٰہی ان جھگڑوں سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ اسکے علاوہ دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند یہ وہاں موجود ہی نہ تھے جدھر سینگ سمائے چلے بھی گئے تھے۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ تھا۔ اور حق بجانب بھی تھا۔ انتشار کا خاصہ بھی یہی ہے۔ آبادی اسیکا نام ہے دونوں کے خیالات میں بھی رفتہ رفتہ اختلاف بھی ہوتا گیا۔ کچھ تو خلقت ہی سرشت ہی ایسی تھی۔ لقاق مجسم یاں کے ہو کا اثر کہاں جائے۔ جذبات دلی میں ان او تنا ہی حصہ لیا چاہیں جتنا تخیلات دماغی میں ڈالدیں

جسقدر تفصیل سے حالات متقدمہ سنتے اوسی قدر طبیعت رو بفرار ہوتی ایسی حالت میں بے جائی خواہ مخواہ آجاتی ہے۔ مثل مشہور ہے خانہ خالی را دیو میگیرد حسنات کی کمی صفات کی بیشی کا باعث ہوئی ہے۔ پھر بخت ستارہ شناس نے اپنا ٹھکانہ ہی ایسی رکھی۔ طبیعت کی افتاد ہی ایسی پائی تھی کہ اس حالت کیڑا سے

اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گئی۔ بعد چندے دونوں ایسے تماشے کے عادی ہو گئے۔ مگر
کبھی اپنی گزشتہ شان شوکت کا خیال کرتے تو کاہلی سے چپکا رہتی۔ بد افعالی۔ بد اخلاقی کو
پیمانہ بناتے باقی ترقی اور بہبود کا خیال ہی دماغوں میں نہ آتا۔ اسی طرح یہ ہوا کہ سرکاری
باز پرس۔ مقدمے کے خوف سے اور بھی ہمت پست ہوتی۔ جو حال ہوتا وہ پہنچا ہی ہوگا

۲۱

اکیسواں باب

تجمل بے فقر۔ مردود دہقان

کہتے ہیں بارہ برس تک اپنی عزت بھی کی تو نہیں جاتی۔ کتے کی دُم بارہ برس بعد
بھی ٹیڑھی نکلتی ہے۔ یہی حال خاندانی قوموں کا ہے۔ ایک امیر کی حکایت ہے
بخت و اتفاق سے غریب ہو گئے۔ نوکر چاکر رکھنے کی استطاعت نہ رہی۔ آپ ہی آقا
آپ ہی نوکر۔ کام کاج ہوتا تو آواز دیتے "کوئی ہے" خود ہی جواب دیتے "حاضر" "پیچوان
لاؤ" اور خود ہی اور خود اٹھتے سرا ادا ریا بھر کے رکھتے۔ آپ ہی حضور بے معشوق حاضر
خاصہ لاؤ۔ خود ہی اٹھتے۔ مٹی کی ہانڈی سے سفالین پیالے میں دال نکال لیتے اور [illegible]
پیالے پر موٹی روٹیاں رکھتے اور کہتے "خاصہ حاضر ہے" خود ہی کہتے "ہاتھ دھلاؤ"
خود ہی ہاتھ دھلواتے اور ایک ہاتھ میں روٹی دوسرے سے نوالے توڑتے اور کھاتے
پھر آپ "خاصہ" طلب فرماتے اور آپ ہی اٹھ کے ٹھیکرے لوٹے آبخورے میں
گھڑے سے پانی لاتے اور نہایت تہذیب سے پیتے۔
غرض اسی طرح تمام حرکات سکنات تھے۔ حتی کہ بیداری میں نہ سہی تو خواب
میں روپیوں کی جھنکار اشرفیوں کی کھنکار سنتے۔ حوالہ [illegible]

سڑی سی جھونپڑی اور چھپر کھٹ کا

بتاتا۔ اور ہر عاقل طنزیہ سنتا تاسف

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

مگر سچ پوچھو تو ایسوں کو ہمیشہ یہی عارضہ رہتا ہے۔ انسان دس بارہ برس نہیں
عمر بھر بلکہ کئی نسلوں تک اس میں مشغول عارضہ سودا میں مبتلا رہتا ہے [illegible]

یہ دونوں ابھی نشے کے خمار میں مخمور عقل و ہنر سے بے بہرہ رہے تو یہ بین مطابق
فطرت انسانی تھا - وہ مستثنیات میں ہیں جو کہ

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

پر عمل کر کے سب پار ہو جاتے ہیں - اگر کلیہ ہوتا تو ہر ٹھوکر کھایا ہوا سنبھل جایا کرتا بھگا بٹیر
ہمیشہ کیوں اسکے پیچھے ہی نہ جاتا - مرغوں کا دلبہا بار بار لاتیں نہ کھاتا تازہ تنزل کردہ قومیں
اتنا سب جلد نہ پسپا ہوتیں - ایک دفعہ جلا ہوا چراغ لیپ کے آگ نہ پکڑتا - سم
بھاگ بنا لیسر حسب تحت کو نہ آتا - شباب سر کا غذ بادیکطرح ہوا میں اڑتا - اڑتی
تنکا کیطرح تیزی سے غرق آب نہ ہوتا - خول چیچے یا کاٹھ کی کشتی کی طرح پانی پر
تیرتا رہتا -

مسلمون فیصدون میں جسم اعلیٰ اور جسم اسفل کا مادہ ایک ہی رفتار سے
-ٹ ہوتا - مکانک - ثقل اجسام کے اکیلے غلط ہو جاتے - اجرام فلکی کی گردشوں
اور رفتار کے اصول بگڑ کے ہیئت کو دماغ مجنون کے اختراعات ثابت کرتے -

اس فوری تنزل نے جو حیرت پیدا کی تھی وہ ہنوز ختم نہ ہوئی تھی - انقلاب
کامل نے جو اس پر جا ہونے ہی نہیں دیتے تھے - سر پاؤں کی خبر ہوتی تو کیونکر
داہنے بائیں کیونکر دیتے - ابھی تو حیرت نے آسمان کیطرف ٹکٹکی لگا دی ہے -
دل تحت الثریٰ میں ڈوب رہا ہے - ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں - اعصاب فالج
زدہ جہاز کے رسوں - سرنگوں خیموں کی ڈوریوں کیطرح ڈھیلے ڈھالے پڑے ہیں
کیونکر پھرتی سے اٹھیں اور چستی سے کام میں مصروف ہوں - ان پیٹ [illegible]
[illegible] - ایسی آگ [illegible] کیطرح آنکھوں پر روشن ہو - اسکی حرارت بجھا سکے
[illegible] بیٹھے [illegible] کر بیٹھتے ہیں - اولو العزموں کا
[illegible] سے شرافت و محنت [illegible]
[illegible] پھر ایسے [illegible] بوجھ جا اٹھی - ہاں
[illegible]
[illegible] لوگوں کا خدا [illegible]
[illegible] وقت نے [illegible] گہرا سا

ہیں نہیں یہ تم کاہلی اللہ ری
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے

ٹوٹا کرتا۔ جہاں آتا جہاں اٹھے کچھ کریں تو پیٹ پالیں۔ بھوک سے بچا تھا۔ سردی گرمی سے حفاظت ہو۔ دستور ہے جو کام آتا ہے اوسی کیجانب ہمت بھی پڑتی ہے یہاں سلامتی سے اسکی طرف سے صفایا تھا۔ ان کیواسطے سبھی بے شوقی۔ کم ہمتی کے لائق تھے کس کام کو ترجیح دیں کیسکو نظر انداز کریں۔ ہر علم سے بے بہرہ ہر فن سے ناواقف

مگر خدا تو مسبب الاسباب ہے نیچر نہ بیکاری پسند کرتا ہے نہ کسی کو بیکار رکھتا ہے گوڑ۔ ٹوٹے برتن ٹوٹی جوتی ٹاٹ کو کام میں لانیکا سلیقہ رکھتا ہے یہ تو پھر بھی نوع انسان تھے۔ ایسے لوگوں کیواسطے بھی بہت سے کام نکل آتے ہیں جسطرح گھاس پھوس جو پاسے بھی کھاتے اور آدمی بھی کھا سکتا ہے۔ اور بعض اوقات اوسکو بھی نعمت سمجھتا ہے۔ اوسیطرح پنکھا کھینچنا اگرچہ بندر کا مشغلہ ہو سکتا ہے مگر انسان بھی کر سکتا ہے۔

ہولی ہو چکی تھی۔ زراعت کا خاتمہ تھا۔ کھیتوں میں کام نہ رہا تھا۔ غلہ پک کے کھلیانوں میں آیا۔ کھلیانوں سے کٹ پٹ کے گوداموں میں گیا۔ یا بیوپاری لاد لے گیا۔ ہر طرف صفا چٹ میدان۔ سبزی کا نام نہ نشان۔ سیلا چننے والیاں بھی چڑا گرا دانہ سب کھیتوں سے اوٹھا لے گئیں۔ وہاں تک لیں بھی کوئی کام بوجھ اوٹھانے کھیت کاٹنے کا نہ رہا۔ سبزہ بیگانہ تھا۔ بھینسوں کی ایٹھوں تیز تڑاقے کی دھوپوں سے بالکل سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔ لو چلے گھاس بھی نہیں مل سکتی۔ اس سرے سے اوس سرے تک ادھر۔ اب کوئی مزدوری بھی اسکے واسطے نہ رہی۔

جس دن سے شاہ احمد نے معلم صاحب کی بیٹے پر دہ [illegible] دیکھی تھی ادہر اسکے دیکھنے آتے تھے حسن اتفاق سے اوناہ ایک پنکھا قلی کی ضرورت [illegible] کھینچنے [illegible] کو ملازم کر رکھا تھا۔

حسن اتفاق یا قسمت کی رسائی یا کسی عمل کی مہربانی سمجھیے۔ بی استانی

کے قلعین میں داخل ہوا خواہوں میں شامل ہوئے۔

حامد شاہ بھی ٹھیکہ داری کی معرفت بارکوں میں گوردن کا پنکھا کھینچنے کو بھرتی ہوگئے مگر لو ہے کے چنے تھے۔ پنکھا کیا تھا، قہر برگشتہ کا نمونہ۔ لاکھ زور کرو جاکے آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور آ بھی تھا تو اپنی مرضی سے۔ یہاں گوردن کا گرم مزاج حرارت موسم کی برداشت کی بات کیسے۔ ایک آدہ نے جھلا کے گھسکے ٹھوکر ماری نہیں چاہا۔ تھا پار بان کھا کے دور گرے۔ مگر سخت جانی کا احسان قسمت میں تو اور بھی ٹھوکریں کھانی تھیں۔ نہ تلی تغییبت تھی نہ کاسہ سرتھنے کا جام شراب تھا۔ یہاں سے کے بھاگے۔

جان بچی اور لاکھوں پائے

بڑے مولوی کے بیٹے سے چھوٹے اور بیزار وقت ایک لوہار کے کارخانے میں دمونکنی کھینچنے کو نوکر ہوگئے وہ بھی روٹی کپڑے پر۔

شاہ احمد البتہ اچھے پہونچے کشمش نے نا دانستہ مرکز کی طرف کھینچ بلایا۔ لاکھ دائرۂ انقلاب کو زمانہ چکر دے مگر نقطہ محور تک خواہ مخواہ پہونچے گا۔

پنکھا قلی اور سلمہ شوہر اور منکوحہ۔ بار بار آنکھ لڑتی ہے۔ تار نظر پر واقفیت کا بازیگر کرتب دکھاتا ہے۔ ایکطرف خودداری۔ دوسری طرف مایوسی رشتہ ہمت کوتاہ کرتی ہے۔ گو مگو کا معاملہ ہے۔

بائیسواں باب

امید کا سبز باغ

پنڈت ورا دیبی کی جب شادی ہوئی تو اسکے جہیز میں ایک صندوقچہ دیا گیا زر وجواہر کی دیوی دیوتاؤں میں قدر ہی کیا۔ جیسی دلھن ویسا جہیز۔ پیر صندوقچہ میں دنیا کی بسرتیں۔ نعمتیں بھر کردی گئیں۔ ان میں امید بھی تھی۔ اب اس گران بہا جہیز کا نقل بھی جاننے۔ ایسا ویسا نہ تھا۔ صندوقچے کی حقیقت کیا۔ بساط ہی کیا۔ مارے گرانی کے پیندا ٹوٹ گیا۔ اور سب چیزیں ایک ایک کر کے نکل گئیں۔ صرف امید کسی خانے۔ کسی کونے میں رہ گئی۔

مطلب یہ کہ دنیا میں سب چیزوں کی خاتمہ ہو جانا لکھا ہے امید ہی ہیں پوری

ہو جاتی ہیں شمعیں اختتام کو پہونچتی ہیں۔ مگر نہیں تمام ہوتی تو پیاس انتظار ہو شخص آنے ہی وصال اور پھر دم تک ہنر انسان کسی حال میں ہو کسی عمر کو پہونچے کیسے ہی سامان ہوں کیسی ہی بے سامانی ہو۔ مگر کسی حال میں بھی رفاقت سے منہ نہیں موڑتی۔ سوتے جاگتے کبھی ہو ہوسکے ذرا سے ساتھ نہیں چھوڑتی۔

عجب D. H. Qureshi

یوں کہنے کو آدمی مایوسی کا نام ہے۔ مگر جیسے پوچھو تو دنیا میں کون جو آخر ہے جسے حقیقت میں مایوسی نے بجھا ایک لہو سخت آتی اندر سے دیکھی ہے اور پھر سیاست رہگیا ہے۔ امید کا عکس پاس ہے جبطرح وجود کا عکس عدم۔ پھر نہ عدم کا وجود نہ یاس کا۔ رہی امید وہ ہر وقت موجود ہے۔ زیادہ سے زیادہ اوسکے مدارج قوت کی کمی کو یاس کہہ لیجئے۔

روح کو امام کہتا ہے امر ربی ہے۔ علمائے باطن کہتے ہیں جو ہر لطیف ہے اطبا کہتے ہیں ہوا ہے۔ مگر یہ سب لفظوں کا اولٹ پھیر ہے۔ اس میں پیسی ساٹھ والی ترکیب سے اگر ہم کہیں روح امید ہے تو کیا بیجا ہے ہم نے تو کسی مایوس کو دیکھا نہیں۔ اور جب مایوس ہوا تو بچا نہیں۔

بادشاہ حسین خان نہ خدا نخواستہ مایوس ہوے ہیں نہ موت نے پوچھا اور نہ ہمارا دل ابھی اونکو چھوڑنے کو چاہتا ہے حضرات ناظرین ذرا اونکی خبر لیتے رہیئے۔ لوگ جناکی خبر لینے اکثر جیل تک جاتے ہیں۔ اوسی طرح اونکے حالات پر بھی کبھی نظر ہو جایا کرے۔ یوں تو لب گور ہو رہے ہیں۔ دنیا نے ایسی جگہ بھیجا ہے کہ گویا قبر میں ہیں مگر حقیقت میں تو جیتے ہیں۔ طاقت نہیں۔ آنکھیں نہیں۔ دنیا سے بڑے تعلقات نہیں تنا ور درخت بہت پھیل گیا تھا شاخیں کاٹ دی گئیں تھیں۔ برق ستم سے پہونچ سکا۔ سب ایک ایک کر کے خشک ہو گئیں۔ مگر ابھی امید کا رس باقی ہے۔ اوسی کو ظلمات کا آب حیات سمجھو اور انکو عذاب مانو یا سخت جانی تعبیر کرو۔

یہ ڈاکٹر کے پاس والے کمرے میں نجمت سیہ کی کلیم کملی اوڑھے پڑے ہیں۔ رطوبت اصلی اور لہو کی کمی سے ہر موئے کلیم سنان و خنجر کا کام دیتا ہے۔

کروٹون لیتے لیتے زخم ہائے بستر سے کوسلے اور پشت لگا رہی ہے [illegible]
فقدان طاقت سمجھیے یا القا کہیے یا محض خواب و خیال تصور کیجیے مگر ایک قصہ یا بو
یہ واقعہ ضرور ہے کہ حالت غشی و سکوت میں بادشاہ حسین خان کو محسوس ہوا صبح
کا سہانا سمان - ہلکی ہلکی - مدہم ٹھنڈی روشنی کبھی ڈوبتی کبھی ابھرتی گویا اقبال
کی رتی جھلکتی اور ماند ہوتی ہے ہوا سنسنا رہی ہے اور طبیعت میں ایک ایسا
سکون پیدا ہوتا جاتا ہے جیسا سانپ کے کاٹے کو قریب مرگ معلوم ہوتا ہے
روح کا شرارہ بجھتے ہوئے اخگر کی طرح راکھ کے گہرے پردے میں پنبہ دانہ کی
صورت [illegible] اور اسکے قدموں آفتاب لب بام کی چال کھسکتا جاتا ہے - ایام پیری کی
شام سے طرز خرام سیکھا ہے - نہ تپ محرق کی ترتیب - نہ پوست استخوان کی ہم آغوشی
سے الجھن - نہ روح و تن مفارقت اور جدائی پر گلے مل مل کے رخصت ہو رہے
ہیں - نہ بازو سفر آخرت کے دامن ضامن بندھوانے کو پھیلتے ہیں نہ پاؤں جنازہ
کی سواری تک جانے کو دو قدم اٹھتے - آنکھوں نے تو مدت سے حسرت بھری
چتونوں کی بساط سمیٹ لی ہے پتلی اگرچہ عرصہ سے پتلی کے پاس سہم
آہیں بھرتی ہے مگر کان مشغلہ سماعت چھوڑے ہیں - ایک قوت بصیرت نے
ایک رفیع الشان اسٹیج پیش نظر کر دیا لیمپوں کی روشنی مدھم ہے - اسٹیج میں
ہلکی سی سفیدی پائی جاتی ہے ایک پردہ جالی کا پڑا ہے - اسکے اندر جھاڑ
جھنکاڑ کی کثرت ہے سوکھے ٹنڈ درخت لگے ہیں تالاب میں کوڑا کرکٹ اور
خزاں رسیدہ پتیاں سڑ رہی ہیں - ایک کریہہ منظر سیہ فام - ارزق چشم
لمبے دانت والی - عورت طرح طرح کے زیور پہنے کھڑی ہے نتھنوں سے شعلے
نکلتے ہیں - سانپ کی شکل زبان بار بار باہر نکالتی ہے اور [illegible]
[illegible] کھینچے گا ہے دست بستہ [illegible] آگے گردن جھکائے سجدے
کرتے ہیں اور وہ ٹھوکریں مارتی ہے [illegible] بیگم ان دونوں کو دور رہنے
[illegible] سے باز رہنے کی ہدایت کرتی ہے - اور آخر کو بچا لیجاتی [illegible]
[illegible] اچھا ہوتا [illegible] ہوا - یہ تھا ان کی بیگم صاحبہ [illegible] کی [illegible] ہیں
[illegible] بیگم [illegible] - ہے مگر [illegible] - افسوس [illegible]

موقع دیا کہ بہویون کھینچ لیجاے آنسو نکل آئے ایک آہ سرد زبان سے
انسان تھے ہندوستانی تھے علیل تھے سراسر علیل تھی۔

دوسرا سمان۔ تختہ گلزار رکھلا ہے۔ باغ وچمن آراستہ۔ گل دریاحین ہر تختہ پیراستہ مناسب فاصلون سے خوشنما خوش منظر مکانات۔ ہوشیار کی عہدون۔ جہد عمل پر جابجا بکار آمد ہیں۔ بہت سے مزدور کام کاج مین مصروف احمد اور حامد۔ کارفرمائی کرتے۔ خوش حال۔ بشاش۔ قوی توانا۔ دنیا بیوپاری آتے۔ بات چیت کرتے۔ باغ کے میوے پھلون کے لیجاتے۔ نوٹ اشرفیان ہنڈیان دیتے وہ سب بکس مین رکھتے مگر اس بکس کا عجیب حال ہے۔ جو کچھ ایک طرف رکھو دوسری طرف گر پڑے نیچے کا تختہ ندارد۔ کاغذ زر کاغذ باد کیطرح بالا ہی بالا اڑ جاتا روپیہ اشرفی مرغی کے انڈے بنجاتے اور ہاے غلطان کیطرح ادھر ادھر لنڈھکتے غائب ہوجاتے

اس سامان کو دیکھنے کے بعد آنکھ کھل گئی۔ کیونکہ معلوم ہوئی ہے۔ راحت جی چاہا کچھ ملے تو کھائین پئین۔ خیال کرتا تھا کہ ایک اچھی طرح طرح کی نعمتین مکلف خوان مین لایا۔ بیش نظر کین اور رکھ گیا۔ یہ مایوس کے یاس نیست کی تمہید سستی متخیلہ کی سیمیا پر بہت ہی کرشمے تماشا دیکھ کے فرحت ہوئی وہ بھی غارت ہوئی۔

ایک دوسرا پردہ اوٹھا۔

دونون بھائی سکوت مین مذبذب کھڑے ہین اونکے داہنے بائین عورتین کراماً کاتبین کیطرح کھڑی ہین۔ ایک حسین مگر تنگ حال مضمحل۔ کسی قدر فاصلے سے ہلال اور ترسول لیے پکارتی ہے۔

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

دوسری نہایت بدشکل۔ سیہ فام مگر مکلف پوشاک پہنے زرو جواہر سے آراستہ ایک ادا کے ساتھ سناتی "نقد را بہ نسیہ گزاشتن کار خردمند نیست" یہ دونون بھائی کیطرف سے بہ حقارت منہ پھیر کے اوسکو ساتھ ہو

اب کے نیا پردہ جو کھلا تو نہایت دلکش مسرت افزا سین نظر آیا - ایک
پر فضا باغ - جسکا نظارہ مقوی دل - مفرح دماغ - گرداگرد بہت بڑے
بڑے درخت سرسبز ہرے بھرے گنجان لگے ہوے - مرغان خوش الحان
چہچہوں مین مشغول - ایک سمت پہاڑی جسپر سے دو آبشارین ایک نقرہ ایک
ئی جاری - اگر ایک کے سامنے ماہتاب پانی تو دوسرا بھی آفتاب ثانی - جو پہاڑی
ب صاف بتاتی تھی ایک بالکل چاندی کا پتر دوسری سونے کا ڈلا - پانی بہ کے
شش سریلی جھنکار کے ساتھ نہرون مین گرتا تھا وہان سے گنگا جمنی جدول
ہر تختہ و چمن کے گرد - گویا بہار کے دوپٹے مین سنہری روپہلی گوٹ - چمن نادر
ن طرح طرح کے نظارہ فریب گل بوٹے - کیاریان روشین اصول ریاضی
کے مطابق بنین - گویا ریاضی اس گلزار کی قدمبوسی مین خاک راہ بنا ہو -
اسکے وسط مین ثمرستان تھا - دنیا کا کوئی ایسا میوہ نہ تھا جو وہان شاداب
موجود نہو جس شے پر نظر جاتی سیر ہو کے واپس آتی - افراط اور فراغت
خاطر کا نمونہ برستا سبزہ پامال سے لے کے سرو آزاد تک سربلندی کے
نشے مین اٹھا سے سر بفلک جاتا - اسمین ایک بارہ دری ہے جسکے ہر طرف سے
دروازے کھلے ہین - ہواے خنک آرہی ہے - دونون شخص کرسیون پہ
بیٹھے لطف چمن اوٹھا رہے ہین -

ایک دفعہ ترشح شروع ہوا - بجاے قطرہ آب یا تگرگ ژالہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے
طلاے خالص کے (ہن) برسنے لگے - اسکو خیال آیا اِن مین کیونکر کھاؤن
کوئی کورکشش نہین عادت بری بلا ہے - نابینائی یاد آئی - اور یاد کے
ساتھ ہی پل مارتے موجود ہوئی -

این یہ کیا تھا - محض خیال کی نظربندی - واہمے کی صناعی - وہی زندان
وہی کرب - وہی نابینائی - وہی بےکسی وہی بےبسی -

تیسواں باب

جھپک جھپک کے جو چشم نصیب ہو بیدار
تھپک تھپک کے سُلا دے اسے پھر ناہنجار

اندھیری رات۔ تاریکی کے آگے ظلمات بے نور۔ روشنی کا خیال تک کافور ہو چکا ہے
گھرے گھرے بادل ہاتھیوں کی چال گھر آئے ہیں۔ ہوا بند ہے۔ اُمس حبس سے بھرپور ہے
نیچر کی طبیعت کلفت۔ یا شاید کسی اہم واقعے کے انتظار میں دم بخود ہے۔ ایک پنکھا
قلی جھونپڑی کے آگے اوکڑوں بیٹھا پنکھے کی ڈوری کھینچ رہا ہے۔ جو ایک کمرے کی
طرف سے آئی ہے۔ نیند کے جھونکے آنکھ کھولنے نہیں دیتے۔ نوکری کا کھٹکا سونے
نہیں دیتا۔ فرش خاک نرم و نازک بستر سے زیادہ مرغوب۔ ٹوٹی جھونپڑی ایوان و
محل سے سوا آرام دہ معلوم ہوتی ہے۔ سچ ہے دنیا سب کے واسطے ایک ہی سی
یکساں ہے۔ صرف اپنی اپنی حالتوں کے اعتبار سے یہ گوناگونی اور تنوع محسوس ہوتا
ہے۔ ایک وہ ہیں جو مکلف چھپرپلنگ گدّے تکیوں پر بھی اسوقت کروٹیں بدلتے
شب بیداری سے جاگ رہے ہیں اکثر اکثر بدمزہ ہوتی ہیں۔ پنکھا کھنچتا ہے
تلوے سہلائے جاتے ہیں کہانیاں داستانیں کہی جاتی ہیں۔ اور نیند نہیں آتی
آنکھ لگ بھی تو بخوشی یہ قلی بیچ ڈالتا۔ اور سیکڑوں امیر مول لیتے دونوں کی
مراد بر آتی اور دونوں اپنے اپنے حال میں مطمئن ہوتے۔ اتنے میں تڑاق
سے ڈوری ٹوٹ گئی۔ پنکھا قلی نیچے گرا ہی تھا کہ بایاں ہاتھ پیچھے زمین پر بے
اختیار ٹک گیا۔ چونک پڑا۔ غنودگی بھاگی۔

دل دھڑکنے لگا۔ اب یہ ڈوری کا سرا لے کے اوپر ٹنگا ہوا۔ کیا کرے۔ کمرے کا
دروازہ کھٹکھٹائے؟ مجال نہیں۔ چپ بیٹھ رہے؟ بھلا سب نہیں۔ ڈرتے ڈرتے
دبے پاؤں دروازے تک گیا۔ ڈوری ٹٹولی۔ ٹوٹا سرا اندر تھا۔ جلدی سے
پچھلے پاؤں کھسکا۔

عجب شکنجے میں جان پڑی۔ کاش یہی معلوم ہو جاتا۔ ملازمت گئی۔
سلسلہ خدمت منقطع۔

اسی فکر میں تھا کہ سٹکنی گری کھٹ سے دروازہ کھلا۔ آنکھوں نے کام نہ دیا تو کانوں پر